ہندو دھرم کے فرقوں کے عقائد

اور ان کی تردید

(دعوتی پس منظر میں)

مفتی محمد سرور فاروقی ندوی

(استاذ: دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ وصدر جمعیت پیام امن، لکھنؤ)

مکتبہ پیام امن

ندوہ روڈ، ڈالی گنج، لکھنؤ، یوپی، الھند

جملہ حقوق محفوظ

U-112

نام : ہندودھرم کے فرقوں کے عقائداوران کی تردید

مصنف : مفتی محمد سرور فاروقی ندوی

ناشر : مکتبہ پیامِ امن، ندوہ روڈ، ڈالی گنج، لکھنؤ

اردوایڈیشن : جدیدایڈیشن مع اضافہ شدہ

تعداد کتب : ۱۰۰۰

سال : ۲۰۱۲ء

قیمت : ۲۰۰

Writer :	Mufti Mohd Sarwar Farooqui Nadwi
Book Name:	Hindu Dharm k Firqo k Aqaid Aur Unki Tardeed
Publisher :	Maktaba Payam-e-Amn, Nadwa Road,Daliganj,lucknow 226020, UP, India
Website:	www.islamicjpamn.org
E-Mail:	tasneemlko2012@gmail.com
Phone No.	9984490150, 9919042879

ملنے کے پتے

۱۔ مجلس تحقیقات ونشریات، ندوۃ العلماء، پوسٹ بکس نمبر ۱۱۹ (لکھنؤ)	05222741539
۲۔ نیوسلور بک ایجنسی، 14، محمد علی روڈ، بھنڈی بازار، ممبئی	0522-27415
۳۔ الفرقان بکڈپو، نظیرآباد ۳ (لکھنؤ)	9936635816
۴۔ سبحانیہ بک ڈپو، نیا محلہ، جبل پور، مدھیہ پردیش	9424708020
۵۔ ستیہ فاؤنڈیشن 182-A 5 گرین لینڈ کیمپس، پوکھرپور، کانپور	9935044343
۶۔ مکتبہ شباب جدید، ندوہ روڈ، لکھنؤ	9198621671
۷۔ مکتبہ شاہ ولی اللہ جامع مسجد، دیوبند	8439650526

فہرست

مقدمہ ۱۵
باب اول۔ ہندودھرم کے فرقوں کے عقائداوران کی تردید ۱۸
ہندودھرم کی مختصر تاریخ ۱۹
ہندودھرم کے فرقے ۲۰
سناتن دھرم کا تعارف ۲۰
سناتن دھرم کی تعریف ۲۰
ویدک تعریف ۲۱
منواسمرتی کی تعریف ۲۱
بھگوت گیتا کی تعریف ۲۱
آدی شنکراچاریہ کی تعریف ۲۱
سوامی دیانندسرسوتی کی تعریف ۲۲
سوامی وویکانند کی تعریف ۲۲
مہاتما گاندھی کی تعریف ۲۲
ڈاکٹر رادھا کرشنن کی تعریف ۲۳
سناتن دھرم کا تاریخی پس منظر ۲۳
سناتن دھرم کا نظریاتی مفہوم ۲۴
موجودہ دور میں سناتن دھرم کا سیاسی مفہوم ۲۴
سیاسی پس منظر ۲۵
موجودہ مفہوم ۲۵
خلاصہ ۲۶
سناتن دھرم کی اہم شاخیں ۲۶
سناتن دھرم کے بنیادی عقائد ۲۶

ہندو مذہب کے عقائد اور ان کی تردید ۲۷
ہندو مذہب میں مختلف فکری نظریات ۲۸
عقیدۂ توحید ۲۸
خدا کے بارے میں مختلف تصورات ۲۹
۱۔ نرگُن برہمن (Nirguna Brahman) ۲۹
۲۔ سگُن برہمن (Saguna Brahman) ۲۹
خدا اور کائنات کا تعلق ۳۰
اعمال سے متعلق تضاد ۳۰
سناتن دھرم اور خدا کا تصور ۳۱
خدا کے متعلق دیگر نظریات ۳۲
دیانند سرسوتی کا نظریہ ۳۲
برہمن اور آتمان کا تصور ۳۳
وید ہندو مذہب کی بنیادی کتب ۳۳
ویدوں کے بارے میں اختلافات ۳۳
جزا و سزا اور پُنر جنم (آواگون) کا عقیدہ ۳۴
اسلامی نقطۂ نظر سے تردید ۳۴
شیو فرقہ (Shaivism) کا تعارف ۳۵
شیو فرقہ کے عقائد ۳۵
اہم مذہبی علامتیں (Religious Symbols) ۳۷
شیو فرقہ کی اہم مذہبی کتب ۳۸
اہم شیو مندر ۳۹
پہچان اور ظاہری علامتیں ۴۰
اہم تہوار ۴۱
اہم رسوم و عبادات ۴۱

ذیلی فرقے (Sub-sects) ۴۱
شیو فرقہ کے عقائد کی تردید ۴۴
۱۔ شیو کو پرمیشور اور کائنات کا خالق ماننا ۴۴
۲۔ شیو لِنگ کی عبادت ۴۴
۳۔ اردھ نارِیشور کا عقیدہ ۴۴
۴۔ نجات کے لئے یوگ، تپسیا اور ترکِ دنیا کو بنیادی ذریعہ سمجھنا ۴۴
۵۔ شیو کی کرپا سے موکش حاصل ہونا ۴۵
وِشنو فرقہ (वैष्णव सम्प्रदाय) کا تعارف ۴۵
عقائد (Beliefs) ۴۵
وِشنو کے دس اوتار (दशावतार) ۴۶
وِشنو فرقہ کی مذہبی علامتیں ۴۸
مذہبی کتب ۴۹
وِشنو فرقہ کے مشہور مندر ۵۰
رسم ورواج (Practices) ۵۰
وشنو فرقے کے اہم تہوار ۵۰
ذیلی فرقے (Sub-sects) ۵۲
وِشنو فرقہ کے عقائد کی تردید ۵۳
۱۔ وِشنو کو پرمیشور اور کائنات کا محافظ ماننا ۵۳
۲۔ اوتار واد کا عقیدہ ۵۳
۳۔ نجات کو وِشنو کی بھکتی سے وابستہ کرنا ۵۳
۴۔ موکش اور وِشنو میں اتحاد کا عقیدہ ۵۳
۵۔ کرم اور پُنر جنم کا نظریہ ۵۴
۶۔ تری مورتی کا عقیدہ ۵۴
۷۔ مورتی پوجا ۵۴

۸۔مخصوص منتروں کو نجات کا ذریعہ سمجھنا ۵۴
۹۔کلکی اوتار کا انتظار ۵۴
شاکت فرقہ (Shaktism) کا تعارف ۵۵
عقائد (Beliefs) ۵۵
مذہبی کتب ۵۶
مشہور عبادت گاہیں (مندر) ۵۶
مذہبی ظاہری علامتیں (IdentitySymbols) ۵۶
اہم رسومات وتہوار ۵۷
ذیلی فرقے (Sub-sects) ۵۷
شاکت فرقہ کے عقائد کی تردید ۵۸
۱۔شکتی کو پرمیشوری اور سب سے بڑی طاقت ماننا ۵۸
۲۔شیوا اور شکتی کو لازم وملزوم ماننا ۵۹
۳۔دیویوں کی عبادت ۵۹
۴۔108 دیویوں کے ناموں کے جپ سے گناہوں کی معافی ۵۹
۵۔تانترک عبادات اور مخصوص رسومات ۵۹
۶۔بھیرو، ہنومان اور دیگر دیوتاؤں سے مدد طلب کرنا ۵۹
۷۔متعدد دیوتاؤں کی پرستش ۶۰
۸۔دیوی کی بھکتی سے موکش کا عقیدہ ۶۰
اسمارت فرقہ (स्मार्त संप्रदाय) ۶۰
اسمارت فرقہ کے عقائد (Beliefs) ۶۱
مذہبی کتب ۶۲
مذہبی رسومات ۶۲
فلسفیانہ بنیاد (Philosophical Basis) ۶۳
اہم خصوصیات ۶۴

اہم مراکز و پیروکار ۶۴
اسمارت فرقہ کے عقائد کی تردید ۶۴
۱۔ برہمن اور کائنات کو ایک حقیقت ماننا ۶۵
۲۔ پانچ دیوتاؤں کو ایک ہی خدا کے مختلف روپ ماننا ۶۵
۳۔ تمام مذاہب اور دیوتاؤں کو یکساں حق ماننا ۶۵
۴۔ مورتی پوجا کو علامتی عبادت قرار دینا ۶۵
۵۔ روح اور خدا کو ایک ماننا (جیو برہم ایک) ۶۵
۶۔ موکش کو خدا سے اتحاد قرار دینا ۶۶
باب دوم۔ ہندو دھرم کی مذہبی تحریکوں کے عقائد و نظریات اور ان کی تردید ۶۷
آریہ سماج کا تعارف ۶۸
مہارشی سوامی دیانند سرسوتی (स्वामी दयानन्द सरस्वती) ۶۹
آریہ سماج کے بنیادی عقائد و نظریات ۶۹
دیانند کی بنیادی فکر و نظریات (نکات میں) ۷۲
آریہ سماج کی بنیادی تعلیمات و اہداف ۷۳
آریہ سماج کے ادارے ۷۳
ستیارتھ پرکاش (Satyarth Prakash) ۷۳
ستیارتھ پرکاش کے ابواب اور ایڈیشن ۷۴
دیانند سرسوتی کا اسلام کے بارے میں نظریہ ۷۴
ستیارتھ پرکاش کے ۱۳ ویں ۱۴ ویں ابواب کی تردید اسلامی نقطۂ نظر سے ۷۵
۱۳ ویں باب کا جواب ۷۹
دیانند سرسوتی کی علمی و مذہبی فکر ۸۰
کتاب پر تنازعہ ۸۱
تنقید ۸۱
آریہ سماج کے عقائد کا تجزیہ ۸۱

تجزیہ اور تردید ۸۱
دوسرا عقیدہ روح لطیف ۸۲
آریہ سماج کی دلیل ۸۲
تجزیہ اور تردید ۸۲
تیسرا عقیدہ (عدم سے وجود پیدا نہ ہونا) ۸۳
آریہ سماج کی دلیل ۸۳
تجزیہ اور تردید ۸۳
چوتھا عقیدہ (روح کا پیدا/فنا نہ ہونا؛ خدا کا ظاہر کرنا) ۸۴
آریہ سماج کی دلیل ۸۵
تجزیہ اور تردید ۸۵
پانچواں عقیدہ آواگون (پُنر جنم) اور جنت و دوزخ ۸۶
آریہ سماج کی دلیل ۸۶
تجزیہ اور تردید ۸۷
چھٹا عقیدہ (خدا کبھی معاف نہیں کرتا) ۸۷
آریہ سماج کی دلیل ۸۷
تجزیہ اور تردید ۸۷
برہم سماج کا تعارف ۸۸
برہم سماج کے بنیادی عقائد و نظریات ۸۹
برہم سماج میں عبادت کا طریقہ ۹۱
برہم سماج کے اہم مراکز ۹۳
برہم سماج کے مندر (عبادت خانے) ۹۳
برہم سماج کے تہوار ۹۴
برہم سماج کے عقائد کی تردید ۹۴
۱۔ صرف عقل کو معیارِ دین قرار دینا ۹۴

۲۔وحی کی قطعی حیثیت سے انکار ۹۴
۳۔نبوت اور اوتار کے مسئلے میں اختلاف ۹۴
۴۔نجات کا صرف اخلاق پر موقوف ہونا ۹۵
۵۔عبادات کی حیثیت ۹۵
۶۔اسلام سے موافقت کے پہلو ۹۵
نرنکاری مشن کا تعارف ۹۶
بابا بوٹا سنگھ جی ۹۶
نرنکاری مشن کے بنیادی مقاصد ۹۶
نرنکاری مشن میں عبادت کا طریقہ ۹۸
نرنکاری مشن کی اہم کتب ۹۹
نرنکاری مشن کا اہم مرکز ۹۹
نرنکاری مشن کے تہوار ۹۹
نرنکاری مشن کے عقائد کی تردید ۱۰۰
۱۔تصورِ توحید میں بنیادی فرق ۱۰۰
۲۔نبوت کا انکار ۱۰۰
۳۔وحی اور آسمانی کتاب ۱۰۰
۴۔نجات کا تصور ۱۰۱
۵۔عبادات میں اختلاف ۱۰۱
رام کرشن مشن کا تعارف ۱۰۱
رام کرشن مشن کے عقائد و تعلیمات ۱۰۴
رام کرشن مشن میں عبادت کا طریقہ ۱۰۵
رام کرشن مشن کے تہوار ۱۰۶
رام کرشن مشن کے اہم مراکز ۱۰۶
رام کرشن مشن کی اہم کتب ۱۰۷

رام کرشن مشن کے نظریات کی تردید ۱۰۸
۱۔تمام مذاہب کو حق ماننے کا نظریہ ۱۰۸
۲۔ادویت ویدانت کا تصور ۱۰۸
۳۔نبوت کا انکار ۱۰۸
۴۔وحی اور قرآن کی حیثیت ۱۰۸
۵۔نجات کا تصور ۱۰۸
۶۔عبادت کا فرق ۱۰۹
پرجاپتا برہما کماری مت کا تعارف ۱۰۹
فکری بنیاد ۱۱۰
سماجی اصلاح ۱۱۱
پرجاپتا برہما کماری مت کے مقاصد ۱۱۲
پرجاپتا برہما کماری مت کی تعلیمات ۱۱۳
برہما کماری مت میں عبادت کا طریقہ ۱۱۳
پرجاپتا برہما کماری مت کی اہم کتب ۱۱۴
پرجاپتا برہما کماری مت کے تہوار ۱۱۴
پرجاپتا برہما کماری مت کا عالمی مرکز ۱۱۵
روحانی مرکز ۱۱۵
پرجاپتا برہما کماری مت کے نظریات کی تردید ۱۱۶
۱۔وحی اور نبوت کا انکار ۱۱۶
۲۔خدا کے تصور میں اختلاف ۱۱۶
۳۔راج یوگ کو نجات کا ذریعہ قرار دینا ۱۱۶
۴۔تناسخِ ارواح کا عقیدہ ۱۱۷
۵۔عبادات کا تصور ۱۱۷
۶۔نجات کا تصور ۱۱۷

گایتری سماج کا تعارف ۱۱۷
گایتری سماج یا گایتری پریوار ۱۱۸
سماجی اصلاح ۱۱۹
گایتری سماج کے عقائد ونظریات ۱۲۰
گایتری منتر (गायत्री मंत्र) ۱۲۱
گایتری پریوار کی بنیادی تعلیمات ۱۲۲
گایتری پریوار میں عبادت کا طریقہ ۱۲۳
گایتری پریوار کی اہم کتب ۱۲۴
گایتری پریوار کے اہم مراکز ۱۲۵
گایتری سماج کے نظریات کی تردید ۱۲۷
۱۔گایتری منتر کو نجات کا بنیادی ذریعہ قرار دینا ۱۲۷
۲۔ویدک تعلیمات کو دینی بنیاد بنانا ۱۲۷
۳۔کرم (اعمال) کے نظریے میں اختلاف ۱۲۷
۴۔یگیہ اور منتر کو عبادت کا ذریعہ بنانا ۱۲۸
۵۔نبوت اور وحی کا تصور ۱۲۸
۶۔تناسخِ ارواح (پُنر جنم) کا نظریہ ۱۲۹
۷۔تمام مذاہب کی ہم آہنگی کا نظریہ ۱۲۹
آر ایس ایس (RSS) کا تعارف ۱۳۰
تاریخی پس منظر ۱۳۰
آر ایس ایس کے قیام کا مقصد ۱۳۱
ڈاکٹر کیشو بلی رام ہیڈگیوار (بانی آر ایس ایس) ۱۳۳
ہیڈگیوار کے بنیادی نظریات ۱۳۳
آر ایس ایس کا ہندوتوا (Hindutva) کا نظریہ ۱۳۵
نظریے کی فکری بنیاد ۱۳۵

ہندوتوا کے بنیادی اجزاء (آر ایس ایس کی تعبیر میں) ۱۳۵
آر ایس ایس کے مطابق ہندو ۱۳۶
نظریاتی بنیاد ۱۳۶
آر ایس ایس کی تعبیر میں ہندو کی بنیادی خصوصیات ۱۳۷
آر ایس ایس کا تنظیمی ڈھانچہ ۱۳۸
تنظیمی ڈھانچہ کی اہم خصوصیات ۱۴۰
آر ایس ایس کا طریقۂ کار ۱۴۰
راشٹریہ سویم سیوک سنگھ (RSS) کے اہم رہنما ۱۴۲
آر ایس ایس کا مذہبی نظریہ ۱۴۳
آر ایس ایس کا سیاسی نظریہ ۱۴۵
آر ایس ایس کی اہم کتب ۱۴۶
آر ایس ایس کا مسلمانوں کے لیے نظریہ ۱۴۷
گولوالکر کا نظریہ (کلاسیکی موقف) ۱۴۸
آئینی مساوات بمقابلہ ثقافتی قومیت ۱۴۹
بھگوا جھنڈا (भगवा ध्वज) ۱۴۹
ساورکر کے مطابق مسلمان ۱۵۰
گولوارکر کے مطابق مسلمان ۱۵۱
مسلمان بطور الگ قوم قومی یکجہتی میں رکاوٹ ۱۵۱
غیر ہندوؤں کی حیثیت تہذیبی تابع داری ۱۵۲
آر ایس ایس کا ہندو راشٹر نظریہ ۱۵۲
گولوالکر کا تصورِ قوم ۱۵۲
ہندو راشٹر میں غیر ہندوؤں کی حیثیت ۱۵۳
ہندو راشٹر اور آئین ۱۵۳
ساورکر کے مطابق ہندو لفظ کی تشریح ۱۵۴

ہندو ایک شناخت ہے ۱۵۴
ہندو قوم (Hindu Rashtra) ۱۵۵
بھارت ایک ہندو راشٹر (Hindu Nation) ۱۵۵
مذہبی وحدت کا تصور ۱۵۵
دھرتی ماتا (بھومی ماتا) کا تصور ۱۵۵
دیگر مذاہب کے ساتھ رویہ ۱۵۶
مذہبی عقائد ۱۵۶
آر ایس ایس کا تعلیمی نیٹ ورک ۱۵۸
اسکولوں کی اقسام ۱۵۹
تعداد ۱۶۰
نصاب اور سرگرمیاں ۱۶۰
آر ایس ایس کا اہم مرکز (ہیڈ کوارٹر) ۱۶۱
ریشم باغ اسمرتی مندر ۱۶۱
اہمیت ۱۶۲
آر ایس ایس کی ذیلی تنظیمیں ۱۶۲
آر ایس ایس کے نظریات کی تردید اسلامی نقطۂ نظر سے ۱۶۵
آر ایس ایس کے مذہبی نظریات کی تردید ۱۶۸
۱۔ ہندوتوا کو مذہبی وقومی شناخت قرار دینا ۱۶۸
۲۔ دھرم کو جامع اخلاقی وسماجی نظام قرار دینا ۱۶۸
۳۔ ویدک روایات کو تہذیب کی بنیاد بنانا ۱۶۹
۴۔ مذہبی رواداری کا تصور ۱۶۹
۵۔ قوم اور مذہب کو ایک قرار دینا ۱۷۰
۶۔ کردار سازی کو عبادت پر ترجیح دینا ۱۷۰
۷۔ اسلام اور عیسائیت کو بیرونی مذاہب قرار دینا ۱۷۱

۸۔روحانیت کے مقابلے میں قوم پرستی کو ترجیح دینا..... ۱۷۱
آر ایس ایس کے سیاسی نظریات کی تردید..... ۱۷۲
۱۔ثقافتی قوم پرستی کو سیاست کی بنیاد بنانا..... ۱۷۳
۲۔ہندوتوا کو سیاسی وحدت کی بنیاد قرار دینا..... ۱۷۳
۳۔قوم کو فرد اور ریاست پر مقدم کرنا..... ۱۷۳
۴۔مضبوط ریاست کا تصور..... ۱۷۳
۵۔سیکولرازم پر تنقید اور اکثریتی تہذیب کی بالادستی..... ۱۷۴
۷۔ثقافتی وابستگی پر مبنی شہریت..... ۱۷۴
۸۔غیر ملکی نظریات کی مخالفت..... ۱۷۵
آر ایس ایس کے نظریات کی تردید آئین کے پس منظر میں..... ۱۷۵
خلاصہ..... ۱۷۶





مقدمہ

الحمد للہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین، نبینا محمد ﷺ، وعلی آلہ وأصحابہ أجمعین۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت، معرفت اور اطاعت کے لیے پیدا فرمایا اور اس کی ہدایت کے لیے ہر دور میں انبیائے کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ ان تمام انبیاء کی دعوت کا بنیادی پیغام توحید تھا، یعنی صرف ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت، اسی پر ایمان، اور اسی کے احکام کی اطاعت۔

قرآن مجید واضح کرتا ہے کہ دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جس کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے کوئی رسول یا نذیر نہ بھیجا ہو۔ لیکن تاریخ گواہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے وصال کے بعد ان کی تعلیمات میں بتدریج تحریف، تاویل، فلسفیانہ افکار، رسوم و روایات اور انسانی خواہشات شامل ہوتی گئیں، یہاں تک کہ اصل دین کی صورت بہت حد تک بدل گئی۔

ہندو مذہب بھی دنیا کے قدیم ترین مذاہب میں شمار ہوتا ہے۔ اس کے مذہبی لٹریچر، فلسفے اور روایات کا مطالعہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس میں ایک طرف خدا کی وحدانیت، اخلاق اور روحانیت کے تصورات موجود ہیں، جبکہ دوسری طرف متعدد دیوی دیوتاؤں کی عبادت، اوتار واد، مورتی پوجا، تناسخِ ارواح، کرم، موکش، تانترک رسومات اور دیگر عقائد بھی اس کا حصہ بن چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ ہندو مذہب ایک ایسا مذہبی و فلسفیانہ

نظام بن چکا ہے جس میں مختلف ادوار کے افکار، تہذیبی اثرات اور متعدد مذہبی تحریکوں کے نظریات یکجا ہو گئے ہیں۔

ہندو مذہب میں مختلف فرقے اور مکاتبِ فکر وجود میں آئے، جنہوں نے خدا، عبادت، نجات اور انسان کے مقام کے بارے میں الگ الگ نظریات پیش کیے۔ شیو مت نے شیو کو پرمیشور قرار دیا، وشنومت نے وشنو کو نجات دہندہ اور سب سے اعلیٰ معبود مانا، شاکت مت نے شکتی (دیوی) کو کائنات کی اصل طاقت قرار دیا، جبکہ اسمارت مت نے تمام دیوتاؤں کو ایک ہی برہمن کے مختلف مظاہر قرار دے کر ان کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اسی طرح بعد کے ادوار میں آریہ سماج، برہما کماری، نرنکاری مشن، آر ایس ایس اور دیگر تحریکوں نے ہندو مذہب کی نئی تعبیرات پیش کیں، جنہوں نے مذہبی، سماجی اور سیاسی میدان میں گہرے اثرات مرتب کیے۔

اسلام کا امتیاز یہ ہے کہ اس نے آغاز ہی سے خالص توحید، رسالت، آخرت اور وحیِ الٰہی کو دین کی بنیاد قرار دیا اور ہر قسم کے شرک، اوتار واد، حلول، تجسیم، مورتی پوجا اور انسان ساختہ مذہبی تصورات کی واضح تردید کی۔ قرآن مجید نہ صرف سابقہ اقوام کے انحرافات کو بیان کرتا ہے بلکہ ان کے صحیح عقائد کی بھی وضاحت کرتا ہے، تاکہ انسان حق اور باطل کے درمیان فرق کو پہچان سکے۔

زیرِ نظر کتاب ''ہندو مذہب کے عقائد اور ان کی تردید'' میں ہندو مذہب کے اہم فرقوں اور چند مذہبی تحریکوں کے بنیادی عقائد کو ان کی مستند مذہبی کتابوں، شاستروں، ویدوں، اوپنشدوں، گیتا، پرانوں اور معتبر ہندو مصادر کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے، پھر قرآن مجید اور سنتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں ان کا علمی، تحقیقی اور مدلل جائزہ لیا گیا ہے۔

اس کتاب میں بالخصوص شیومت، وشنومت، شاکت مت، اسمارت مت، آریہ سماج، آر ایس ایس، پرجاپتی برہما کماری، نرنکاری مشن اور دیگر اہم ہندو مکاتبِ فکر و تحریکوں کے عقائد، ان کے نظریاتی اختلافات، مذہبی تعلیمات اور اسلامی نقطۂ نظر سے ان

کی تردید کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اسی کے ساتھ یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ موجودہ ہندو مذہب ایک یکساں عقائد رکھنے والا مذہب نہیں، بلکہ مختلف فلسفیانہ اور مذہبی نظریات کا مجموعہ ہے، جن میں بعض مقامات پر ایک دوسرے سے متضاد تصورات بھی پائے جاتے ہیں۔

اس کتاب کا مقصد کسی مذہب یا اس کے ماننے والوں کی تحقیر، دل آزاری یا نفرت پیدا کرنا نہیں، بلکہ ایک علمی، تحقیقی اور تقابلی مطالعہ پیش کرنا ہے، تاکہ حقائق کو اصل مصادر کی روشنی میں سمجھا جا سکے اور اسلامی عقیدۂ توحید کی حقانیت کو دلائل کے ساتھ واضح کیا جا سکے۔ دعوتِ اسلام کا بنیادی اصول ہمیشہ حکمت، عدل، حسنِ اخلاق اور علمی مکالمہ رہا ہے، اور یہی اس کتاب کا بھی اسلوب ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس معمولی کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے، اسے حق کی معرفت، صحیح عقیدہ کی اشاعت اور دعوتِ اسلام کے فروغ کا ذریعہ بنائے، اور ہمیں ہمیشہ قرآن وسنت کی روشنی میں حق بات سمجھنے، اس پر عمل کرنے اور دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ والسلام

دعاؤں کا طلب



محمد سرور فاروقی ندوی
استاذ: دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ
۲۹ ذیقعدہ ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۲/ ۲/ ۲۰۱۲ء

باب اول

ہندو دھرم کے فرقوں کے عقائد اور ان کی تردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہندو دھرم کی مختصر تاریخ

ہندو دھرم کی بنیاد قدیم وادیِ سندھ (Indus Valley Civilization) اور ویدک تہذیب میں تلاش کی جاتی ہے۔ بعض ماہرین کا خیال ہے کہ ہندو مذہب کی جڑیں تقریباً 2500 تا 2000 قبل مسیح کے درمیان کی سندھو گھاٹی کی تہذیب (Indus Valley Civilization) سے ملتی ہیں، جو آج کے پاکستان اور شمالی ہندوستان کے علاقوں میں آباد تھی۔

البتہ زیادہ تر محققین (جیسے اینسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، آر۔سی۔مظمدار، آر۔کے۔ نارایین) کے مطابق ہندو دھرم کی منظم صورت میں ابتدا ویدک دور سے ہوئی، جو تقریباً 1500 قبل مسیح سے 600 قبل مسیح تک پھیلا ہوا تھا۔ اسی زمانے میں آریاؤں نے ویدیں مرتب کیں جن میں Rig Veda (رگ وید) سب سے قدیم ہے۔

تاہم کچھ ماہرینِ آثارِ قدیمہ اور ہندوستانی روایات کے مطابق ہندو دھرم کی جڑیں اس سے بھی قدیم یعنی 4000 تا 5000 قبل مسیح کے درمیان پائی جاتی ہیں۔ ان کے مطابق ویدک تہذیب دراصل سندھو تہذیب کا تسلسل تھی، اور اس کے مذہبی خیالات وقت کے ساتھ ہندو دھرم میں ڈھل گئے۔

ہندو دھرم دنیا کے قدیم ترین مذاہب میں سے ایک ہے جس کی ابتدا ویدک دور (تقریباً 1500 قبل مسیح) میں ہوئی، جب رگ وید اور دیگر ویدیں مرتب کی گئیں۔ ابتدائی دور میں لوگ قدرتی طاقتوں جیسے آگ، سورج، ہوا، اندرا وغیرہ کی پوجا کرتے تھے اور قربانی (یگیہ) کو مذہبی عبادت کا حصہ سمجھتے تھے۔ بعد میں جب اپنشدی دور آیا تو مذہب میں

فلسفیانہ رجحان بڑھا، اور آتما (روح)، برہمن (کائناتی حقیقت) اور موکش (نجات) جیسے نظریات سامنے آئے۔

وقت گزرنے کے ساتھ پرانک دور میں ہندو دھرم میں مختلف دیوتاؤں اور ان کے اوتاروں کی پوجا کا تصور عام ہوا، اور متعدد فرقے وجود میں آئے۔ آج ہندو دھرم ایک وسیع تہذیبی اور روحانی نظام ہے جس میں مختلف عقائد، رسومات اور فلسفے شامل ہیں۔

ہندو دھرم کے فرقے

ہندو دھرم صدیوں پر محیط ایک قدیم مذہب ہے جس میں عقائد اور عبادات کی مختلف صورتیں پائی جاتی ہیں۔ وقت کے ساتھ اس کے اندر کئی ذیلی فرقے وجود میں آئے، مگر بنیادی طور پر ہندو دھرم تین بڑے فرقوں میں تقسیم ہے:

۱۔ شیو فرقہ (Shaivism شیو پنتھ) (शिव सम्प्रदाय)

۲۔ وشنو فرقہ (Vaishnavism وشنو پنتھ) (वैष्णव सम्प्रदाय)

شاکت فرقہ (Shaktism شکتی پنتھ) (शाक्त सम्प्रदाय)

سناتن دھرم کا تعارف

''سناتن''، سنسکرت لفظ ہے، جس کا مطلب ہے ازلی، قدیم، ہمیشہ رہنے والا، ابدی۔ ''دھرم'' کا مطلب ہے قانون، اصولِ زندگی، راستۂ حق، نیکی اور عدل کا نظام۔

لہٰذا ''سناتن دھرم'' کا مفہوم ہے: ''ازلی و ابدی مذہب'' وہ مذہب جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، یعنی ایسا ابدی راستہ جو انسان کو سچائی، نیکی اور روحانی پاکیزگی کی طرف لے جائے۔

سناتن دھرم کی تعریف

سناتن دھرم کی مختلف تعریف کی گئی ہیں جو درج ذیل ہیں:

ویدک تعریف

ترجمہ: ''سچائی اور نظام (دھرم) ازلی اصولوں کے ساتھ پیدا ہوئے؛ یہ وہ قانون ہے جو کائنات کے نظم کو قائم رکھتا ہے''۔(Rigveda 10/1901-2)

تعریف: ویدک دور میں سناتن دھرم سے مراد وہ ازلی سچائی اور قدرتی قانون تھا جو کائنات اور انسان کی زندگی کو توازن اور عدل پر قائم رکھتا ہے۔

منواسمرتی کی تعریف

ترجمہ: ''وید، اسمرتی، اچھا چلن (سچّے لوگوں کا طریقہ) اور ضمیر کی آواز یہی دھرم کے چار ستون ہیں''۔(منواسمرتی، ادھیائے باب2، شلوک6)

تعریف: منو کے مطابق سناتن دھرم وہ مذہب ہے جس کی بنیاد ویدوں، سچّے لوگوں کے اعمال اور الٰہی ضمیر پر ہو۔ یہ ازلی اور ناقابلِ تغیر اصول ہے جو ہر زمانے میں سچائی پر قائم رہتا ہے۔

بھگوت گیتا کی تعریف

ترجمہ: ''جب جب دھرم کمزور ہوتا ہے اور ادھرم (بدی) بڑھتی ہے، تب تب میں (پرماتما) دھرم کے قیام کے لیے جنم لیتا ہوں''۔(بھگوت گیتا، ادھیائے4 شلوک7-8)

تعریف: کرشن جی کے مطابق سناتن دھرم ابدی سچائی اور نیکی کا راستہ ہے، جو ہر زمانے میں دوبارہ زندہ کیا جاتا ہے تاکہ عدل، نیکی اور روحانی توازن قائم رہے۔

آدی شنکراچاریہ کی تعریف

ترجمہ: ''سناتن دھرم صرف رسومات کا مجموعہ نہیں، بلکہ وہ ابدی علمِ روحانی (آتم وِدیا) ہے جو برہمن (حقیقتِ مطلقہ) کی پہچان کراتا ہے''۔

(بھاشیہ برہماسوتر، ادھیائے1)

تعریف: شنکر اچاریہ کے نزدیک سناتن دھرم کوئی ظاہری مذہب نہیں بلکہ روحانی معرفت (روح کی پہچان) ہے وہ سچائی جو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گی۔

سوامی دیانند سرسوتی کی تعریف

ترجمہ: ''سناتن دھرم وہ ہے جو ویدوں میں بیان ہوا ہے، اور جو ازل سے ابد تک سچائی پر قائم ہے''۔ (ستیارتھ پرکاش، چھپر-4)

تعریف: دیانند سرسوتی کے نزدیک سناتن دھرم کا مطلب ہے ویدک سچائی یعنی ایسا مذہب جو خدا کی ازلی وحی (وید) پر مبنی ہو اور جس میں بت پرستی یا بدعت کی گنجائش نہ ہو۔

سوامی وویکانند کی تعریف

ترجمہ: ''سناتن دھرم وہ ابدی مذہب ہے جو تمام راستوں کو ایک ہی سچائی تک پہنچانے والا مانتا ہے''۔

(Complete Works of Swami Vivekananda, Vol.3, P. 188)

تعریف: وویکانند کے مطابق سناتن دھرم آفاقی مذہب (Universal Religion) ہے، جو تمام مذاہب میں پائی جانے والی سچائیوں کو تسلیم کرتا ہے اور انسانیت کی روحانی وحدت پر زور دیتا ہے۔

مہاتما گاندھی کی تعریف

ترجمہ: ''سناتن دھرم سچائی، عدمِ تشدد، محبت اور تمام مذاہب کے احترام کی تعلیم دیتا ہے''۔ (Young India -1927)

تعریف: گاندھی جی کے مطابق سناتن دھرم ایک اخلاقی و روحانی طرزِ حیات ہے، جو انسان کو امن، سچائی اور رواداری کی راہ دکھاتا ہے۔

ڈاکٹر رادھا کرشنن کی تعریف

ترجمہ: ''سناتن دھرم کوئی محدود مذہب نہیں بلکہ ایک ابدی روحانی تجربہ ہے جو انسان کو خدا سے جوڑتا ہے''۔(Indian Philosophy, Volume I, P. 30)

تعریف: رادھا کرشنن کے مطابق سناتن دھرم محض رسموں کا مجموعہ نہیں، بلکہ وہ روحانی سچائی ہے جو ہر انسان کو پرماتما سے جوڑنے کا ذریعہ ہے۔

سناتن دھرم کا تاریخی پس منظر

سناتن دھرم وہ نام ہے جو ہندو مذہب کے پیروکاروں نے اپنے مذہب کے لیے خود اختیار کیا۔لفظ ''ہندو'' دراصل ایران اور عرب کے لوگوں نے سندھ دریا کے مشرق میں رہنے والوں کے لیے استعمال کیا۔اس سے پہلے ویدک مذہب کو ہی ''سناتن دھرم'' کہا جاتا تھا۔ویدوں (Atharva, Yajur, Sama,Rig) کو سناتن دھرم کی الہامی کتابیں سمجھا جاتا ہے۔ویدک دور (1500 ق م تا600 ق م) میں یہ مذہب عبادتِ خدا، قربانی (یگیہ)، اور اخلاقی اصولوں پر مبنی تھا۔بعد کے زمانے میں اس میں مورتی پوجا، اوتار واد، اور رسومات شامل ہو گئیں۔

سناتن دھرم، جسے آج عام طور پر ہندو دھرم کہا جاتا ہے، دنیا کا قدیم مذہب مانا جاتا ہے۔اس کا آغاز ویدک دور (تقریباً1500 قبلِ مسیح تا600 قبلِ مسیح) میں ہوا، جب آریہ قوم برصغیر میں داخل ہوئی اور انہوں نے ویدوں کے ذریعے مذہبی و اخلاقی تعلیمات کو منظم کیا۔اس دور میں وید (رِگ وید، سام وید، یجر وید، اَتھر وید) الہامی اور بنیادی مذہبی کتابیں سمجھی جاتی تھیں۔ویدک زمانے میں سناتن دھرم کا مرکز ایک خدا کی عبادت، قربانی (یگیہ) اور سچائی و اخلاق پر تھا۔اُس وقت بت پرستی، اوتار واد، یا مورتی پوجا کا وجود نہیں تھا۔

وقت گزرنے کے ساتھ، برہمنوں کے اثر و رسوخ اور سماجی رسومات کے بڑھنے سے سناتن دھرم میں مختلف تبدیلیاں آئیں۔مورتی پوجا، اوتار واد، کرم کانڈ، ورن آشرم

(ذات پات کا نظام) اور متعدد دیوتاؤں کی پرستش رائج ہوئی۔ یہی دور پُرانک دھرم کہلایا۔ بعد میں بدھ مت اور جین مت کی اصلاحی تحریکوں نے اس نظام کی مخالفت کی، جس کے نتیجے میں ہندو سماج میں فکری بیداری آئی۔

قرونِ وسطیٰ میں بھگتی تحریک (رامانند، کبیر، میرا بائی، چیتنیہ مہاپربھو وغیرہ) نے سناتن دھرم کو دوبارہ روحانیت، محبت اور توحید کی طرف متوجہ کیا۔ انیسویں صدی میں سوامی دیانند سرسوتی (آریہ سماج) اور سوامی وویکانند جیسے مصلحین نے ویدک اصولوں کی روشنی میں سناتن دھرم کو ''سائنسی، اخلاقی اور عالمی مذہب'' کے طور پر پیش کیا۔

یوں سناتن دھرم ہزاروں برسوں میں مختلف ادوار سے گزرتا ہوا ویدک دھرم پُرانک دھرم بھگتی دھرم جدید ہندوازم کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ اس کی بنیاد آج بھی ویدوں کی الہامی تعلیمات، کرم (عمل)، آواگون (پُنر جنم)، موکش (نجات) اور دھرم (فرض و عدل) پر قائم ہے۔

سناتن دھرم کا نظریاتی مفہوم

سناتن دھرم کسی ایک بانی یا نبی سے منسوب نہیں۔ یہ زندگی کا راستہ (Way of Life) ہے، جو مذہب، اخلاق، قانون، عبادت، اور فلسفہ سب کو شامل کرتا ہے۔ اس کا مقصد موکش (نجات) حاصل کرنا ہے، یعنی روح کو دوبارہ جنم کے چکر سے آزاد کرنا۔ اس کی بنیاد کرم (عمل) اور دھرم (فرض) پر ہے۔

موجودہ دور میں سناتن دھرم کا سیاسی مفہوم

آج کے بھارت (ہندوستان) میں ''سناتن دھرم'' صرف ایک مذہبی یا روحانی اصطلاح نہیں رہی بلکہ اس نے سیاسی و سماجی مفہوم بھی اختیار کر لیا ہے۔ ابتدا میں یہ لفظ محض ہندو مذہب کے قدیم اور ابدی اصولوں کی نمائندگی کرتا تھا، لیکن آزادی کے بعد سے خاص

طور پر بیسویں صدی کے آخری عشروں میں اس کا استعمال سیاسی شناخت (Political Identity) کے طور پر بڑھا ہے۔

سیاسی پس منظر

انیسویں صدی میں ہندو نشاۃِ ثانیہ (Hindu Renaissance) کی تحریکوں جیسے آریہ سماج، رام کرشن مشن اور بعد میں ہندو مہاسبھا نے سناتن دھرم کو ایک قوم پرستانہ مذہبی تصور کے طور پر پیش کیا۔ ان تحریکوں کا مقصد ہندو سماج کو دوبارہ متحد کرنا اور مسلم و عیسائی اثرات کے مقابلے میں ایک مضبوط مذہبی و ثقافتی شناخت قائم کرنا تھا۔

آزادی کے بعد، بھارتی جمہوریت نے سیکولر آئین کو اختیار کیا، مگر 1980ء کے بعد سے ہندوتوا (Hindutva) یا ہندو قوم پرستی کی تحریک نے ''سناتن دھرم'' کے نام کو سیاسی نعروں اور پارٹی پالیسیوں میں شامل کیا۔

بھارتی جنتا پارٹی (BJP)، راشٹریہ سویم سیوک سنگھ (RSS) اور دیگر ہندو تنظیمیں سناتن دھرم کو ہندوستانی تہذیب، اخلاقی اقدار اور ثقافتی ورثے کی علامت کے طور پر پیش کرتی ہیں۔

موجودہ مفہوم

۱۔ سیاسی طور پر ''سناتن دھرم'' کو ایک قوم پرست نظریہ (Nationalist Ideology) کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے، جو ''ہندو راشٹر'' (Hindu Nation) کے تصور سے جڑا ہے۔

۲۔ ثقافتی طور پر اسے بھارتی سنسکرتی (Indian Civilization) اور ویدک روایت کی بقا کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

۳۔ مخالف نقطۂ نظر سے بعض دانشوروں اور سیکولر طبقات کا کہنا ہے کہ ''سناتن دھرم'' کا سیاسی استعمال دراصل ہندوستان کے کثیر المذہبی کردار کو محدود کرنے کی کوشش ہے، کیونکہ یہ

تصور غیر ہندو برادریوں کو ثقافتی طور پر ''دوسرا'' (Other) بنا دیتا ہے۔

خلاصہ

موجودہ ہندوستان میں سناتن دھرم کا مطلب صرف مذہبی یا روحانی نہیں رہا بلکہ یہ ایک سیاسی، ثقافتی اور قومی شناخت کا مظہر بن گیا ہے۔ ایک طرف یہ لفظ ''بھارتی تہذیب اور قدیم اقدار'' کی علامت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے، جبکہ دوسری طرف اس کا سیاسی استعمال ہندو قوم پرستی اور سیکولرازم کے درمیان کشمکش کی صورت اختیار کر چکا ہے۔

آج کے بھارت میں ''سناتن دھرم'' ایک ایسا مذہبی و سیاسی نظریہ ہے جو ہندو تہذیب کی برتری، قومی شناخت، اور سیاسی طاقت کے مرکز کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے، مگر اس کے ساتھ ہی یہ جمہوری و سیکولر نظام کے لیے فکری بحث اور اختلاف کا موضوع بھی بن چکا ہے۔

سناتن دھرم کی اہم شاخیں

سناتن دھرم کے اندر مختلف فرقے اور دھارائیں (Streams) ہیں، جو ایک ہی بنیاد پر مختلف دیوتاؤں کی پوجا کرتے ہیں۔

۱۔ وِشنومت (Vaishnavism) وِشنو، رام، کرشن کی پوجا۔

۲۔ شیومت (Shaivism) شیو اور پاروتی کی پوجا۔

۳۔ شاکت مت (Shaktism) دیوی (درگا، کالی، لکشمی) کی پوجا۔

۴۔ اسمارت مت (Smartism) پانچ دیوتاؤں (شیو، وِشنو، گنیش، دیوی، سورج) کی اجتماعی پوجا۔

ان سب کو مجموعی طور پر سناتن دھرم کے مختلف روپ کہا جاتا ہے۔

سناتن دھرم کے بنیادی عقائد

۱۔ ایک ابدی خدا (پرمیشور) کا وجود جو سب میں موجود ہے۔

۲۔کرم (عمل) ہر عمل کا نتیجہ ضرور ملتا ہے۔
۳۔آواگون (پُنر جنم) روح بار بار جنم لیتی ہے۔
۴۔موکش (نجات) نیک کرموں سے جنم کے چکر سے نجات۔
۵۔دھرم (فرض) ہر فرد کا اخلاقی وسماجی فریضہ۔
۶۔ویدوں پر ایمان ویدخدا کی ازلی تعلیم ہیں۔

ہندو مذہب کے عقائد اور ان کی تردید

دنیا کے تمام مذاہب کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا میں ان کی تعلیمات سادہ، فطری اور اخلاقی بنیادوں پر قائم تھیں، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ مختلف قوموں کے افکار، رسوم، فلسفوں اور انسانی خواہشات کے اثر سے ان میں تحریف، اختلاط اور اضافے ہوتے چلے گئے۔ نتیجتاً اصل تعلیمات پس منظر میں چلی گئیں اور ان کی جگہ نئی مذہبی روایات، رسوم اور عقائد نے لے لی۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کی ہدایت کے لیے انبیائے کرام علیہم السلام مبعوث فرمائے۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے:

وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ

ترجمہ: ''اور کوئی ایسی قوم نہیں گزری جس میں کوئی ڈرانے والا (رسول) نہ آیا ہو''۔ (سورۃ فاطر:24)

اس آیت کی روشنی میں یہ کہنا بجا ہے کہ برصغیر ہند بھی ان علاقوں میں شامل ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے ہادی بھیجے ہوں گے۔ تاہم، ان کے بعد وقت کے ساتھ اصل تعلیمات میں تبدیلیاں، فلسفیانہ تاویلات اور مختلف تہذیبی اثرات شامل ہوتے گئے، جس کے نتیجے میں موجودہ ہندو مذہب اپنی ابتدائی شکل سے بہت مختلف ہو گیا۔

ہندو مذہب دنیا کے قدیم ترین مذاہب میں شمار ہوتا ہے، لیکن اس کے بانی، آغاز اور ابتدائی عقائد کے بارے میں کوئی قطعی تاریخی ریکارڈ موجود نہیں۔ موجودہ ہندوازم

دراصل ویدک تعلیمات، براہمنی روایات، اوپنشدی فلسفے، دراوڑی رسوم، بدھ اور جین اثرات، اور بعد کے مختلف فلسفیانہ مکاتبِ فکر کا مجموعہ ہے۔ اسی وجہ سے اس میں بسا اوقات ایک ہی مسئلے کے بارے میں متعدد بلکہ متضاد نظریات بھی پائے جاتے ہیں۔

اسلامی نقطۂ نظر سے اصل دین ہمیشہ توحید، رسالت، آخرت، عدل اور اخلاق پر قائم رہا ہے، جبکہ موجودہ ہندو مذہب میں توحید کے بعض آثار کے ساتھ ساتھ شرک، اوتار واد، متعدد دیوی دیوتاؤں کی عبادت، تناسخِ ارواح، کرم، مورتی پوجا اور دیگر ایسے عقائد بھی شامل ہو گئے ہیں جو قرآن وسنت کی تعلیمات سے مطابقت نہیں رکھتے۔

ہندو مذہب میں مختلف فکری نظریات

ہندو مذہب کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی موجودہ شکل ایک طویل فکری اور فلسفیانہ ارتقاء کا نتیجہ ہے۔ ابتدا میں اس کی تعلیمات نسبتاً سادہ اور خدا پرستی پر مبنی معلوم ہوتی ہیں، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ مختلف فلسفیوں، رِشیوں اور مذہبی مکاتبِ فکر نے اپنے اپنے نظریات پیش کیے، جس سے اس مذہب میں متعدد اور بسا اوقات متضاد عقائد پیدا ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندو مذہب میں ایک ہی مسئلے کے بارے میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں اور ہر مکتبِ فکر اپنے نظریے کو درست قرار دیتا ہے۔

اسلامی نقطۂ نظر سے انبیائے کرام علیہم السلام کی تعلیمات ہمیشہ توحیدِ خالص پر مبنی رہی ہیں، جبکہ بعد میں انسانی افکار، فلسفوں اور رسوم کے شامل ہونے سے اصل عقیدہ تبدیل ہوتا گیا۔ ہندو مذہب کی موجودہ صورت بھی اسی تاریخی ارتقاء اور فکری اختلاط کا مظہر ہے۔

عقیدۂ توحید

ہندو مذہبی متون میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے بعض واضح اشارات موجود ہیں۔ اوپنشدوں میں ''ایکم ایوا اَدویتیم'' (خدا ایک ہے، اس کا کوئی دوسرا نہیں) اور ویدوں میں خدا کی یکتائی سے متعلق متعدد عبارات اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ ابتدائی مذہبی فکر میں

توحید کا تصور موجود تھا۔ اسی طرح بھگوت گیتا میں بھی خدا کو کائنات کا سرچشمہ اور سب کا رب قرار دیا گیا ہے۔

تاہم بعد کے ادوار میں یہی توحیدی تصور مختلف فلسفیانہ تعبیرات، اوتار واد، دیوی دیوتاؤں کی عبادت اور مورتی پوجا کے ساتھ خلط ملط ہو گیا، جس کے نتیجے میں توحید اور شرک ایک ہی مذہبی نظام کا حصہ بن گئے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق خالص توحید میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا یا اس کی صفات میں کسی کو شامل کرنا درست نہیں، اس لیے اسلام اوتار واد، مورتی پوجا اور متعدد معبودوں کے تصور کو شرک قرار دیتا ہے۔

خدا کے بارے میں مختلف تصورات

ہندو فلسفہ میں خدا کے بارے میں دو بنیادی تصورات بیان کیے جاتے ہیں:

۱۔ نرگُن برہمن (Nirguna Brahman)

اس تصور کے مطابق خدا ہر قسم کی جسمانی صفات، شکل وصورت اور حدود سے پاک ہے۔ وہ غیر مرئی، غیر محسوس اور عقل کی مکمل گرفت سے ماورا ہے۔

۲۔ سگُن برہمن (Saguna Brahman)

اس نظریے کے مطابق خدا اپنی صفات کے ساتھ مختلف شکلوں، اوتاروں اور مظاہر میں ظاہر ہو سکتا ہے تاکہ مخلوق کی رہنمائی کرے۔

یہ دونوں نظریات ہندو فلسفے میں خدا کے تصور کی وسعت کو ظاہر کرتے ہیں، لیکن ساتھ ہی ایک بنیادی فکری تضاد بھی پیدا کرتے ہیں۔ ایک طرف خدا کو ہر صورت اور شکل سے منزہ قرار دیا جاتا ہے، جبکہ دوسری طرف اسی خدا کی مختلف اوتاروں اور مورتیوں کی عبادت کی جاتی ہے۔ اسلام کے مطابق اللہ تعالیٰ ''لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ'' (اس جیسی کوئی چیز نہیں) ہے، اس لیے وہ نہ کسی جسم میں حلول کرتا ہے اور نہ کسی انسانی یا مادّی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔

خدا اور کائنات کا تعلق

ہندو فلسفہ میں ایک اہم بحث یہ بھی ہے کہ خدا صرف کائنات کا خالق (نِمِت کارن) ہے یا کائنات کا مادی سبب (اُپادان کارن) بھی وہی ہے۔ اس سلسلے میں دو بنیادی نظریات پائے جاتے ہیں:

(1) دُہرا ازلی نظریہ (Dualism): اس نظریے کے مطابق خدا، روح اور مادہ تینوں ازلی ہیں۔ خدا پہلے سے موجود روح اور مادے کو منظم کر کے کائنات کی تشکیل کرتا ہے۔ یہ تصور زیادہ تر سانکھیہ فلسفہ سے منسوب کیا جاتا ہے۔

(2) ادویت یا وحدت الوجودی نظریہ (Monism/Advaita): اس نظریے کے مطابق خدا ہی کائنات کی علت بھی ہے اور مادہ بھی۔ پوری کائنات اسی کی ذات کا ظہور ہے اور اس سے جدا کوئی مستقل وجود نہیں رکھتی۔ یہ نظریہ آدی شنکر آچاریہ کے ادویت ویدانت کا بنیادی عقیدہ ہے۔

اسلامی عقیدہ اس سے مختلف ہے۔ قرآن مجید کے مطابق اللہ تعالیٰ اکیلا خالق ہے، تمام مخلوقات اسی کی پیدا کی ہوئی ہیں، جبکہ وہ اپنی مخلوق سے جدا، بلند اور اپنی ذات و صفات میں یکتا ہے۔ نہ کائنات اس کا جز ہے اور نہ وہ کائنات میں حلول کرتا ہے، بلکہ وہ اپنے عرش پر مستوی ہے اور پوری کائنات کا خالق، مالک اور مدبر ہے۔

اسی طرح ہندو مذہب میں خدا کے بارے میں مختلف اور بعض اوقات متضاد فلسفیانہ نظریات پائے جاتے ہیں، جبکہ اسلام ایک واضح، سادہ اور غیر متبدل عقیدۂ توحید پیش کرتا ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات، عبادت اور حاکمیت ہر قسم کے شرک اور فلسفیانہ ابہام سے پاک ہے۔

اعمال سے متعلق تضاد

جس طرح ہندو مذہب میں عقائد کے حوالے سے مختلف اور متضاد نظریات پائے

جاتے ہیں، اسی طرح عملی احکام میں بھی نمایاں اختلافات موجود ہیں۔ ایک طرف اہنسا (عدم تشدد) کو اعلیٰ ترین اخلاقی اصول قرار دیا جاتا ہے، جبکہ دوسری طرف قدیم ہندو مذہبی متون، خصوصاً ویدک ادب، میں جانوروں کی قربانی اور بعض مواقع پر گوشت خوری کے شواہد بھی ملتے ہیں۔ قدیم ویدک یگیوں میں گھوڑے (اشومیدھ)، گائے اور دیگر جانوروں کی قربانی مذہبی رسم کا حصہ سمجھی جاتی تھی۔

بعد کے ادوار میں جب بدھ مت اور جین مت نے ہندوستان میں عدم تشدد اور تمام جانداروں پر رحم کے نظریے کو فروغ دیا، تو ان افکار کا اثر ہندو مذہب پر بھی پڑا۔ نتیجتاً بہت سے ہندو مکاتبِ فکر نے گوشت خوری کو ناپسندیدہ یا گناہ قرار دیا اور اہنسا کو مذہبی و اخلاقی زندگی کا بنیادی اصول بنا لیا۔ اس طرح ہندو مذہب کے عملی احکام بھی مختلف ادوار میں فکری اور تہذیبی تبدیلیوں سے متأثر ہوتے رہے۔

ان اختلافات سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ ہندو مذہب ایک یکساں اور غیر متبدل مذہبی نظام نہیں، بلکہ صدیوں کے فلسفیانہ، مذہبی اور سماجی ارتقاء کا مجموعہ ہے۔ تاہم اس کے باوجود اس کے قدیم مذہبی متون میں توحید، اخلاق اور خدا پرستی کے بعض ایسے آثار موجود ہیں جو اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اس مذہب کی ابتدائی بنیاد زیادہ سادہ اور خدا مرکز (God-centered) تھی، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ اس میں مختلف نظریات، رسوم اور فلسفیانہ تصورات شامل ہوتے گئے۔

سناتن دھرم اور خدا کا تصور

سناتن دھرم ہندو مذہب کی قدیم ترین مذہبی روایت سمجھی جاتی ہے۔ اس کے بنیادی مذہبی متون خصوصاً ویدوں اور اوپنشدوں میں خدا کی وحدانیت، ازلیت اور بے مثالی کا تصور واضح طور پر موجود ہے، اگرچہ بعد کے ادوار میں اوتار واد، دیوی دیوتاؤں کی عبادت اور مورتی پوجا جیسے عقائد بھی اس کا حصہ بن گئے۔

اوپنشدوں میں خدا کو برہمن، ایشور یا پرماتما کہا گیا ہے، جو کائنات کا خالق، مالک اور سب سے برتر ہستی ہے۔اس کی یکتائی کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

एकमेव अद्वितीयम्

ترجمہ: ''وہ ایک ہی ہے، اس کا کوئی دوسرا نہیں''۔(چھاندوگیہ اوپنشد،1:2:6)

اسی طرح شویتاشوتر اوپنشد میں خدا کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ اس کا کوئی مالک، حاکم یا خالق نہیں، بلکہ وہ خود تمام کائنات کا حاکم اور نگہبان ہے۔(شویتاشوتر اوپنشد،9:6)

یہ اقتباسات اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ سناتن دھرم کے ابتدائی فلسفے میں خدا کو ایک ازلی، ابدی، بے مثل اور خود مختار ہستی سمجھا گیا تھا۔ تاہم بعد میں اوتار واد اور مختلف دیوی دیوتاؤں کی عبادت نے اس توحیدی تصور کو متاثر کیا، جس کے نتیجے میں عوامی مذہبی زندگی میں شرک اور مظاہر پرستی کو فروغ ملا۔

خدا کے متعلق دیگر نظریات

اوپنشدوں اور ویدانت فلسفے میں خدا کو نراکار (بے شکل)، نرگُن (مادی صفات سے پاک)، اور ہر جگہ موجود ہستی قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح بھگوت گیتا میں خدا کو تمام مخلوقات کا سرچشمہ، محافظ اور کائنات کا آغاز و انجام بتایا گیا ہے۔ ان تعلیمات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندو فلسفے میں خدا کے بارے میں توحیدی تصورات موجود ہیں، لیکن ان کے ساتھ وحدت الوجود، اوتار واد اور دیگر فلسفیانہ نظریات بھی شامل ہو گئے، جنہوں نے اس تصور کو پیچیدہ بنا دیا۔

دیانند سرسوتی کا نظریہ

سوامی دیانند سرسوتی نے ویدوں کی طرف رجوع کرتے ہوئے خدا کو ایک، بے شکل، ازلی، ابدی، قادرِ مطلق اور تمام کائنات کا خالق قرار دیا۔ ان کے نزدیک ''اوم'' اسی

ایک خدا کا جامع نام ہے، اور حقیقی مذہب وہی ہے جو صرف ایک خدا کی عبادت کی دعوت دیتا ہے۔ (ستیارتھ پرکاش، باب 1)

برہمن اور آتمان کا تصور

ویدانت فلسفے میں خدا کو برہمن اور انسانی روح کو آتمان کہا جاتا ہے۔ اس فلسفے کے مطابق انسان کی روح اپنی حقیقت میں برہمن سے جدا نہیں، بلکہ اسی کا ظہور ہے، اور نجات (موکش) اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب آتمان اپنی اصل حقیقت یعنی برہمن کو پہچان لے۔ یہ نظریہ اسلام کے عقیدۂ توحید سے مختلف ہے، کیونکہ اسلام کے مطابق خالق اور مخلوق ہمیشہ الگ الگ ہیں اور انسان کبھی خدا کا حصہ یا اس کی ذات کا ظہور نہیں بن سکتا۔

وید ہندو مذہب کی بنیادی کتب

ہندو مذہب کی اصل بنیاد چار ویدوں پر قائم ہے: رِگ وید، یجر وید، سام وید، اتھر وو وید۔ ہندو عقیدے کے مطابق یہ چاروں وید مذہبی تعلیمات کا بنیادی سرچشمہ ہیں اور انہیں چتور وید کہا جاتا ہے۔

ویدوں کے بارے میں اختلافات

اگرچہ تمام ہندو مکاتبِ فکر ویدوں کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہیں، لیکن ان کی حقیقت اور مأخذ کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند سرسوتی کے نزدیک وید خدا کی براہِ راست الہامی وحی ہیں، جو رشیوں پر نازل ہوئی۔ اس کے برعکس بعض سناتنی علماء و مفکرین انہیں قدیم رشیوں کے روحانی مشاہدات اور مذہبی تجربات کا مجموعہ قرار دیتے ہیں۔

جدید محققین بھی اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ وید قدیم ہندوستان کی مذہبی اور روحانی روایت کے نمائندہ متون ہیں۔ سریندر ناتھ داس گپتا نے انہیں قدیم

رشیوں کے روحانی تجربات کا خزانہ قرار دیا ہے، جبکہ Sarvepalli Radhakrishnan کے مطابق ویدانسانی فکر کی قدیم ترین مذہبی دستاویزات میں شمار ہوتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ سناتن دھرم کے قدیم متون میں خدا کی وحدانیت اور عظمت کے واضح تصورات موجود ہیں، لیکن صدیوں کے فلسفیانہ ارتقاء، اوتار واد، مورتی پوجا اور مختلف مذہبی روایات کے اختلاط نے اس ابتدائی تصور کو متعدد تعبیرات میں تقسیم کر دیا، جس کی وجہ سے موجودہ ہندو مذہب میں خدا کے بارے میں مختلف اور بعض اوقات متضاد نظریات پائے جاتے ہیں۔ یہی اختلافات اس کتاب میں قرآن وسنت کی روشنی میں علمی انداز سے زیرِ بحث آئیں گے۔

جزاوسزا اور پُنر جنم (آواگون) کا عقیدہ

ہندو مذہب کے بنیادی عقائد میں کرم (اعمال) اور آواگون (پُنر جنم) کا نظریہ شامل ہے۔ اس کے مطابق انسان اپنے اعمال کے مطابق بار بار مختلف جسموں میں جنم لیتا رہتا ہے، حتیٰ کہ جب اس کے تمام کرم ختم ہو جاتے ہیں تو اسے موکش (نجات) حاصل ہوتی ہے۔ اس عقیدے کا ذکر بھگوت گیتا، اوپنشدوں اور دیگر ہندو مذہبی متون میں ملتا ہے۔

اسلامی نقطۂ نظر سے تردید

اسلام اس عقیدے کو قبول نہیں کرتا، کیونکہ قرآن مجید کے مطابق انسان کو دنیا میں صرف ایک ہی زندگی دی گئی ہے، پھر موت، برزخ، قیامت اور دائمی جزا یا سزا ہوگی۔ دوبارہ دنیا میں مختلف جسموں کے ساتھ جنم لینے کا کوئی تصور اسلام میں موجود نہیں۔

اس کے علاوہ پُنر جنم کا نظریہ خود ہندو مذہب کے بعض قدیم متون سے بھی پوری طرح ہم آہنگ نظر نہیں آتا، کیونکہ ویدوں اور منواسمرتی میں نباتات، حیوانات اور انسان کی تخلیق کو خدا کا ابتدائی تخلیقی عمل بیان کیا گیا ہے، نہ کہ سابقہ اعمال کی سزا کا نتیجہ۔ اس بنا پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آواگون کا فلسفہ بعد کے ادوار میں ایک فلسفیانہ تعبیر کے طور پر زیادہ نمایاں

ہوا۔مزید یہ کہ سناتن دھرم اور آریہ سماج بھی موکش، سورگ، نرک اور پُنر جنم کی حقیقت و کیفیت کے بارے میں ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عقیدے کی تعبیر خود ہندو مذہب کے اندر بھی یکساں نہیں رہی۔

قرآن مجید واضح طور پر اعلان کرتا ہے:

ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ

ترجمہ: ''پھر تم سب ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے''۔(سورۃ العنکبوت:57)

لہٰذا اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ انسان کی نجات کا دارومدار بار بار جنم لینے پر نہیں، بلکہ ایک ہی دنیاوی زندگی میں صحیح ایمان، نیک اعمال اور اللہ تعالیٰ کی رحمت پر ہے۔

شیوفرقہ (Shaivism) کا تعارف

شیوفرقہ ہندو دھرم کے قدیم ترین اور بڑے فرقوں میں سے ایک ہے۔اس فرقے کے ماننے والے بھگوان شیو (مہادیو) کو پرماتما (سب سے اعلیٰ اور ازلی ہستی) مانتے ہیں۔ان کے نزدیک شیو ہی کائنات کے خالق، محافظ، اور ناش کرنے والے ہیں۔شیو کو ''مہیشور، ردر، نتراج، بھولے ناتھ'' وغیرہ کے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔

یہ فرقہ خاص طور پر جنوبی ہند (تمیل ناڈو، کرناٹک، آندھرا) اور ہمالیہ کے علاقوں میں زیادہ رائج ہے۔شیو کو مہادیو (بڑا دیوتا)، ناتراج (رقص کے دیوتا) اور بھولے ناتھ کے القاب سے پکارا جاتا ہے۔

شیوفرقہ کے عقائد

مرکزی عقیدہ: شیو ہی پرمیشور (سب سے اعلیٰ ہستی) ہیں۔وہ کائنات کے تین اہم اصولوں کے مالک ہیں جیسے:۱۔سرِشٹی (सृष्टि)--تخلیق ۲۔ستھیتی (स्थिति)--بقا ۳۔سنہار (संहार)--فنا/خاتمہ

सृष्टिस्थितिलयानां कर्ता शिवः परिकीर्तितः।

ترجمہ: تخلیق، بقا اور فنا ان تینوں کا کرنے والا شیو ہی کہلاتا ہے۔ (شیو پران، وایدھک کھنڈ 16.1)

۱۔ شیو ہی پرماتما ہیں: تمام دیوتا، برہما اور وشنو بھی شیو سے پیدا ہوئے ہیں۔

शिवात् ब्रह्मा समुत्पन्नः, शिवाद् विष्णुरजायत।

ترجمہ: شیو ہی سے برہما پیدا ہوا، اور شیو ہی سے وشنو ظہور میں آئے۔

(لِنگ پُران 1.17.6-8)

۲۔ شیو لِنگ کی پوجا: شیو کی عبادت عموماً ''لِنگ'' (Lingam) کی شکل میں کی جاتی ہے، جو تخلیقی طاقت، ازلیت اور لامحدود حقیقت کی علامت ہے، نہ کہ محض جسمانی علامت۔

लिङ्गं शिवस्य चिन्हं स्यात् ब्रह्माण्डस्य च कारणम्।

ترجمہ: لِنگ شیو کی علامت ہے اور کائنات کے سبب کی نشانی ہے۔

(لِنگ پُران 1.8.11)

۳۔ اردھ نارِیشور کا عقیدہ: شیو کو اردھ نارِیشور (نصف مرد، نصف عورت) مانا جاتا ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نر (پوُرش) اور مادہ (پراکرتی) دونوں اصول شیو میں متحد ہیں۔

अर्धनारीश्वरः शिवः प्रकृतिपुरुषात्मकः।

ترجمہ: شیو اردھ نارِیشور ہیں، جن میں نر اور مادہ دونوں اصول یکجا ہیں۔

(شیو پران، رودر سَمہِتا 5.9)

۴۔ تپسیا اور یوگ: شیو کو یوگی راج کہا جاتا ہے، اس لیے ان کے بھکت (ماننے والے) یوگ، مراقبہ، ریاضت اور ترکِ دنیا پر زور دیتے ہیں۔ یعنی شیو کے ماننے والے یوگ، دھیان، تپسیا، سنیاس اور ترکِ دنیا پر زور دیتے ہیں۔

योगिनां पतिरित्युक्तः शिवो लोकमहेश्वरः।

ترجمہ: شیو کو تمام یوگیوں کا سردار اور دنیا کا عظیم ایشور کہا گیا ہے۔

(مہابھارت، شانتی پرب 349.65)

۵۔ کرم اور موکش کا نظریہ: شیو فرقہ کے مطابق انسان کرم (اعمال)، گیان (علم) اور بھکتی

(عقیدت) کے ذریعے موکش (نجات) حاصل کرسکتا ہے، اور شیو کی کرپا سے بندھن ٹوٹ جاتے ہیں۔

चैतन्यमात्मा।

ترجمہ: چیتنا (الٰہی شعور) ہی آتما ہے۔ (شیوسُوتر 1.1)

اہم مذہبی علامتیں (Religious Symbols)

شِولِنگم (शिवलिंग)

شِولِنگم شیو کی پوجا کی سب سے معروف علامت ہے۔ یہ تخلیق (Creation)، الوہیت کی ازلیت (Eternity) اور الٰہی توانائی (Cosmic Energy) کی علامت سمجھا جاتا ہے، نہ کہ محض جسمانی یا جنسی نشان۔

लिङ्गं शिवस्य चिन्हं स्यात् ब्रह्माण्डस्य च कारणम्।

ترجمہ: لِنگ شیو کی علامت ہے اور کائنات کے سبب (اصل وجہ) کی نشانی ہے۔
(لِنگ پران 1.8.11)

شیو لِنگ کو ''अनादि अनन्त'' (بے آغاز و بے انتہا) کہا گیا ہے۔
(شیو پران، وایدھِک کھنڈ 1.7)

تریشول (त्रिशूल)

تریشول شیو کا مشہور ہتھیار ہے، جو کائنات کے تین بنیادی اصولوں کی علامت ہے:

۱۔ سِرشٹی (सृष्टि) -- تخلیق
۲۔ ستھیتی (स्थिति) -- بقا
۳۔ سنہار (संहार) -- فنا/خاتمہ

سنگھار (संहार-فنا)

کچھ روایات میں یہ ستّو، رَجَس، تَمس (تین گُن) کی علامت بھی ہے۔

त्रिशूलधारी महादेवः सृष्टिस्थितिलयकारकः।

ترجمہ: تریشول تھامنے والامہادیو ہی تخلیق، بقااورفنا کا کرنے والا ہے۔

(شیو پران، رودر سَمہِتا2.23)

ناگ (नाग)

شیو کے گلے میں لپٹا ہوا سانپ ناگ کہلاتا ہے۔ یہ موت پر اختیار، حیات وفنا کی گردش، خوف سے آزاد یا ور کُنڈلنی شکتی (روحانی طاقت) کی علامت ہے۔

नागभूषणधारी शिवः कालमृत्युविनाशकः।

ترجمہ: سانپ کو زیور کی طرح دھارن کرنے والا شیو، وقت اور موت پر قابو رکھنے والا ہے۔ (شیو پران، وایدِھک کھنڈ 2.12)

گنگا (गंगा)

ہندو روایت کے مطابق دریائے گنگا آسمان سے اتری اوراس کی شدید طاقت کو شیو نے اپنی جٹاؤں (بالوں) میں سمیٹ لیا، تاکہ زمین تباہ نہ ہو۔ گنگا یہاں پاکیزگی، کرپا اورروحانی تطہیر کی علامت ہے۔

जटाजूटसमुद्भूता गङ्गा शिवशिरोऽधिगा।

ترجمہ: گنگا شیو کی جٹاؤں سے نکل کر زمین پر آئی۔ (رامائن (، بال کانڈ14.43-15)

اسی طرح گنگا کو ''ویشنو کے قدموں سے نکلی اور شیو کی جٹا میں ٹھہری'' کہا گیا ہے۔ (بھگوت پران5.17.1)

شیوفرقہ کی اہم مذہبی کتب

۱۔ شیوآگم (शिव आगम): شیو کی عبادت، یوگ اور روحانیت کے بنیادی اصولوں پر مشتمل مقدس صحیفے۔

۲۔ شیو پوران (शिव पुराण): شیو کی زندگی، اوتار، تعلیمات اور پوجا کے طریقوں کی تفصیل۔

۳۔ لِنگا پوران (लिङ्ग पुराण): شیو لِنگ کی اہمیت، عبادت اور اس سے متعلقہ فلسفے کی وضاحت۔

۴۔ وایتیا شور سنہِتا (वात्याश्वर संहिता): شیو پوجا، مندر کے اصول اور مذہبی رسومات کی رہنمائی۔

۵۔ رُدرا یامل تنتر (रुद्र यामल तंत्र): شیو اور پاروتی کے مکالموں پر مبنی روحانی و تانترک تعلیمات۔

۶۔ وِجّیان بھیرَو تنتر (विज्ञान भैरव तंत्र): مراقبہ اور آتما کی بیداری کے 112 طریقوں کی تعلیم۔

۷۔ کامل آگم (कामिक आगम): شیو مندر، پوجا اور یگیہ کے تفصیلی ضابطے۔

۸۔ متسیندر آگم (मत्स्येन्द्र आगम): یوگ اور تانترک روحانیت کے اصولوں پر مبنی متن، جس میں مراقبہ، سادھنا اور باطنی روحانی طاقتوں کے طریقے بیان کیے گئے ہیں۔

۹۔ شیو گِتا (शिव गीता): بھگوت گیتا کی طرح شیو کی تعلیمات اور نجات کے راستے کی وضاحت۔

۱۰۔ شیو سوتر (शिव सूत्र): کشمیر شیوازم کی بنیادی فلسفیانہ تعلیمات پر مشتمل مختصر سنہری اقوال۔

اہم شیو مندر

(۱) کاشی وشوناتھ (بنارس/ وارانسی)

(۲) کیدارناتھ (ہمالیہ)

(۳) سومناتھ (گجرات)

(۴) رمناتھ سوامی (تمل ناڈو)

(۵) امرناتھ (کشمیر)

یہ پانچ بڑے شیو مندروں کو پانچ جوترلنگ (पंच ज्योतिर्लिंग) کہا جاتا ہے۔

پہچان اور ظاہری علامتیں

۱۔تری پُنڈ (त्रिपुण्ड्र) تین افقی لکیریں

شیو بھکت ماتھے پر راکھ (بھسم) سے تین افقی لکیریں لگاتے ہیں، جو تین گُن (ستّو، رجس، تمس) اور فنا پذیری کی یاد دہانی ہیں۔

भस्मना त्रिपुण्ड्रं धारयेत् शिवभक्तः।

ترجمہ: شیو بھکت راکھ سے تری پُنڈ لگاتا ہے۔ (شیو پران، وایدِھک کھنڈ 2.16)

۲۔رُدرکش مالا (रुद्राक्ष माला)

شیو بھکت رُدرکش کی مالا پہنتے ہیں، جو شیو کی آنکھ (رُدر + اکش) سے منسوب اور بھکتی کی علامت ہے۔

रुद्राक्षधारणात् पापक्षयः।

ترجمہ: رُدرکش پہننے سے گناہوں کا زوال ہوتا ہے۔ (شیو پران، وایدِھک کھنڈ 2.25)

۳۔جٹا دھاری اور بھسم لگانا

شیو کو یوگی راج مانتے ہوئے، بھکت اکثر جٹائیں رکھتے اور جسم پر بھسم لگاتے ہیں یہ ترکِ دنیا اور موت کی یاد کی علامت ہے۔

''.....जटाधरः शिवः''۔''شیو جٹا دھاری ہیں''۔ (شیو پران، رودر سَمہِتا 1.22)

۴۔منتر: ''اوم نمہ شوایہ'' ॐ नमः शिवाय

ترجمہ: شیو کو میں نمن کرتا ہوں (یعنی سجدہ ریز ہوتا ہوں)۔ (تَیتِریہ آرانیک 10.24)

عبادت میں شیو بھکت پنچاکشری منتر ''ॐ नमः शिवाय'' بار بار دہراتے ہیں، جو شیو سے سرنڈر اور پاکیزگی کی دعا ہے، اور ہندو عقیدے کے مطابق اس منتر کے جاپ سے ذہنی سکون، روحانی طاقت اور باطنی طہارت حاصل ہوتی ہے۔

اہم تہوار

شیو فرقے کے اہم تہواروں میں مہا شیوراتری سب سے بڑا اور مقدس تہوار ہے، جو فالگُن مہینے کی چودھویں رات کو منایا جاتا ہے، اس رات بھگوان شیو کی پاروتی سے شادی ہوئی تھی۔ اس دن شیو لِنگ پر دودھ، بیل پتّے اور گنگا جل چڑھایا جاتا ہے۔ ساون مہینہ (جولائی۔اگست) بھی شیو کی عبادت کے لیے خاص سمجھا جاتا ہے، جس میں ہر پیر کو روزہ رکھ کر پوجا کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ پردوش ورت (ہر پندرھویں دن)، کارتک پُورنِما، نندی جینتی، گنگا دستکاور ہرِ تالیکا تیج جیسے تہوار بھی شیو بھکت عقیدت سے مناتے ہیں۔ ان تہواروں میں شیو لِنگ کی پوجا، بھجن، منتر ''اوم نمہ شیوائے'' کا جپ، اور رات بھر جاگ کر عبادت کرنا عام روایت ہے۔

اہم رسوم وعبادات

● شیو راتری: سب سے بڑا تہوار، جس میں شیو کی ساری رات پوجا کی جاتی ہے۔ شیولنگ پر دودھ، پانی، بیل پتّہ، گلاب، سندل، اور بھنگ چڑھانا۔

● پانچ وقت ''اوم نمہ شوایہ'' کا جاپ کیا جاتا ہے اور سوموار (پیر) کو شیو کے لیے خاص دن مانا جاتا ہے۔

● کاشی، امرناتھ، کیدارناتھ وغیرہ کی یاترا کو مقدس سمجھا جاتا ہے۔

ذیلی فرقے (Sub-sects)

شیو فرقہ کے کئی ذیلی فرقے بھی وجود میں آگئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ پشوپت فرقہ:

پاشوپت (पाशुपत) شیومت کا قدیم ترین فرقہ ہے، جس کے بانی لکُلیش (लकुलीश) مانے جاتے ہیں۔ یہ شیو کو کائنات کا اعلیٰ ترین خدا اور پشوپتی (تمام

جانداروں کا مالک) مانتے ہیں۔ ان کے نزدیک شیو نرگن اور ساگن دونوں صورتوں میں موجود ہے۔ یہ فرقہ تپسیا، یوگ، ضبطِ نفس اور ترکِ دنیا پر زور دیتا ہے تاکہ شیو کی قربت اور موکش حاصل ہو۔

पाशुपतो महादेवः सर्वभूतपति स्मृतः।

ترجمہ: مہادیو شیو کو پاشوپت کہا گیا ہے، جو تمام مخلوقات کے مالک ہیں۔ (مہابھارت، شانتی پرب 64-349-66)

۲۔ لِنگایت فرقہ:

لِنگایت (वीरशैव / लिंगायत) فرقہ بارہویں صدی میں کرناٹک میں بسوَ نّا نے قائم کیا۔ اس کے پیروکار شیو لِنگ کو خدا کی علامت مانتے ہیں اور ہر شخص اپنے ساتھ اِیشٹ لِنگ رکھتا ہے۔ یہ ذات پات، برہمن اجارہ داری اور غیر ضروری رسومات کی مخالفت کرتے ہیں، جبکہ اخلاق، محنت، خدمتِ خلق اور شیو بھکتی پر زور دیتے ہیں۔ گوشت، شراب اور نشہ آور اشیاء سے بھی اجتناب کرتے ہیں۔

ان کا بنیادی منتر: ॐ नमः शिवाय (بسوَ پُران، ادھیائے 31)

۳۔ ویرشیوَ نام فرقہ:

ویرشیو نام (वीरशैव) ویرشیو روایت کی ایک اصلاحی شاخ ہے، جو زیادہ تر کرناٹک میں پائی جاتی ہے۔ یہ شیو بھکتی، شیو نام کے جپ اور سادہ زندگی پر زور دیتا ہے۔ اس فرقے کے لوگ ذات پات، یگیہ اور تیرتھ یاترا کو ضروری نہیں سمجھتے، ہر وقت اِیشٹ لِنگ اپنے ساتھ رکھتے ہیں، اور میت کو جلانے کے بجائے دفناتے ہیں۔

(S.K. Sharma, Philosophy of Virashaivism, Page 44)

۴۔ ناتھ فرقہ (नाथ सम्प्रदाय)

ناتھ (नाथ) شیومت کا ایک معروف یوگی فرقہ ہے، جس کے بانی متسیندر ناتھ

اور گورکھ ناتھ مانے جاتے ہیں۔ یہ شیو کو آدی گرو تسلیم کرتے ہیں اور ہٹھ یوگ، پرانایام، تپسیا اور کنڈلنی جاگرتی کے ذریعے روحانی ترقی اور موکش حاصل کرنے پر زور دیتے ہیں۔

(R. G. Bhandarkar, Vaishnavism, Shaivism and Minor Religious , Delhi: Asian Educational Services, 1995); (Encyclopaedia Britannica - Nāth)

۵۔ اوگھڑ فرقہ (औघड़ पंथ)

اوگھڑ فرقہ شیومت کی ایک سخت گیر سنیاسی روایت ہے، جو شیو کے بھیرَو (भैरव) روپ سے منسوب ہے۔ ''اوگھڑ'' کے معنیٰ بے خوف اور سماجی بندھنوں سے آزاد ہیں۔ اس فرقے کے پیروکار شیو کو واحد حقیقت مانتے ہیں اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ کائنات میں کوئی چیز ناپاک نہیں بلکہ ہر شے شیو کا مظہر ہے۔

یہ لوگ ترکِ دنیا، شدید تپسیا، شمشان میں رہنے، جسم پر بھسم لگانے اور ذات پات و رسم پرستی سے دور رہنے کو روحانی ترقی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ ان کا مقصد خوف، انا اور دنیاوی وابستگی ختم کر کے شیو سے یکتائی اور موکش حاصل کرنا ہے۔

(Dr. Robert E. Svoboda, Aghora: At the Left Hand of God,Brotherhood of Life Publications)

۶۔ ناگ پنتھی فرقہ (नाग पंथी संप्रदाय)

ناگ پنتھی (ناگا سنیاسی) شیومت کا ایک سخت گیر سنیاسی فرقہ ہے، جو شیو کو اعلیٰ ترین خدا مانتا ہے۔ اس کے پیروکار ترکِ دنیا، تپسیا، یوگ اور ضبطِ نفس کو نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ ان کی نمایاں علامات جسم پر بھسم لگانا، جٹا رکھنا، ترِیشول یا لاٹھی اٹھانا اور سادہ یا بغیر لباس کے رہنا ہیں۔

یہ اکھاڑوں کی صورت میں منظم ہوتے ہیں اور کمبھ میلے میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔ بعض تاریخی ادوار میں انہوں نے ہندو مذہبی مقامات کے تحفظ کے لیے عسکری خدمات بھی انجام دیں۔ ان کا مقصد شیو کی قربت اور موکش کا حصول ہے۔

(William Pinch, Warrior Ascetics and Indian Empires,Cambridge University Press)

شیو فرقہ کے عقائد کی تردید

اسلام کے مطابق عبادت، الوہیت، تخلیق، تدبیرِ کائنات اور نجات کے تمام اختیارات صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہیں۔ اس لیے شیو فرقہ کے بنیادی عقائد قرآن و سنت کی تعلیمات سے مطابقت نہیں رکھتے۔ ان کی مختصر تردید درج ذیل ہے:

۱۔ شیو کو پرمیشور اور کائنات کا خالق ماننا

شیو فرقہ کے مطابق شیو ہی کائنات کے خالق، محافظ اور فنا کرنے والے ہیں، جبکہ اسلام کے مطابق یہ تمام صفات صرف اللہ تعالیٰ کی ہیں۔ وہی اکیلا خالق، مالک اور مدبرِ کائنات ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں سورۃ الزمر:62، سورۃ الاخلاص:1۔4)

۲۔ شیو لِنگ کی عبادت

شیو لِنگ کو شیو کی علامت اور عبادت کا مرکز بنانا اسلامی عقیدۂ توحید کے خلاف ہے۔ اسلام میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کسی مجسمہ، علامت یا مادی شے کے ذریعے نہیں کی جاسکتی، بلکہ براہِ راست صرف اللہ کی عبادت کی جاتی ہے۔ (حوالہ: سورۃ الانبیاء:52۔54، سورۃ الحج:31)

۳۔ اردھ نارِیشور کا عقیدہ

شیو کو نصف مرد اور نصف عورت کی صورت میں پیش کرنا اللہ تعالیٰ کی ذات کو مخلوق کی صفات سے تشبیہ دینے کے مترادف ہے، جبکہ اسلام کے مطابق اللہ تعالیٰ ہر قسم کی جسمانی، جنسی اور مادی صفات سے پاک ہے۔ (حوالہ: سورۃ الشوریٰ:11، سورۃ الاخلاص:4)

۴۔ نجات کے لیے یوگ، تپسیا اور ترکِ دنیا کو بنیادی ذریعہ سمجھنا

شیو فرقہ یوگ، مراقبہ، ریاضت اور سنیاس کو نجات کا اہم ذریعہ قرار دیتا ہے، جبکہ اسلام کے مطابق نجات ایمان، عبادت، تقویٰ، نیک اعمال اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے

حاصل ہوتی ہے، نہ کہ رہبانیت یا دنیا کو ترک کرنے سے۔ (حوالہ: سورۃ العصر: 1۔3، سورۃ الحدید: 27)

۵۔ شیو کی کرپا سے موکش حاصل ہونا

شیو فرقہ کے مطابق شیو کی عنایت سے انسان بندھنوں سے آزاد ہو کر موکش حاصل کرتا ہے، جبکہ اسلام کے مطابق مغفرت، نجات اور جنت صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں، اور وہ ایمان وعمل صالح کی بنیاد پر اپنے بندوں کو نوازتا ہے۔

(حوالہ: سورۃ آل عمران: 133، سورۃ الزمر: 53، سورۃ النجم: 31)

شیو فرقہ کے بنیادی عقائد، جیسے شیو کو خالق ومعبود ماننا، شیو لنگ کی عبادت، اردھ نارِیشور کا تصور، اور نجات کو شیو کی کرپا سے وابستہ کرنا، یہ اسلامی عقیدۂ توحید سے متصادم ہیں۔ اسلام ہر قسم کے شرک، تجسیم اور مخلوق کی عبادت کو باطل قرار دیتا ہے اور انسان کو صرف ایک اللہ کی خالص عبادت اور اس کے رسول ﷺ کی اتباع کی دعوت دیتا ہے۔

وِشنو فرقہ (वैष्णव सम्प्रदाय) کا تعارف

وِشنو فرقہ ہندو مذہب کے اہم اور بڑے فرقوں میں سے ایک ہے۔ اس فرقہ کے ماننے والے وِشنو جی کو کائنات کا محافظ، پالنے والا اور نجات دہندہ (پرماتما) مانتے ہیں۔ یہ فرقہ گُپت عہد (320ء تا 550ء) میں اپنے عروج پر پہنچا۔

اسی زمانے میں اوتار واد (अवतारवाद) اور مورتی پوجا (بت پرستی) کا رواج عام ہوا۔ وِشنو کو ماننے والے اسے پالن ہار سمجھتے ہیں جو برہما (خالق) اور شیو (فنا کرنے والا) کے ساتھ مل کر تری مورتی بناتا ہے۔

عقائد (Beliefs)

۱۔ وِشنو پرمیشور ہے:

وِشنو کو کائنات کا محافظ اور سب سے بڑا دیوتا مانا جاتا ہے۔

۲۔اوتار واد:

وِشنو مختلف جنم (اوتار) لے کر دھرم کی حفاظت کرتا ہے، جیسے رام، کرشن، بدھ، کلکی وغیرہ۔

۳۔بھکتی (عقیدت):

نجات کا راستہ وِشنو کی محبت اور عبادت میں ہے، نہ کہ صرف علم یا عمل میں۔

۴۔موکش (نجات):

بھکتی اور نیک کرموں سے روح دوبارہ جنم کے چکر سے آزاد ہو کر وِشنو میں مل جاتی ہے۔

۵۔کرم اور پُنر جنم:

ہر انسان اپنے اعمال کے مطابق اگلا جنم پاتا ہے۔

۶۔تری مورتی عقیدہ:

برہما (خالق)، وِشنو (محافظ) اور شیو (فنا کرنے والا) تینوں اہم ہستیاں، مگر وِشنو سب سے اعلیٰ۔

۷۔مورتی پوجا: وِشنو، رام یا کرشن کی مورتیاں عبادت کے لیے وسیلہ مانی جاتی ہیں۔

۸۔اہم منتر: ''اوم نموں نارائنائے'' وِشنو کی عبادت کا مقدس منتر۔

۹۔اہم مقصد: وِشنو کی رضا اور آتما کا وِشنو میں وِلین (اتحاد) حاصل کرنا۔

۱۰۔اہم عبادت: وِشنو، رام اور کرشن کی مورتیوں کی پوجا، گیتا کا پاٹھ، بھجن اور کیرتن۔

وِشنو کے دس اوتار (दशावतार)

۱۔متسیہ اوتار (मत्स्य مچھلی)

یہ پہلا اوتار ہے، جس میں وِشنو نے مچھلی کی صورت اختیار کر کے پرلے (عظیم سیلاب) سے ویدوں اور منو کو بچایا۔ (وشنو پران 1.3.8)

۲۔ کچھپ/کُورم اوتار (कूर्म کچھوا)

دیوتاؤں اور اسوروں کے سمندر منتھن کے وقت وِشنو نے کچھوے کا روپ لے کر مندَر پہاڑ کو سہارا دیا۔ (وشنو پران 1.3.9)

۳۔ وراہ اوتار (वराह سور)

زمین (پرتھوی) کو پانی سے نکالنے کے لیے وشنو، سور کے روپ میں آئے۔

(وشنو پران 1.3.10)

۴۔ وامن اوتار (वामन بونا)

وِشنو نے بونے برہمن کا روپ لے کر راجا بلی سے تین قدم زمین مانگی اور تین قدموں میں پوری کائنات ناپ لی۔ (وشنو پران 1.3.12)

۵۔ پرشورام اوتار (परशुराम)

یہ اوتار کشتریوں کے ظلم کے خاتمے کے لیے آیا۔ پرشورام کو کلہاڑی (پَرَشُ) والا رام کہا جاتا ہے۔ (وشنو پران 1.3.13)

۶۔ رام اوتار (राम)

ایودھیا کے راجا رام، جنہوں نے راون کو مار کر دھرم کی بحالی کی۔ (والمیکی رامائن)

۷۔ بلرام اوتار (बलराम)

کرشن کے بڑے بھائی، جنہیں بعض روایتوں میں کنکھ / ہل سے منسوب کیا گیا۔ (بھگوت پران 10.2.6)

۸۔ بدھ اوتار (बुद्ध)

وِشنو نے بدھ کا روپ لے کر لوگوں کو اہنسا اور غلط یگیوں سے روکا۔

(بھگوت پُران 1.3.24)

ततः कलौ सम्प्रवृत्ते सम्मोहाय सुरद्विषाम्
बुद्धो नाम्ना अञ्जनसुतः कीकटेषु भविष्यति।

۹۔کرشن اوتار (कृष्ण)

کرشن کو پورن اوتار مانا جاتا ہے۔انہوں نے بھگود گیتا کے ذریعے دھرم اور کرم کی تعلیم دی۔(بھگوت پران 10 واں اسکندھ)

۱۰۔کلکی اوتار (कल्कि آنے والا اوتار)

یہ اوتار کلی یُگ کے آخر میں آئے گا، بدی کا خاتمہ کرے گا اور نیا ست یُگ قائم کرے گا۔(وشنو پران 33-4.24.30)(بھگوت پران 20-12.2.18)

وِشنو فرقہ کی مذہبی علامتیں

۱۔تِلک (तिलक)

پیشانی پر U یا Y شکل کا تلک لگایا جاتا ہے، جو وِشنو کے چرنوں میں سرنڈر کی علامت ہے۔(پدم پران، اُتر کھنڈ، ادھیائے 72)(تلک کو وشنو بھکتی کی پہچان بتایا گیا ہے)

۲۔شنکھ (शंख/शंख)

شنکھ پاکیزگی، منگل اور پوجا کے آغاز کی علامت ہے۔(وشنو پران، ادھیائے 1، شلوک 9)(شنکھ کو وشنو کے چار الٰہی ہتھیاروں میں شمار کیا گیا ہے)

۳۔چکر (سُدرشن چکر)

سدرشن چکر عدل، طاقت اور ادھرم کے خاتمے کی علامت ہے۔(مہابھارت، سبھا پرب)(کرشن/وشنو کے چکر سے ادھرم کے وِناش کا ذکر)

۴۔گدا (गदा)

گدا قوت، انصاف اور برائی کے مقابلے کی نشانی ہے۔)وشنو پران، ادھیائے 1)(وشنو کو گدا دھاری بتایا گیا ہے)

۵۔پدم (کنول)

کنول پاکیزگی، حسن اور روحانی بیداری کی علامت ہے۔(بھگوت پران، اسکندھ

1)(وشنو کو کنول سے منسوب کیا گیا ہے)

۶۔تلسی (तुलसी)

تلسی مقدس پودا ہے، جو وِشنو کو نہایت عزیز ہے اور بھکتی و برکت کی علامت ہے۔(پدم پران، اُتر کھنڈ)(تلسی کو وشنو کی محبوب بھکتی کہا گیا ہے)

۷۔مورتی (मूर्ति)

وِشنو، کرشن یا رام کی مورتیاں عبادت کے لیے وسیلہ مانی جاتی ہیں۔(نارد پنچراتر)(مورتی پوجا کو بھکتی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے)

۸۔اُوم (ॐ)

اُوم کو الوہی طاقت اور عبادت کا بنیادی منتر مانا جاتا ہے۔(مانڈوکیا اُپنشد، منتر 1)(اُوم کو برہم کی علامت کہا گیا ہے)

۹۔گرُڑ (गरुड)

گرُڑ وِشنو کی سواری ہے، جو وفاداری، طاقت اور برائی پر فتح کی علامت ہے۔(وشنو پران، ادھیائے 1)(گرُڑ کو وشنو کا واہن بتایا گیا ہے)

۱۰۔رنگ (نیلا اور زعفرانی)

نیلا رنگ: وِشنو کی وسعت اور لامحدودیت کی علامت ہے۔

زعفرانی رنگ: تیاگ، پاکیزگی اور عقیدت کی نشانی ہے۔

(بھگوت پران، اسکندھ 10)(کرشن کے نیل رنگ اور بھکتوں کے زعفرانی وستر کا ذکر)

مذہبی کتب

وِشنو فرقہ کی مقدس کتب بنیادی طور پر وہ ہیں جو وِشنو، کرشن یا رام کی تعلیمات بیان کرتی ہیں:

۱۔وِشنو پران (विष्णु पुराण): اس میں وِشنو کی تخلیق، اوتار اور کرموں کی تفصیل ہے۔

۲۔بھگوت گیتا(भगवद्गीता):اس میں کرشن کی تعلیمات اور نجات کا فلسفہ ہے۔
۳۔بھگوت پران(भागवत पुराण):اس میں کرشن بھگتی پر مبنی سب سے مشہور کتاب ہے۔
۴۔مہابھارت(महाभारत):اس میں کرشن کے مرکزی کردار کا ذکر ہے۔
۵۔رامائن(रामायण):اس میں رام چندر جی کی زندگی اور ان کے دھرم پر مبنی تعلیمات ہیں۔

وِشنو فرقہ کے مشہور مندر

(۱)تیروپتی بالاجی مندر (آندھرا پردیش)
(۲)جگن ناتھ مندر (اڑیسہ)
(۳)بدری ناتھ مندر (اتراکھنڈ)
(۴)دوارکا دھیش مندر (گجرات)
(۵)رانگناتھ سوامی مندر (تمل ناڈو)

رسم ورواج(Practices)

- روزانہ وِشنو یا کرشن کی مورتی کے سامنے پوجا اور بھجن گانا۔
- گیتا اور بھگوت پران کا پاٹھ۔
- ''جنماسٹمی''(کرشن جنم دن)اور''رام نومی''بڑے تہوار۔
- مورتیوں پر پھول،تلسی کے پتے،اور دودھ چڑھانا۔
- بعض ویشنوی سادھو(سنیاسی)دنیاوی زندگی چھوڑ کر صرف بھکتی میں لگ جاتے ہیں۔

وِشنو فرقے کے اہم تہوار

وِشنو فرقے کے اہم تہواروں میں جنماسٹمی سب سے مشہور ہے، جو بھگوان کرشن کے جنم دن کے طور پر منایا جاتا ہے۔اس دن روزہ،بھجن،گیتا پاٹھ اور آدھی رات کو کرشن کی مورتی کی پوجا کی جاتی ہے۔اسی طرح رام نومی بھگوان رام کے جنم دن کا تہوار ہے،جس

میں رامائن کا پاٹھ اور جلوس نکالا جاتا ہے۔

جنما سٹمی (کرشن جنم دن)

جنما سٹمی وِشنو فرقہ کا ایک بڑا تہوار ہے، جو بھگوان کرشن کے جنم دن پر منایا جاتا ہے۔اس دن روزہ، بھجن، کیرتن اور آدھی رات کو کرشن کی مورتی کی پوجا کی جاتی ہے، کیونکہ عقیدے کے مطابق کرشن کا جنم آدھی رات کو ہوا تھا۔(بھگوان کرشن کے جنم کا مفصل بیان)۔(شریمد بھاگوت پران، اسکندھ 10، ادھیائے 3)

رام نومی (رام جنم دن)

رام نومی بھگوان رام چندر جی کے جنم دن کی یاد میں منایا جاتا ہے۔اس موقع پر رامائن کا پاٹھ، بھجن اور بعض مقامات پر جلوس نکالے جاتے ہیں۔

(بھگوان رام کے جنم کا بیان)(والمیکی رامائن، بال کانڈ)

دیوالی

دیوالی وِشنو بھکتوں کے لیے اس لیے اہم ہے کہ اسی دن بھگوان رام چندر جی راون پر فتح کے بعد ایودھیا واپس آئے۔خوشی میں ایودھیا کے لوگوں نے دیے جلائے، جو بعد میں دیوالی کی روایت بن گئی۔(والمیکی رامائن، یدھ کانڈ؛ پدم پران، اُتر کھنڈ)

ہولی

ہولی کا تعلق خاص طور پر بھگوان کرشن کی لیلاؤں اور برج کی خوشیوں سے جوڑا جاتا ہے۔یہ تہوار خوشی، محبت اور بھکتی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

(شریمد بھاگوت پران، اسکندھ 10 (کرشن لیلا بیان)

ونکٹیشورا برہموتسو (تیروپتی بالاجی)

یہ عظیم تہوار تیروپتی بالاجی (ونکٹیشورا، وِشنو کا روپ) کے مندر میں سالانہ منایا جاتا ہے، جس میں جلوس، پوجا اور بھجن ہوتے ہیں۔(اسکند پران، وینکٹیش مہاتمیہ)

نرسمہا جینتی

یہ تہوار وِشنو کے نرسمہا اوتار کی یاد میں منایا جاتا ہے، جب انہوں نے پرہلاد کی حفاظت اور ہرنیا کشیپو کا وِناش کیا۔ (وشنو پران 3.1، بھاگوت پران 7.8)

بدھ پورنیما: بدھ پورنیما کو بعض وِشنو بھکت بدھ اوتار سے منسوب کرتے ہیں، جسے وِشنو کا ایک اوتار مانا گیا ہے۔ (شریمد بھاگوت پران 1.3.24)

ذیلی فرقے (Sub-sects)

(۱) وارکاری فرقہ (वारकरी संप्रदाय)

وارکاری فرقہ مہاراشٹر کی ایک معروف وِشنو بھکتی روایت ہے، جس میں بھگوان کرشن کو وِٹھل (وِٹھوبا) کے نام سے پوجا جاتا ہے۔ یہ فرقہ نام سمرن، بھجن، کیرتن، خدمتِ خلق اور سالانہ واری یاترا کو اہم عبادت سمجھتا ہے، جبکہ ذات پات اور رسم پرستی کی مخالفت کرتا ہے۔

(۲) رام داسی فرقہ (रामदासी संप्रदाय)

رام داسی فرقہ کی بنیاد سوامی رام داس نے رکھی، جو شیواجی مہاراج کے روحانی استاد تھے۔ یہ فرقہ بھگوان رام کو وِشنو کا اعلیٰ اوتار مانتا ہے اور رام بھکتی، اخلاق، نظم وضبط اور عملی زندگی کو نجات کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔

(۳) دتّاترے فرقہ (दत्तात्रेय संप्रदाय)

دتّاترے فرقہ میں دتّاترے کو وِشنو کا اوتار اور برہما، وِشنو وشیو کی مشترکہ صفات کا مظہر سمجھا جاتا ہے۔ یہ فرقہ سادگی، کرشن بھکتی، ضبطِ نفس اور اخلاقی اصلاح پر زور دیتا ہے، جبکہ بعض علاقوں میں میت کو جلانے کے بجائے دفنانے کی روایت بھی پائی جاتی ہے۔

(Encyclopaedia of Indian Religions, Mahanubhava Sect)
(R.G. Bhandarkar, Early History of the Deccan, Page 92)

وِشنو فرقہ کے عقائد کی تردید

اسلام کے مطابق عبادت، الوہیت، ربوبیت اور نجات کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔ اس لیے وِشنو فرقہ کے بنیادی عقائد قرآن وسنت کی تعلیمات سے مطابقت نہیں رکھتے۔ ان کی مختصر تردید درج ذیل ہے:

۱۔ وِشنو کو پرمیشور اور کائنات کا محافظ ماننا

وِشنو فرقہ وِشنو کو کائنات کا محافظ، نجات دہندہ اور اعلیٰ معبود قرار دیتا ہے، جبکہ اسلام کے مطابق خالق، مالک، محافظ اور مدبرِ کائنات صرف اللہ تعالیٰ ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ (حوالہ: سورۃ الزمر:62، سورۃ البقرۃ:255)

۲۔ اوتار واد کا عقیدہ

وِشنو کے مختلف اوتار (رام، کرشن، بدھ، کلکی وغیرہ) کا عقیدہ اسلام کے خلاف ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نہ کسی جسم میں حلول کرتا ہے اور نہ انسانی یا حیوانی شکل اختیار کرتا ہے۔ وہ اپنی ہدایت کے لیے انبیائے کرام علیہم السلام کو بھیجتا ہے، خود اوتار نہیں لیتا۔

(حوالہ: سورۃ الشوریٰ:11، سورۃ الاخلاص:1-4)

۳۔ نجات کو وِشنو کی بھکتی سے وابستہ کرنا

وِشنو فرقہ کے مطابق موکش وِشنو کی عبادت اور بھکتی سے حاصل ہوتی ہے، جبکہ اسلام کے مطابق نجات صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع، نیک اعمال اور اللہ کی رحمت سے حاصل ہوتی ہے۔ (حوالہ: سورۃ العصر:1-3، سورۃ آل عمران:31، 85)

۴۔ موکش اور وِشنو میں اتحاد کا عقیدہ

روح کا وِشنو میں ضم ہو جانا یا اس سے متحد ہو جانا اسلامی عقیدہ کے خلاف ہے۔ اسلام کے مطابق خالق اور مخلوق ہمیشہ الگ ہیں، اور جنت میں بھی بندہ اللہ تعالیٰ کا بندہ ہی

رہے گا، اس کی ذات میں فنا یا متحد نہیں ہوگا۔ (حوالہ: سورۃ الاخلاص:4، سورۃ الشوریٰ:11)

۵۔ کرم اور پُنر جنم کا نظریہ

اسلام پُنر جنم (آواگون) کے عقیدہ کو تسلیم نہیں کرتا۔ قرآن کے مطابق انسان کو دنیا میں صرف ایک مرتبہ زندگی دی جاتی ہے، پھر موت، برزخ، قیامت اور دائمی جزا یا سزا ہوگی۔ (حوالہ: سورۃ المؤمنون:99-100، سورۃ العنکبوت:57)

۶۔ تری مورتی کا عقیدہ

برہما، وِشنو اور شیو کو کائنات کے مختلف امور کا ذمہ دار ماننا توحید کے منافی ہے۔ اسلام کے مطابق تخلیق، حفاظت اور فنا سمیت تمام اختیارات صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ (حوالہ: سورۃ الاعراف:54، سورۃ یونس:31)

۷۔ مورتی پوجا

وِشنو، رام یا کرشن کی مورتیوں کو عبادت کا ذریعہ بنانا اسلام میں صریح شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی بت پرستی اور مخلوق کی عبادت سے منع فرمایا ہے۔

(حوالہ: سورۃ الانبیاء:52-54، سورۃ الحج:31)

۸۔ مخصوص منتروں کو نجات کا ذریعہ سمجھنا

''اوم نمو نارائنائے'' جیسے منتروں کو روحانی نجات کا ذریعہ قرار دینا اسلامی تعلیمات کے مطابق درست نہیں۔ اسلام میں مشروع اذکار اور دعائیں صرف اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی یاد پر مبنی ہیں۔ (حوالہ: سورۃ الرعد:28)

۹۔ کلکی اوتار کا انتظار

کلکی اوتار کے ذریعے دنیا کی اصلاح کا عقیدہ اسلامی تصورِ نبوت سے مختلف ہے۔ اسلام کے مطابق حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں، ان کے بعد کوئی نبی یا اوتار نہیں

آئے گا، اور قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوگا، نہ کہ بطور اوتار۔ (حوالہ: سورۃ الاحزاب:40، صحیح بخاری:3448)

وِشنو فرقہ کے بنیادی عقائد، جیسے وِشنو کو پرمیشور ماننا، اوتار واد، تری مورتی، مورتی پوجا، کرم و پُنر جنم، اور موکش کے لیے وِشنو میں اتحاد کا تصور، اسلامی عقیدۂ توحید سے متصادم ہیں۔ اسلام انسان کو صرف ایک اللہ کی عبادت، اس پر کامل ایمان، رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور نیک اعمال کے ذریعے نجات حاصل کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔

شاکت فرقہ (Shaktism) کا تعارف

شاکت فرقہ ہندو مذہب کا ایک بڑا اور قدیم فرقہ ہے، جس میں ماتر دیوی (شَکتی) کو کائنات کی اصل، اعلیٰ اور مطلق طاقت مانا جاتا ہے۔۔لفظ شاکت سنسکرت لفظ شَکتی سے نکلا ہے، جس کا مطلب ہے طاقت یا الٰہی توانائی۔ان کے نزدیک شیو، وِشنو اور برہما سب اپنی اپنی طاقت (شکتی) کے بغیر کچھ نہیں۔

اسی لیے وہ شیو کی شکتی کو پاروتی / درگا / کالی / اُما، وِشنو کی شکتی کو لکشمی، اور برہما کی شکتی کو سرسوتی کے طور پر پوجتے ہیں۔شاکت عقیدے کے مطابق شیو، وِشنو اور برہما سب اپنی اپنی شکتی کے بغیر غیر فعال ہیں؛ اسی لیے شیو کی شکتی پاروتی / درگا / کالی / اُما، وِشنو کی شکتی لکشمی اور برہما کی شکتی سرسوتی کے طور پر پوجی جاتی ہے۔

(دیوی مہاتمیہ (مارکنڈے پران) 1.55-57)، (دیوی بھاگوت پران 1.8)

عقائد (Beliefs)

۱۔شکتی ہی پرمیشوری (عظیم طاقت) ہے تمام دیوتاؤں سے بڑی۔

۲۔شیو شکتی ایک ہیں: شیو بغیر شکتی کے بے جان اور غیر فعال ہے۔

۳۔ ماتر دیوی کی پوجا: درگا، پاروتی، لکشمی، سرسوتی، بھوانی، للیتا وغیرہ کے ناموں سے دیوی

کی پرستش۔

۴۔108 دیویوں پر ایمان: ان کے ناموں کے سننے یا جپ کرنے سے گناہ مٹنے کا عقیدہ۔

۵۔بھکتی اور تانترک پوجا: عبادت میں منتر، یگیہ، اور بعض اوقات تانترک رسومات شامل۔

۶۔بھیرو اور ہنومان: ہنومان کو دیوی کا پیشکار، اور بھیرو کو حفاظت کرنے والا دیوتا مانتے ہیں۔

۷۔دیگر دیوتا: وِشنو، شیو، گنیش اور سورج کی بھی پوجا کی جاتی ہے۔

۸۔موکش کا عقیدہ: دیوی کی بھکتی اور خدمت سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

مذہبی کتب

- دُرگا بھاگوت پران: سب سے اہم کتاب؛ 108 دیویوں کا ذکر اور ان کی پوجا کے اصول۔
- دیو بھاگوت پران: دیوی کی عظمت اور شکتی کے فلسفے پر مبنی۔
- دیوی مہاتمیا (چنڈی پاٹھ): درگا اور کالی کی پوجا کے طریقے۔
- لَلِتا سہستر نام: دیوی للیتا کے 1000 ناموں پر مشتمل مقدس منتر۔
- تنترا شاستر: تانترک پوجا اور منتر ودیا پر مبنی صحیفے۔

مشہور عبادت گاہیں (مندر)

- کالی گھاٹ مندر (کلکتہ)
- کمکھیا دیوی مندر (آسام)
- درگا مندر (بنارس)
- امبا جی مندر (گاندھی نگر، گجرات) شاکت فرقے کا ایک اہم مندر
- ویش نو دیوی (جموں)

مذہبی ظاہری علامتیں (IdentitySymbols)

۱۔علامت: تری شُول (त्रिशूल) اور کمل کا پھول طاقت اور پاکیزگی کی نشانی۔

۲۔رنگ: لال رنگ دیوی کی توانائی اور شجاعت کی علامت۔

۳۔منتر: ''اوم دُرگائے نمہ'' (ॐ दुर्गायै नमः) یا ''جے ماتا دی'' (जय माता दी)۔

۴۔پہچان: ماتھے پر سرخ تلک یا سندور کی لکیریں۔

۵۔پھول: لال چنبیلی ہبسکس (جبا/Hibiscus Flower) یا کنول دیوی کو چڑھائے جاتے ہیں۔

اہم رسومات وتہوار

۱۔نوراتری: نو دنوں پر مشتمل تہوار ہے جس میں دیوی درگا کی نو صورتوں کی عبادت، روزہ، بھجن اور کیرتن کیے جاتے ہیں۔

۲۔درگا پوجا: دیوی درگا کی مہیشا سُر پر فتح کی یاد میں منایا جانے والا شاکت فرقے کا سب سے بڑا تہوار ہے۔

۳۔کالی پوجا: دیوی کالی کی عبادت کا تہوار ہے، جو خاص طور پر بنگال میں دیوالی کی رات منایا جاتا ہے۔

۴۔دیوی جاگرن: اس رسم میں رات بھر جاگ کر دیوی کے بھجن، کیرتن اور منتر پڑھے جاتے ہیں۔

۵۔شکتی پوجا/نذر: اس میں دیوی کو ناریل، پھل یا دیگر نذریں پیش کی جاتی ہیں، جبکہ قدیم روایت میں بعض مقامات پر جانوروں کی قربانی بھی دی جاتی تھی۔

ذیلی فرقے (Sub-sects)

۱۔شری وِدیا پنتھ (श्रीविद्या पन्थ)

شری وِدیا شاکت دھرم کی ایک فلسفیانہ روایت ہے، جس میں دیوی للِتا تریپورسندری کو اعلیٰ ترین شکتی مانا جاتا ہے۔ اس پنتھ میں شری چکر، منتر، یوگ اور دھیان

کے ذریعے موکش حاصل کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔

۲۔ کالی کُلا (काली कुल)

کالی کُلا شاکت دھرم کی ایک تانترک شاخ ہے، جس میں دیوی کالی کو کائنات کی اعلیٰ ترین شکتی اور وقت کی حاکم مانا جاتا ہے۔ اس روایت میں منتر، دھیان، یوگ اور تانترک سادھنا کو روحانی ترقی کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔

۳۔ درگا پنتھ (दुर्गा पन्थ)

درگا پنتھ شاکت دھرم کی سب سے مقبول عوامی شاخ ہے، جس میں دیوی درگا کو بدی پر نیکی کی فاتح اور بھکتوں کی محافظ مانا جاتا ہے۔ اس میں نوراتری، درگا پوجا، بھجن اور ورت کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

۴۔ کامکھیا پنتھ (कामाख्या पन्थ)

کامکھیا پنتھ شاکت دھرم کی ایک قدیم تانترک روایت ہے، جس کا مرکز کامکھیا دیوی مندر (آسام) ہے۔ اس میں دیوی کامکھیا کو تخلیق کی شکتی مانا جاتا ہے اور منتر، یوگ، دھیان اور امبوباچی میلہ اس کی نمایاں خصوصیات ہیں۔

شاکت فرقہ کے عقائد کی تردید

اسلام کے مطابق عبادت، الوہیت، ربوبیت اور نجات کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔ اس لیے شاکت فرقہ کے بنیادی عقائد قرآن وسنت کی تعلیمات سے مطابقت نہیں رکھتے۔ ان کی مختصر تردید درج ذیل ہے:

۱۔ شکتی کو پرمیشوری اور سب سے بڑی طاقت ماننا

شاکت فرقہ کے مطابق شکتی (دیوی) ہی کائنات کی اصل اور اعلیٰ طاقت ہے،

جبکہ اسلام کے مطابق تمام قدرت، اقتدار اور اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ (حوالہ: سورۃ البقرۃ:255، سورۃ الملک:1)

۲۔ شیو اور شکتی کو لازم وملزوم ماننا

یہ عقیدہ کہ شیو شکتی کے بغیر غیر فعال ہیں، اللہ تعالیٰ کی کامل قدرت کے تصور کے خلاف ہے۔ اسلام کے مطابق اللہ تعالیٰ اپنی ذات، صفات اور افعال میں مکمل، بے نیاز اور کسی معاون یا طاقت کا محتاج نہیں۔ (حوالہ: سورۃ ال إخلاص:2، سورۃ فاطر:15)

۳۔ دیویوں کی عبادت

درگا، پاروتی، کالی، لکشمی، سرسوتی یا دیگر دیویوں کی عبادت کرنا اسلامی عقیدۂ توحید کے منافی ہے۔ عبادت، دعا، نذر اور استعانت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہیں۔ (حوالہ: سورۃ الفاتحہ:5، سورۃ الجن:18)

۴۔ 108 دیویوں کے ناموں کے جپ سے گناہوں کی معافی

شاکت فرقہ کے مطابق دیویوں کے ناموں کا جپ گناہوں کے مٹنے کا ذریعہ ہے، جبکہ اسلام کے مطابق گناہوں کی مغفرت صرف اللہ تعالیٰ سے سچی توبہ، ایمان اور نیک اعمال کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔ (حوالہ: سورۃ الزمر:53، سورۃ آل عمران:135)

۵۔ تانترک عبادات اور مخصوص رسومات

منتر، تانترک اعمال اور مخصوص رسومات کو روحانی نجات کا ذریعہ سمجھنا اسلامی تعلیمات سے ثابت نہیں۔ اسلام میں عبادت صرف قرآن وسنت کے مطابق مشروع طریقوں سے کی جاتی ہے۔ (حوالہ: سورۃ المائدہ:3)

۶۔ بھیرو، ہنومان اور دیگر دیوتاؤں سے مدد طلب کرنا

دیوتاؤں یا روحانی ہستیوں کو محافظ، مددگار یا مشکلات دور کرنے والا سمجھنا شرک

ہے۔ اسلام کے مطابق نفع و نقصان، حفاظت اور مدد صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ (حوالہ: سورۃ یونس:106-107، سورۃ النمل:62)

۷۔ متعدد دیوتاؤں کی پرستش

شیو، وِشنو، گنیش، سورج اور دیگر دیوتاؤں کی عبادت اسلام کے عقیدۂ توحید کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے شرک سے منع فرمایا ہے۔

(حوالہ: سورۃ النساء:48، سورۃ لقمان:13)

۸۔ دیوی کی بھکتی سے موکش کا عقیدہ

شاکت فرقہ کے مطابق دیوی کی عبادت اور بھکتی سے موکش حاصل ہوتی ہے، جبکہ اسلام کے مطابق نجات صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان، رسول اللہ ﷺ کی اتباع، نیک اعمال اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے حاصل ہوتی ہے۔ (حوالہ: سورۃ العصر:1-3، سورۃ آل عمران:85)

شاکت فرقہ کے بنیادی عقائد، جیسے شکتی کو اعلیٰ معبود ماننا، دیویوں کی عبادت، تانترک رسومات، متعدد دیوتاؤں کی پرستش اور دیوی کی بھکتی سے نجات کا تصور، اسلامی عقیدۂ توحید سے متصادم ہیں۔ اسلام صرف ایک اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت، اسی سے دعا و استعانت، اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع کو نجات کا واحد راستہ قرار دیتا ہے۔

اسمارت فرقہ (स्मार्त संप्रदाय)

اسمارت مت (Smartism) ہندو دھرم کی ایک قدیم اور فلسفیانہ شاخ ہے، جس کی بنیاد آدی شنکراچاریہ (आदि शङ्कराचार्य) نے 8ویں صدی عیسوی میں رکھی۔ لفظ ''اسمارت'' (स्मार्त) سنسکرت کے لفظ ''اسمرتی'' (स्मृति) سے نکلا ہے، جس کا مطلب ہے ''یاد رکھی ہوئی تعلیم'' یا روایتی وشاستری دھرم۔

اسمارت مت کو ''سناتن دھرم'' کا عقلی و معتدل روپ سمجھا جاتا ہے۔ یہ مذہب

ویدوں، اُپنشدوں اور سمرتی شاستروں پر ایمان رکھتا ہے، اور ہندو دھرم کے مختلف فرقوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

اسمارت فرقہ کے عقائد (Beliefs)

۱۔ایک برہمن (ब्रह्मन्):

ان کے نزدیک اصل حقیقت صرف ایک ابدی خدا (برہمن) ہے، جو ہر شے میں موجود ہے یہی ادویت واد (अद्वैत वेदान्त) کا نظریہ ہے۔یعنی ''خدا اور مخلوق ایک ہی حقیقت کے مختلف روپ ہیں''۔

۲۔پانچ دیوتا پوجا (पंचायतन पूजा):

اسمارت مت کے ماننے والے پانچ بڑے دیوتاؤں کی یکساں پوجا کرتے ہیں:

- شیو (शिव)
- وشنو (विष्णु)
- دیوی (درگا/پاروتی) (पार्वती/दुर्गा/देवी)
- سورج (सूर्य)
- گنیش (गणेश)

ان کے نزدیک یہ سب ایک ہی برہمن کے مختلف روپ ہیں۔

۳۔برداشت وہم آہنگی:

یہ فرقہ ہندو مذہب کی مختلف شاخوں (شیو، ویشنُو، شاکت) کو ایک ہی مذہب کی شکلیں مانتا ہے۔

۴۔مورتی پوجا علامتی ہے:

مورتی (بت) کو اصل خدا نہیں بلکہ خدا کی علامت (Symbol) سمجھا جاتا ہے۔

۵۔مکمل نجات (موکش):

انسان کا مقصد آتمن (روح) کو برہمن (خدا) سے ایک جاننا ہے یعنی ''جیو برہم ایک'' -जीव ब्रह्म एक (روح اور خدا ایک ہیں)۔

مذہبی کتب

اسمارت مت ویدک ادب پر ایمان رکھتا ہے اور درج ذیل کتابوں کو مقدس مانتا ہے:

۱۔ چاروں وید (वेद) جیسے: رِگ وید، سام وید، یجر وید، اتھر وید۔

۲۔ اُپنشد (उपनिषद्):

ویدوں کی فلسفیانہ تشریحات برہمن اور آتمان کے رشتے کی وضاحت کرتی ہیں۔

۳۔ برہما سوتر (ब्रह्मसूत्र):

شنکراچاریہ نے اس پر مشہور بھاشیہ (تبصرہ) لکھا، جو ادویت فلسفے کی بنیاد ہے۔

۴۔ بھگوت گیتا (भगवद्गीता):

کرشن جی کے اقوال پر مبنی الہامی کتاب، جو عقل، عمل اور عبادت کے راستے کو جوڑتی ہے۔

۵۔ اسمرتی شاستر (स्मृति शास्त्र):

جیسے منوا سمرتی، دھرم شاستر، روزمرہ کے مذہبی اصولوں کی رہنمائی کے لیے۔

مذہبی رسومات

۱۔ پنچائتن پوجا (पंचायतन पूजन):

یہ ان کی سب سے مشہور عبادت ہے، جس میں پانچ دیوتاؤں کی پوجا ایک ساتھ کی جاتی ہے اس سے ''ایک خدا، مختلف روپ'' کا عقیدہ ظاہر ہوتا ہے۔

۲۔ گیان، دھیان اور سیوا:

ان کے نزدیک صرف پوجا کافی نہیں؛ بلکہ گیان (علم)، دھیان (مراقبہ) اور سیوا (خدمت) نجات کے تین ستون ہیں۔

۳۔ یگیہ (قربانی):

ویدک روایت کے مطابق یگیہ (آگ میں قربانی) کو پاکیزگی اور عبادت کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

۴۔ موکش کی تلاش:

آخری مقصد آتماں اور برہمن کا اتحاد یعنی ''میں خدا سے جدا نہیں ہوں''۔

فلسفیانہ بنیاد (Philosophical Basis)

اسمارت مت (स्मार्त मत) کا بنیادی فلسفہ ادویت ویدانت (अद्वैत वेदान्त) ہے، جسے خصوصاً आदि शंकराचार्य نے منظم اور مستحکم شکل دی۔ اس فلسفے کے مطابق حقیقتِ مطلقہ صرف ایک ہے، جسے برہمن (ब्रह्म) کہا جاتا ہے، جبکہ مختلف دیوتا اسی ایک حقیقت کے مختلف مظاہر اور علامتی صورتیں سمجھے جاتے ہیں۔ اسی تصور کی تائید میں رِگ وید کا مشہور منتر پیش کیا جاتا ہے:

एकं सद् विप्रा बहुधा वदन्ति
अग्निं यमं मातरिश्वानमाहुः॥ (ऋग्वेद 1.164.46)

ترجمہ: ''حقیقت ایک ہی ہے، مگر دانا لوگ اسے مختلف ناموں سے پکارتے ہیں''۔ (رِگ وید، منڈل 1، سوکت 164، منتر 46)

یہ فلسفہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ شیو، وشنو، شکتی، سورج، گنیش اور دیگر دیوتا دراصل الگ الگ خداؤں کی حیثیت نہیں رکھتے بلکہ ایک ہی اعلیٰ حقیقت یعنی برہمن کے مختلف مظاہر ہیں۔ اسی بنا پر اسمارت روایت میں مختلف دیوتاؤں کی مشترکہ عبادت یعنی पञ्चायतन पूजन (پنچایتن پوجن) کو اہم مقام حاصل ہے۔

اس فلسفے کے مطابق عبادت کے مختلف راستے اور مختلف دیوی دیوتا (देवी-देवता) بالآخر ایک ہی روحانی حقیقت کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

اہم خصوصیات

- وسعتِ نظر: تمام دیوتاؤں اور فلسفوں کو صحیح ماننا۔
- عقلی مذہب: منطق، فلسفہ اور یوگ پر زور۔
- عدمِ تعصب: شیومتی، ویشنومت اور شاکت مت میں اتحاد کی کوشش۔
- علم پر زور: علمِ وید، گیان یوگ، اور سچائی کی جستجو۔
- ادویت واد: خدا، روح اور کائنات تینوں دراصل ایک ہی حقیقت کے مظاہر ہیں۔

اہم مراکز و پیروکار

شری شنگری مٹھ (Sringeri Sharada Peetham) -(کرناٹک) کو خاص مقام حاصل ہے۔

اس کے علاوہ کاشی، کنچی، بدری ناتھ، دوارکا اور جگن ناتھ پوری وغیرہ بھی اہم مذہبی و روحانی مراکز شمار ہوتے ہیں۔

روایت کے مطابق आदि शंकराचार्य (Adi Shankaracharya) نے ہندوستان کے چاروں اطراف میں چار بڑے مٹھ (Math / पीठ) قائم کیے، جنہیں ادویت ویدانت کی ترویج کا مرکز سمجھا جاتا ہے۔ اسمارت مت کے زیادہ تر پیروکار جنوبی بھارت، خصوصاً کیرالہ، تمل ناڈو اور کرناٹک میں پائے جاتے ہیں، اگرچہ اس کے ماننے والے پورے بھارت میں موجود ہیں۔

اسمارت فرقہ کے عقائد کی تردید

اسلام کے مطابق اللہ تعالیٰ اپنی ذات، صفات، عبادت اور ربوبیت میں یکتا ہے۔ اس لیے اسمارت فرقہ کے بنیادی عقائد قرآن وسنت کی تعلیمات سے مطابقت نہیں رکھتے۔ ان کی مختصر تردید درج ذیل ہے:

۱۔ برہمن اور کائنات کو ایک حقیقت ماننا

اسمارت فرقہ کے مطابق برہمن ہی اصل حقیقت ہے اور تمام مخلوقات اسی کا ظہور ہیں، جبکہ اسلام کے مطابق اللہ تعالیٰ خالق ہے اور تمام مخلوقات اس کی پیدا کردہ ہیں۔ خالق اور مخلوق ایک نہیں ہو سکتے۔ (حوالہ: سورۃ الشوریٰ:11، سورۃ الاِخلاص:1-4)

۲۔ پانچ دیوتاؤں کو ایک ہی خدا کے مختلف روپ ماننا

اسمارت مت میں شیو، وِشنو، دیوی، سورج اور گنیش کو ایک ہی برہمن کے مختلف مظاہر قرار دیا جاتا ہے، جبکہ اسلام کے مطابق اللہ تعالیٰ کا کوئی روپ، مظہر یا شریک نہیں۔ عبادت صرف اسی ایک اللہ کی جائز ہے۔ (حوالہ: سورۃ البقرۃ:163، سورۃ الأنبیاء:25)

۳۔ تمام مذاہب اور دیوتاؤں کو یکساں حق ماننا

اسمارت فرقہ مختلف ہندو فرقوں اور دیوتاؤں کو ایک ہی حقیقت کی مختلف صورتیں قرار دیتا ہے، جبکہ اسلام حق و باطل کو ایک نہیں مانتا بلکہ خالص توحید کو ہی دینِ حق قرار دیتا ہے۔ (حوالہ: سورۃ آل عمران:19، 85)

۴۔ مورتی پوجا کو علامتی عبادت قرار دینا

اگرچہ اسمارت فرقہ مورتی کو خدا نہیں بلکہ علامت قرار دیتا ہے، لیکن اسلام میں عبادت کے لیے کسی بھی مجسمے، تصویر یا علامت کو وسیلہ بنانا جائز نہیں۔ انبیائے کرام علیہم السلام نے ہر قسم کی بت پرستی کی تردید فرمائی۔ (حوالہ: سورۃ الأنبیاء:52-54، سورۃ الزمر:3)

۵۔ روح اور خدا کو ایک ماننا (جیو برہم ایک)

اسمارت فلسفہ کے مطابق آتما (روح) اور برہمن (خدا) ایک ہی حقیقت ہیں، جبکہ اسلام کے مطابق انسان اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور بندہ ہے، اس کی ذات یا صفات میں کسی قسم کا اتحاد یا حلول ممکن نہیں۔ (حوالہ: سورۃ الاِخلاص:4، سورۃ الشوریٰ:11)

٦۔موکش کو خدا سے اتحاد قرار دینا

اسمارت فرقہ کے مطابق نجات کا مقصد روح کا برہمن میں فنا یا اس سے متحد ہو جانا ہے، جبکہ اسلام کے مطابق نجات کا مفہوم اللہ تعالیٰ کی رضا، جنت کا حصول اور اس کی رحمت ہے، نہ کہ اس کی ذات میں اتحاد۔حوالہ: سورۃ التوبہ:72، سورۃ القیامۃ:22-23۔

اسمارت فرقہ کے بنیادی عقائد، جیسے برہمن اور مخلوق کو ایک حقیقت ماننا، متعدد دیوتاؤں کو ایک خدا کے مختلف روپ قرار دینا، مورتی پوجا کو جائز سمجھنا، اور روح و خدا کے اتحاد (وحدتِ وجود) کا عقیدہ، اسلامی عقیدۂ توحید سے متصادم ہیں۔

اسلام خالق اور مخلوق کے درمیان واضح فرق قائم کرتا ہے، ہر قسم کے شرک اور حلول کی نفی کرتا ہے، اور صرف ایک اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع کو نجات کا واحد راستہ قرار دیتا ہے۔



باب دوم

ہندو دھرم کی مذہبی تحریکوں کے عقائد ونظریات اور ان کی تردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آریہ سماج کا تعارف

آریہ سماج (आर्य समाज) برصغیر کی ایک معروف اصلاحی وفکری تحریک ہے جس کی بنیاد 1875ء میں بمبئی (موجودہ ممبئی) میں رکھی گئی۔ اس تحریک کا مقصد ہندو معاشرے کو ان عقائد اور رسومات سے پاک کرنا تھا جنہیں اس کے بانی نے غیر ویدی، توہم پرستانہ اور بعد کے ادوار کی پیداوار سمجھا۔ آریہ سماج نے ویدوں کی طرف رجوع اور ان کو واحد مستند مذہبی مأخذ ماننے پر زور دیا۔

آریہ سماج کا بنیادی نعرہ ''ویدوں کی طرف لوٹو'' تھا۔ اس کے مطابق وید ازلی و ابدی الہامی صحائف ہیں اور ان میں بیان کردہ تعلیمات ہی اصل دھرم کی نمائندگی کرتی ہیں۔ اسی وجہ سے آریہ سماج نے مورتی پوجا، اوتار واد، تیرتھ یاترا، جادو، نجوم اور پجاریوں کی اجارہ داری کی سخت مخالفت کی۔

یہ تحریک صرف مذہبی نہیں بلکہ سماجی اصلاح کی بھی علمبردار تھی۔ آریہ سماج نے ذات پات کے نظام، چھوا چھوت، ستی، کم عمری کی شادی اور عورتوں کی تعلیم سے محرومی کے خلاف آواز اٹھائی۔ اس نے بیواؤں کی شادی، خواتین کی تعلیم اور شودروں کو مذہبی تعلیم دینے کی حمایت کی، جو اس دور میں ایک انقلابی قدم تھا۔

آریہ سماج نے تعلیم کے میدان میں بھی گہرا اثر ڈالا۔ ڈی۔اے۔وی (DAV) تعلیمی تحریک اسی فکر کا عملی مظہر ہے، جس کے تحت جدید علوم اور ویدی تعلیم کو یکجا کیا گیا۔ ان اداروں نے جدید ہندوستان کی فکری اور تعلیمی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔

مہارشی سوامی دیانند سرسوتی (स्वामी दयानन्द सरस्वती)

مہارشی دیانند سرسوتی (1824ء-1883ء) آریہ سماج کے بانی، عظیم مصلح اور ویدی مفکر تھے۔ ان کی پیدائش گجرات کے ضلع موربی میں ایک برہمن خاندان میں ہوئی۔ بچپن سے ہی وہ مذہبی رجحان رکھتے تھے، لیکن شیوراتری کے موقع پر مورتی کے سامنے چوہے کو بے خوف گھومتے دیکھ کر ان کے دل میں مورتی پوجا کے بارے میں شدید سوالات پیدا ہوئے، جو بعد میں ان کی فکری بیداری کا سبب بنے۔

دیانند سرسوتی نے طویل عرصہ سنیاسی کی حیثیت سے ہندوستان کے مختلف حصوں کا سفر کیا اور سنسکرت، ویدک ادب اور فلسفے کا گہرا مطالعہ کیا۔ انہوں نے اس نتیجے پر پہنچ کر اعلان کیا کہ ہندو دھرم کی اصل تعلیمات صرف ویدوں میں محفوظ ہیں اور بعد کی بہت سی رسمیں تحریف اور بدعات پر مبنی ہیں۔

ان کی سب سے معروف تصنیف ''ستیارتھ پرکاش'' ہے، جس میں انہوں نے ویدوں کی بالادستی، خداء واحد، کرم، پنرجنم اور سماجی اصلاحات پر تفصیل سے روشنی ڈالی، نیز ہندو دھرم کے ساتھ ساتھ دیگر مذاہب کے عقائد پر بھی تنقیدی بحث کی۔ دیانند سرسوتی نے سادہ ایکشور وادی تصورِ خدا پیش کیا اور کہا کہ خدا ایک، بے صورت، عادل اور کائنات کا خالق ہے۔

مہارشی دیانند سرسوتی کی وفات 1883ء میں ہوئی، مگر ان کی قائم کردہ آریہ سماج تحریک آج بھی ہندوستان اور بیرونِ ملک سرگرم ہے اور مذہبی اصلاح، تعلیم اور سماجی بیداری کے میدان میں اپنا کردار ادا کر رہی ہے۔

(دیانند سرسوتی، ستیارتھ پرکاش، آریہ پرکاشن، دہلی)
Lajpat Rai, The Arya Samaj, National Publishing house, Delhi

آریہ سماج کے بنیادی عقائد و نظریات

۱۔ ویدوں کی مطلق بالادستی:

آریہ سماج کے مطابق چاروں وید (رِگ، یَجُر، سام اور اتھر وید) ازلی، ابدی اور الہامی ہیں۔ مذہب، عقیدہ اور عمل کے تمام اصول ویدوں سے اُخذ ہونے چاہئیں۔ بعد کی مذہبی کتب، پران، تنتر وغیرہ کو حتمی سند حاصل نہیں۔ (دیانند سرسوتی، ستیارتھ پرکاش، سمُلّاس 1)

۲۔ نرآکار (ایک بے صورت) خدا:

آریہ سماج ایک خدا کو تسلیم کرتے ہیں جو ایک، لاشریک، نرآکار (بے صورت)، قادر مطلق، عادل اور کائنات کا خالق ہے۔ خدا نہ پیدا ہوتا ہے نہ مرتا ہے، اسی طرح کسی جسم میں حلول یا اوتار نہیں لیتا۔ (ستیارتھ پرکاش، سمُلّاس 7)

۳۔ مورتی پوجا کی نفی:

آریہ سماج کے نزدیک بت یا مورتی کی عبادت غیر ویدک عمل ہے، کیونکہ خدا حواس اور اشکال سے ماورا ہے۔ ویدوں میں مورتی پوجا کا حکم موجود نہیں۔

(Lajpat Rai, The Arya Samaj)

۴۔ اوتار واد کی تردید:

آریہ سماج اس عقیدے کو رد کرتا ہے کہ خدا انسانی یا حیوانی اوتار میں آتا ہے۔ خدا کامل ہے، اس میں نقص یا مجبوری نہیں کہ وہ جنم لے۔ (ستیارتھ پرکاش، سمُلّاس 4)

۵۔ کرم اور پنرجنم:

ہر انسان اپنے اعمال (کرم) کا خود ذمہ دار ہے۔ نیک یا بد اعمال کے مطابق روح کو دوبارہ جنم ملتا ہے، یہاں تک کہ موکش حاصل ہو جائے۔

(Kenneth W. Jones, Arya Dharm)

۶۔ موکش (نجات)

موکش علمِ حق، نیک اعمال اور ویدی زندگی سے حاصل ہوتی ہے۔ موکش کے بعد روح جنم اور دکھ کے چکر سے آزاد ہو جاتی ہے۔ (دیانند سرسوتی، ستیارتھ پرکاش)

۲۔ وہ ''ستیارتھ پرکاش'' کو عملی طور پر سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔

۳۔ان کی فکری بنیاد ویدک فلسفہ (درشن) پر ہے، خاص طور پر تین درشنوں پر جیسے (۱) نیاے درشن (منطق وعقل) (۲) سانکھیہ درشن (کائنات و مادّہ کا فلسفہ) (۳) ویشیشک درشن (اشیاء وروح کی ماہیت)

۴۔ان تینوں کے مجموعے کو ''تری واد کا اصول'' کہا جاتا ہے۔

۵۔ان کے مطابق خدا (ایشور)، روح (جیو) اور مادہ (پرکرتی) تینوں ازلی و ابدی (ہمیشہ سے) ہیں۔

(۶) ان کے عقیدے کے مطابق خدا نے کائنات پیدا نہیں کی، بلکہ پہلے سے موجود مادے کو ترتیب دے کر دنیا بنائی۔

(۷) خدا عدم (اَست) سے وجود (ست) پیدا نہیں کرسکتا۔

(۸) خدا خالق نہیں بلکہ منظم کرنے والا (ناظم) ہے۔

(۹) روح لطیف (غیر مرئی) ہے، نہ پیدا ہوتی ہے نہ فنا، صرف ظاہر یا پوشیدہ ہوتی ہے۔

(۱۰) خدا روح کو فنا نہیں کرتا بلکہ حالت بدل دیتا ہے۔

(۱۱) خدا پانچ چیزوں کو ابدی مانتا ہے:

(۱) خدا (ایشور) (۲) روح (جیو) (۳) مادہ (پرکرتی) (۴) زمان (وقت) (۵) مکان (جگہ)

۱۲۔جزا وسزا (کرم) کے قانون پر یقین رکھتے ہیں؛ خدا کسی کو معاف نہیں کرتا۔

۱۳۔خدا اگر معاف کرے تو ان کے مطابق ''ظالم'' کہلائے گا۔

۱۴۔آواگون (پُنر جنم) کو مانتے ہیں یعنی روح بار بار جنم لیتی ہے۔

۱۵۔سورگ (جنت) اور نرک (دوزخ) کے وجود کے قائل نہیں ہیں۔

۱۶۔انسان کو اپنے کرموں کے مطابق پھل ملتا ہے، یا اسی جنم میں یا اگلے میں۔

۱۷۔خدا بے شکل، ازلی، قادر، اور ہر جگہ موجود ہے، مگر خالق نہیں۔

۱۸۔بظاہر ایک خدا کو مانتے ہیں مگر عقیدتاً شرک صفاتی کے مرتکب ہیں، کیونکہ خدا کے ساتھ روح و مادے کو بھی قدیم مانتے ہیں۔

۱۹۔دیانند کے نزدیک خدا کسی مادے کے بغیر کچھ نہیں بنا سکتا، جیسے کمہار بغیر مٹی کے گھڑا نہیں بنا سکتا۔

۲۰۔ان کی فکر میں عقل، منطق اور ویدک فلسفہ کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔

دیانند کی بنیادی فکر و نظریات (نکات میں)

۱۔واپس ویدوں کی طرف: وید ہی حقیقی الہامی مصدر ہیں؛ تمام حقیقی مذہبی احکام ویدوں میں ہیں۔

۲۔توحیدِ ویدک: ایک ابدی، بے شکل اور لامحدود خدا کا عقیدہ؛ خدا کو مورتی میں محدود نہیں کیا جا سکتا۔

۳۔مورتی پوجا کی مخالفت: مورتی / بت پرستی کو بدعت اور غیر ویدک تصور کیا؛ بتوں اور مندر رسومات کو مذہب سے خارج سمجھا۔

۴۔پرانوں اور بعدی متون کی تنقید: پرانوں، اپی کرمک (بعد کی کہانیاں) اور روایتی عقائد جن سے سماجی بگاڑ ہوتا ہے اُن کی تردید کی۔

۵۔ذات پات کی نفی: انسانی مقام کا تعین پیدائش سے نہیں بلکہ عمل (کرما) اور اخلاق سے ہوتا ہے؛ ذات پات، چھوت چھات، اور سماجی امتیاز کی مخالفت۔

۶۔عورتوں کا مقام: عورتوں کو مرد کے برابر حقوق، تعلیم اور معاشرتی آزادی کا حقدار سمجھا۔

۷۔تعلیمیت و عقل پسندی: عقلی دلائل، سائنسی روشنی اور ویدک معانی پر زور؛ ہر مذہبی عقیدہ کو عقل سے پرکھا جائے۔

۸۔سماجی اصلاحات: بچیوں کی کم عمر شادی، جہیز، خاندانی ظلم، شراب و نشے، اور بدعنوان رسوم کا خاتمہ۔

۹۔ مذہبی اصلاح کا عملی پہلو: مذہبی اور تعلیمی اداروں کی تشکیل (جلد بعد میں DAV ادارہ نما نظام)؛ لوگوں میں شعور، اردو نہ؛ لوکل زبانوں میں بھی پیغام پہنچانا۔

۱۰۔اوتار واد و بعض روایتوں پر اختلاف: وہ تاریخی اوتار واد کی سادہ روایت پر مکمل طور سے نہ مانے؛ کچھ اوتار روایات کو ویدک معنوں سے ہم آہنگ نہ سمجھا۔

آریہ سماج کی بنیادی تعلیمات واہداف

(۱) وید کو واحد مرجع سمجھنا۔(۲) بت پرستی و خرافات کا خاتمہ۔(۳) سماجی مساوات یعنی ذات پات، حق تلفی اور عورت ستی/ بالی وِواہ کے خلاف۔(۴) تعلیم عام کرنا (خصوصاً دیانند کے طرزِ عمل میں دینی و جدید تعلیم کا امتزاج)۔(۵) قومی بیداری اور اصلاحی سرگرمیوں میں حصہ۔

آریہ سماج کے ادارے

(۱) تعلیمی ادارے: D A V (Dayanand Anglo-Vedic) اسکولوں و کالجوں کا جال؛ ویدک تعلیم کے ساتھ جدید سائنسی تعلیم۔

(۲) سماجی اصلاحی پروگرام: بچیوں کی شادیوں میں عمر کی حد، جہیز کی ممانعت، عقلی و مذہبی تقابلات۔

(۳) تبلیغی سرگرمیاں: خطابات، پرچوں، دروس، اور عوامی اجتماعات کے ذریعے ویدک پیغام۔

ستیارتھ پرکاش (Satyarth Prakash)

''ستیارتھ پرکاش'' (یعنی ''سچائی کا نور/ The Light of Truth'') سوامی دیانند سرسوتی کی سب سے مشہور اور بنیادی تصنیف ہے۔ یہ کتاب آریہ سماج کے نظریاتی

اور فکری نظام کی اساس ہے۔ اس میں دیانند نے ہندو دھرم کی اصلاح، ویدک تعلیمات کی تائید اور دیگر مذاہب (عیسائیت، اسلام، جین مت، بدھ مت وغیرہ) کی تفصیلی تنقید پیش کی ہے۔ یہ کتاب پہلی بار ۱۸۷۵ء میں لکھی گئی، مگر ۱۸۷۵ء تا ۱۸۸۳ء کے درمیان اس کے مختلف ایڈیشن شائع ہوئے۔

ستیارتھ پرکاش کے ابواب اور ایڈیشن

دیانند سرسوتی کی زندگی میں شائع ہونے والے نسخے میں ۱۲ ابواب (باب) تھے۔ ان کی وفات کے بعد، بعد از مرگ ایڈیشن میں دو مزید ابواب (۱۳واں اور ۱۴واں) شامل کیے گئے۔ یوں کتاب کی مکمل شکل ۱۴ ابواب پر مشتمل ہوگئی۔ اس میں ۱۳واں باب: عیسائیت کی تردید اور حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات پر اعتراضات اور ۱۴واں باب: اسلام پر تنقید نبی اکرم ﷺ، قرآنِ مجید اور اسلامی اصولوں پر اعتراضات۔
(ان ابواب کے بارے میں آریہ سماجیوں کا کہنا ہے کہ یہ دیانند جی نے خود لکھے تھے مگر ان کی زندگی میں شائع نہیں ہوئے۔)

دیانند سرسوتی کا اسلام کے بارے میں نظریہ

مہارشی دیانند سرسوتی نے اسلام کا مطالعہ ایک تقابلی مذہبی نقطۂ نظر سے کیا۔ وہ تمام مذاہب کو ویدوں کی کسوٹی پر پرکھتے تھے اسی اصول کے تحت انہوں نے اسلام اور عیسائیت اور ہندومت کی مروجہ شکلوں پر تنقید کی۔

دیانند سرسوتی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام ایک خدا کی عبادت، بت پرستی کی نفی اور اخلاقی نظم پر زور دیتا ہے، جو ان کے نزدیک ویدک ایکشور واد کے قریب ہے۔ اسی بنا پر وہ اسلام کو شرک سے پاک مذاہب میں شمار کرتے ہیں، اگرچہ اسے ویدوں کے ہم پلہ نہیں مانتے۔

تاہم انہوں نے اسلام کے وحی، نبوت اور شریعت کے تصور پر سخت تنقید کی۔ ان کے نزدیک ویدازلی اور ابدی ہیں، جب کہ قرآن کو وہ تاریخی کتاب سمجھتے تھے جو ایک خاص زمانے اور معاشرتی پس منظر میں نازل ہوئی۔ اسی وجہ سے وہ اسلام کے دعویٰ آخری وحی کو قبول نہیں کرتے۔

دیانند سرسوتی نے اسلامی تاریخ کے بعض پہلوؤں خصوصاً جہاد، مذہبی اقتدار اور فقہی احکام، پر بھی اعتراضات کیے۔ ان کی رائے میں مذہب کو سیاسی طاقت سے جوڑنا روحانیت کو نقصان پہنچاتا ہے۔

یہ تنقید 19 ویں صدی کے نوآبادیاتی ہندوستان کے فکری ماحول میں عام تھی، جہاں مختلف مذاہب کے علماء ایک دوسرے پر مناظرانہ انداز میں گفتگو کرتے تھے۔

یہ بات اہم ہے کہ دیانند سرسوتی کا اسلوب مناظرانہ تھا، جو آج کے معیارات کے مطابق سخت ہے۔ ان کے بیانات کو ان کے زمانے، فکری پس منظر کے تناظر میں سمجھنا چاہیے، جیسا کہ ستیارتھ پرکاش، سمُلّاس 14-13 اور ستیارتھ پرکاش، سمُلّاس 7 میں ہے۔

ستیارتھ پرکاش (Satyarth Prakash) کے ۱۳ ویں ۱۴ ویں ابواب کی تردید اسلامی نقطۂ نظر سے

ان دونوں ابواب میں دیانند سرسوتی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ عیسائیت اور اسلام دونوں ''غیر ویدک مذاہب'' ہیں اور ان میں خدا کا تصور ناقص، تعلیمات غیر عقلی اور نبیوں کا کردار مشتبہ ہے۔ باب 14 میں خاص طور پر رسول اکرم ﷺ، قرآن مجید، جہاد، نکاح، پردہ، طلاق، اور مسلمانوں کے اعمال پر تنقید کی ہے۔

(۱) اعتراض: محمد ﷺ کو نبی نہیں مانا جا سکتا کیونکہ وہ ''انسان'' تھے، اور خدا

انسان کو پیغمبر نہیں بنا سکتا۔

جواب: اسلام میں نبی کا انسان ہونا ہی رحمت اور حقیقت کی علامت ہے: قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ (کہہ دو: میں بھی تمہارے جیسا بشر ہوں، مگر مجھ پر وحی کی جاتی ہے) (الکہف: ۱۱۰)

اگر نبی فرشتہ ہوتا تو لوگ کہہ دیتے: ''یہ تو انسان نہیں، ہمیں کیسے سمجھا سکتا ہے''؟ ویدوں میں بھی دیوتاؤں کو انسانی شکلوں میں بیان کیا گیا ہے، لہٰذا انسان کے نبی ہونے پر اعتراض غیر معقول ہے۔

(۲) اعتراض: اسلام میں خدا کی توحید غیر خالص ہے، کیونکہ مسلمان کعبہ کا طواف کرتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی تعظیم کرتے ہیں۔

جواب: اسلام کا پہلا عقیدہ توحید خالص ہے: ''لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں''۔ کعبہ یا قبر کی طرف رُخ عبادت نہیں، بلکہ قبلہ کی سمت کے طور پر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ (البقرہ: ۱۴۴)۔ ''اپنا چہرہ مسجدِ حرام کی سمت پھیر دو''۔

یہ صرف نظم و وحدت کا نشان ہے، معبود نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیارت محبت کا اظہار ہے، عبادت نہیں۔ قرآن واضح کہتا ہے: وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا۔ (الجن: ۱۸) ''عبادت گاہیں صرف اللہ کے لیے ہیں، کسی کو اس کے ساتھ مت پکارو''۔

(۳) اعتراض: قرآن میں خدا کو رحمن و رحیم کہا گیا ہے، مگر وہ جہاد اور قتال کا حکم دیتا ہے؛ یہ تضاد ہے۔

جواب: قرآن میں جہاد ظلم کے خاتمے، عدل کے قیام، اور مذہبی آزادی کے تحفظ کے لیے مشروع ہوا ہے، نہ کہ خونریزی کے لیے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا۔ (البقرہ: ۱۹۰)

''ان سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں، مگر زیادتی مت کرو''۔

اگر ظلم کے خلاف لڑنا ظلم ہے، تو پھر کرشن جی کا ''مہابھارت'' میں کردار بھی زیرِ سوال آتا ہے۔ ویدوں میں بھی جنگِ دھرم کا ذکر ہے جیسے بھگوت گیتا میں ارجن کو کرشن نے ''دھرم کے لیے جنگ'' کا حکم دیا۔ لہٰذا اسلام کا جہاد ''دھرم یُدھ'' کی طرح ہے یعنی ظلم کے مقابلے میں عدل کی جدوجہد۔

(۴) اعتراض: اسلام میں نکاحِ متعدد (ایک سے زائد بیویوں) کی اجازت ہے، یہ عورتوں کے حقوق کے خلاف ہے۔

جواب: قرآن نے پہلی بار محدود اجازت دی اور عدل کی شرط لگائی: فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ، فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً۔ (النساء:۳)

''دو، تین یا چار نکاح کرو، مگر اگر عدل نہ کر سکو تو ایک ہی کافی ہے''۔ یہ اجازت ''زنا سے بچاؤ''، ''بیواؤں و یتیموں کے تحفظ'' اور سماجی عدل کے لیے ہے۔ تاریخ میں دیکھا جائے تو ویدک سماج میں بھی پُرشیہ (بہووِواہ) اور نیوگ کا تصور موجود تھا۔

(۵) اعتراض: اسلام میں پردہ، طلاق، اور وراثت کے قوانین عورت کو غلام بناتے ہیں۔

جواب: پردہ عزت و عفت کی حفاظت کے لیے ہے، قید نہیں۔

قُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ (النور:۳۱) طلاق کا حق عورت و مرد دونوں کو ہے (خلع و طلاق)، مگر ضبط کے ساتھ تاکہ جذباتی فیصلے سے معاشرہ تباہ نہ ہو۔

وراثت میں عورت کو مقررہ حصہ دیا گیا، جو قدیم دنیا میں کسی مذہب نے نہیں دیا۔ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ (النساء:۱۱) ''مرد کے لیے دو عورتوں کے برابر حصہ

ہے'' یہ عدل ہے، برابری نہیں، کیونکہ مالی ذمہ داری مرد پر ہے۔

(۶) اعتراض: قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال عقل کے مطابق نہیں، یہ جذباتی تعلیمات ہیں۔

جواب: قرآن خود عقل وعلم کو دعوت دیتا ہے: أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ (النساء:۸۲) ''کیا یہ قرآن پر غور نہیں کرتے؟''۔

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ (آل عمران:۱۹۰) ''آسمان وزمین کی تخلیق میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں''۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علم حاصل کرنے کو فرض قرار دیا: ''**طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ**''۔ قرآن نے عقل، عدل اور علم تینوں کو ایمان کا حصہ بنایا، جبکہ ویدک نظام میں ''یوگیوں کی باطنی بصیرت'' کو عقل پر فوقیت دی گئی۔

(۷) اعتراض: قرآن میں خدا کو غصہ، ناراضگی اور سزا دینے والا بتایا گیا، جو رحم دل خدا کے خلاف ہے۔

جواب: خدا کی صفت عدل کے بغیر رحم ناقص ہے۔ إِنَّ اللهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ وَغَفُورٌ رَّحِيمٌ۔ ''بے شک اللہ سخت سزا دینے والا بھی ہے اور بڑا بخشنے والا بھی''۔

ایک والد اگر صرف محبت کرے مگر کبھی سزا نہ دے تو تربیت نامکمل ہو جاتی ہے۔ یہی توازن اسلام کا امتیاز ہے: ''عدل کے ساتھ رحمت''۔

(۸) اعتراض: اسلام نے دیگر مذاہب کو غلط کہا، اس لیے یہ عدمِ رواداری کا مذہب ہے۔

جواب: اسلام نے عقائد کی بنیاد پر اختلاف کیا، مگر مذہبی آزادی کا حق تسلیم کیا: لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ (البقرہ:۲۵۶) ''دین میں کوئی جبر نہیں''۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کے عیسائیوں، یہودیوں اور مشرکوں سے ''میثاقِ مدینہ''

میں مکمل شہری آزادی دی۔قرآن نے تمام نبیوں پر ایمان لانے کا حکم دیا:
لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ (البقرہ:۲۸۵)''ہم اللہ کے کسی نبی میں فرق نہیں کرتے''۔یہ وسعتِ نظر آریہ سماج میں نہیں، جو صرف ''وید'' کو سچائی کا منبع مانتا ہے۔

۱۳ویں باب کا جواب

ستیارتھ پرکاش کے ۱۳ویں باب (عیسائیت پر اعتراضات) کا اسلامی نکتۂ نظر سے مختصر جواب:

سوامی دیانند سرسوتی نے ۱۳ویں باب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور عیسائیت پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ ان کی تعلیمات غیر عقلی اور تثلیث (خدا تین ہیں) کا نظریہ باطل ہے۔

اسلامی نکتۂ نظر سے ہم اس بات سے جزوی اتفاق کرتے ہیں کہ تثلیث (Holy Spirit, Son,Father) اور عیسیٰؑ کو خدا ماننا درست نہیں، کیونکہ قرآن بھی اس کی تردید کرتا ہے:''لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ''''بے شک وہ لوگ کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں سے ایک ہے''۔(المائدہ:۷۳)

البتہ دیانند سرسوتی نے جہاں حضرت عیسیٰؑ کی نبوت کا انکار کیا، وہاں وہ غلطی پر تھے۔اسلام کے مطابق عیسیٰؑ خدا نہیں بلکہ اللہ کے برگزیدہ نبی ہیں:''إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللهِ''''مسیح عیسیٰ ابن مریمؑ اللہ کے رسول ہیں''۔
(النساء:۱۷۱)

اسلام مانتا ہے کہ عیسیٰؑ نے توحید کی دعوت دی، بت پرستی اور ظلم کے خلاف آواز اٹھائی، اور ان کی تعلیمات بعد میں تحریف (تبدیلی) کا شکار ہو گئیں۔لہٰذا: جہاں دیانند سرسوتی نے تثلیث کو باطل کہا، وہاں وہ درست ہیں۔مگر جہاں انہوں نے نبی عیسیٰؑ کو جھٹلایا، وہ اسلامی عقیدے کے لحاظ سے خطا پر ہیں۔

خلاصہ: اسلام حضرت عیسیٰؑ کو نبی اور معجزہ کے طور پر مانتا ہے، خدا نہیں۔ ان کی تعلیمات توحید پر مبنی تھیں، مگر بعد میں مسیحی پادریوں نے انہیں بگاڑ دیا۔ اسی لیے اسلام نے عیسائیت کی اصل روح کو محفوظ رکھتے ہوئے اس کی تحریف شدہ شکل کی تردید کی۔

دیانند سرسوتی کی علمی و مذہبی فکر

۱۔ ویدوں کی بالادستی: ویدوں کو خدا کا اصل کلام قرار دیا باقی تمام مذہبی کتابوں کو انسانوں کی تحریر سمجھا۔

۲۔ مورتی پوجا کی مخالفت: مورتی پوجا کو غیر ویدک اور عقل کے خلاف قرار دیا۔

۳۔ یگیہ (ہون) کی وکالت: قدیم ویدک قربانی (یگیہ) کو دوبارہ رائج کیا۔

فرق یہ کہ انہوں نے بلی (جانوروں کی قربانی) کو رد کیا اور صرف ہون (آگ میں گھی اور اناج کی آہوتی) کو صحیح قرار دیا۔ ان کا عقیدہ تھا کہ ہون سے ہوا پاک (شُدھ) ہوتی ہے، حالانکہ سائنسی طور پر یہ درست نہیں۔

۴۔ ذات پات کی مخالفت: ذات یا نسل نہیں بلکہ عمل و اخلاق انسان کی اصل پہچان ہے۔

۵۔ سماجی اصلاح: ستی (بیوہ کو شوہر کی چتا پر جلانے) کی رسم کی مخالفت، عورتوں کے حقوق کی وکالت، تعلیم پر زور۔

۶۔ نیوگ (Niyog) کا نظریہ: اگر کسی جوڑے کے ہاں اولاد نہ ہو تو بیوی کو اجازت ہے کہ وہ دوسرے مرد سے صرف بچے کی پیدائش کے لیے تعلق رکھے۔

یہ نظریہ ان کے مذہبی ادب میں شامل ہے، مگر عملی طور پر آریہ سماجی اس پر عمل نہیں کرتے۔

۷۔ پھلت جیوتش کی تردید: نجوم (زائچہ، قسمت وغیرہ) کو وہ دھوکہ سمجھتے تھے، اگرچہ بعض پیروکار اسے پیشہ بنا بیٹھے۔

کتاب پر تنازعہ

(۱) اسلام اور عیسائیت پر سخت تنقید نے مذہبی مناظروں اور فرقہ وارانہ کشیدگی کو بڑھایا۔ (۲) ان کے نظریہ نیوگ کو غیر اخلاقی سمجھ کر کئی برہمن اور سناتنی ہندو ان سے اختلاف کرنے لگے۔ (۳) ان کی تحریروں سے متأثر ہو کر آریہ سماج نے بعد میں ''شدھی تحریک'' (دوسرے مذاہب سے ہندومت میں واپس لانے کی تحریک) شروع کی۔

تنقید

دیانند کی سخت مخالفتِ بت پرستی اور پرانوں کی نفی نے بہت سی روایات و رسومات کو تنقیدی روشنی میں لایا، مگر اسی کے باعث انہوں نے مادیت پسندی اور مذہبی احساسات رکھنے والوں سے مخالفت کا نیز سامنا بھی کیا۔ ان کے بعض بیانات (اوتار و پرانوں کی تردید) روایت پسند حلقوں میں تناؤ کا باعث رہے، مگر آریہ سماج نے معاشرتی اصلاح اور تعلیم میں واضح اثر چھوڑا۔

آریہ سماج کے عقائد کا تجزیہ

عقیدہ: ایشور (خدا)، جیو (روح) اور پرکرتی (مادہ) ہمیشہ سے موجود ہیں؛ خدا نے کائنات عدم (اَست) سے پیدا نہیں کی، یعنی وہ کائنات کا خالق بطور ''نو فیچر'' نہیں بلکہ پہلے سے موجود مادّہ کو ترتیب دینے والا (ناظم) ہے۔

تجزیہ اور تردید

۱۔ منطقی فرق: اگر خدا خود ازلی ہے مگر مادّہ بھی ازلی ہے تو پھر خدا کی مقامِ حکمرانی، اختیار اور اخلاقی ذمہ داری کی بنیاد کمزور پڑتی ہے کیونکہ مالِک وہی ہوتا ہے جو پیدا کرنے والا ہو؛ جو چیز ازلی ہے اُس پر کس طرح ''حکم'' یا ''عدل'' لاگو کیا جائے؟

۲۔ حکمرانی و انصاف کا مسئلہ: اگر خدا نے کائنات پیدا نہیں کی تو اُس کے پاس

اس پر ''قانون نافذ کرنے'' یا ''انصاف'' کا کون سا خدائی حق بچے گا؟ قبضہ کرنے والا غاصب کہلائے گا۔

۳۔ خدا کی عظمت کی تضحیک؟ ازلی مادّہ کو خدا کے برابر ماننا خدائی صفتِ کاملہ (کائنات کی مطلق ہستی) سے متصادم ہے؛ اگر خدا بھی مادّہ کے تابع ہے تو خدائی مطلقیت کمزور پڑ جاتی ہے۔

۴۔ اسلامی نقطۂ نظر: اسلام میں اللہ تعالیٰ خالقِ حقیقی ہے؛ تمام مخلوقات اُس کی مخلوق ہیں۔ یہ عقیدہ کائنات اور اخلاقی ذمہ داری کی باہم مربوطی کو برقرار رکھتا ہے (خالق جو حکم دیتا ہے، اُس کا حق بھی ہوتا ہے)۔

دوسرا عقیدہ روح لطیف

روح کو لطیف/غیر مرئی اور فعال مانا جاتا ہے؛ روح میں علم، شعور، سوچنے وغیرہ کی صفتیں پہلے سے ہیں۔ روح مادّہ سے خود کیوں نہیں جڑ سکتی، اس کے لیے خدا درکار ہوتا ہے

آریہ سماج کا جواب: روح میں جو صلاحیتیں ہیں وہ شکل بدلنے اور مادّے کے ساتھ نئی صورت بنانے کے لیے خدا کی مداخلت چاہتی ہیں۔

آریہ سماج کی دلیل

روح میں شعور و علم پایا جاتا ہے مگر مادّی شکلیں پیدا کرنے کا عمل ایک الگ فعلیت/تنظیم مانگتا ہے؛ خدا وہ منظم قوت ہے جو لطیف کو محسوساتی قالب میں ڈالتا ہے۔

تجزیہ اور تردید

۱۔ خود کفیل روح کا سوال: اگر روح میں علم، شعور اور پیدا کرنے کی صلاحیتیں ہیں تو منطقی طور پر یہ استدلال بنتا ہے کہ وہ مادّہ سے خود ربط قائم کر کے عمل انجام دے سکتی ہے؛ باہر سے ''مداخلت'' کیوں ضروری؟ یہ دلیل آریہ موقف کے اندر تضاد پیدا کرتی ہے۔

۲۔ دو درجہ بندی کی غیر ضرورت: آریہ نظام میں روح اور خدا کے درمیان ایسی درمیانی ضرورت ڈال دی گئی ہے کہ روح اپنی صلاحیت کا استعمال خود کیوں نہ کرے یہ روح کو نامکمل یا ناموفق قرار دیتا ہے، جو پھر روح کی ازلیت اور عظمت کے خلاف ہے۔

۳۔ کون سی مداخلت؟ اگر خدا صرف فارم (Form) ظاہر کرتا ہے تو پھر فارم کی اصل خصوصیات، افعال اور شعور کہاں سے آئے؟ روح سے یا بندوبستِ خدا سے؟ وضاحت مبہم رہتی ہے۔

۴۔ اسلامی/فلسفیانہ نکتہ: عمومی توحیدی نقطۂ نظر میں خدا خالقِ ارکانِ وجود ہے؛ روح کی فعلیت اور مادّہ کے ساتھ ربط بھی خدا کی مشیت سے معنیٰ رکھتا ہے۔ مگر اگر روح کو خودمختار قدر دی جائے تو اسے خدا کے تابع رکھنا فلسفیانہ توازن بدل دیتا ہے۔

۵۔ مخالطہ سے دلیل کی ضرورت: آریہ جواب کو منطقی ٹھوس شواہد درکار ہیں ورنہ یہ محض مفروضہ بن کر رہ جاتا ہے۔

تیسرا عقیدہ (عدم سے وجود پیدا نہ ہونا)

خدا عدم (اَست) سے وجود (ست) پیدا نہیں کر سکتا؛ یعنی کچھ نہ تھا اس سے ہو نہیں سکتا۔ دیانند مثال دیتے ہیں کمہار بغیر مٹی کے گھڑا نہیں بنا سکتا؛ اسی طرح خدا بھی بغیر مادّہ کے کچھ نہیں بنا سکتا۔

آریہ سماج کی دلیل

مادیات کے تحفظ کے زمانۂ علمی پس منظر (conservation) اور جسمانی تجربات کی بنیاد پر یہ مفروضہ اپنایا گیا۔ خدا نئے مادّے کو ''خلق'' نہیں کرتا، وہ صرف پہلے سے موجود چیزوں کو بدلتا/منظم کرتا ہے۔

تجزیہ اور تردید

۱۔ انسانی مثالوں کی حد: کمہار کی مثال انسان کے ٹیکنیکی عمل کو ظاہر کرتی ہے؛

انسانی محدودیت سے خدا کی لامحدود قوت کا قیاس غلط انشائیہ ہے خدا کی صفتِ قدرت لامتناہی سمجھی جاتی ہے، اس لیے انسان کی محدودات کو خدا پر لاگو نہیں کیا جاسکتا۔

۲۔ سائنسی ترقی کا حوالہ: آپ نے بھی درست نوٹ کیا کہ جدید علم نے مادّہ اور انرجی کے تبادلے ($E=mc^2$، نیوکلیئر تبدیلی) ظاہر کیے؛ اس نے یہ ثابت کیا کہ مادّہ فنا بھی ہوسکتا ہے اور پیدا بھی ہوسکتا ہے لہٰذا قدیم سائنسی فہم کو حتمی دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔

۳۔ فلسفیاتی امکانِ خلق: اگر خدا ذاتاً لامحدود ہے تو عدم سے وجود کا تصور ممکن ہے؛ یہ فلسفۂ کائنات کے بنیادی سوالوں میں سے ہے اور عقل و وحی دونوں سے مختلف جوابات ملتے ہیں۔

۴۔ خدا کی حکمت اور علم: اگر اللہ تعالیٰ نے کائنات کو پہلے سے موجود کسی مادّے کے بجائے عدم سے پیدا فرمایا ہو، تو بھی اس کی تخلیق اس کے کامل علم، حکمت، قدرت اور ارادے کے مطابق ہی ہوگی۔ لہٰذا یہ کہنا درست نہیں کہ حکمت یا منصوبہ بندی صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب تخلیق کسی پہلے سے موجود مادّے سے کی جائے۔ اس بنا پر آریہ سماج کی یہ دلیل لازم یا قطعی نہیں۔

۵۔ اسلام کے مطابق اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کو عدم (Nothingness) سے پیدا فرمایا، یعنی اس کی تخلیق کسی پہلے سے موجود مادّے یا ازلی عنصر سے نہیں ہوئی۔ یہی عقیدہ خلق من العدم (Creation ex nihilo) کہلاتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کی کامل قدرت، مطلق حاکمیت، توحید اور اس کے بے مثال خالق ہونے کو واضح کرتا ہے۔

نوٹ: Creation ex nihilo ایک لاطینی (Latin) اصطلاح ہے، جس کا مطلب ہے: ''عدم سے تخلیق'' یا ''بغیر کسی پہلے سے موجود مادّے کے تخلیق کرنا''۔ Creation = تخلیق، ex = سے اور nihilo = عدم/ کچھ بھی نہ ہونے کی حالت (Nothing)۔

چوتھا عقیدہ (روح کا پیدا/فنا نہ ہونا؛ خدا کا ظاہر کرنا)

آریہ سماج کہتے ہیں کہ خدا روح کو پیدا یا فنا نہیں کرسکتا، مگر جو چیز لطیف ہے

(غیر مرئی) اسے خدا ظاہر (Form میں لانے) کر سکتا ہے؛ قیامت میں چیزیں لطیف ہو جائیں گی اور پھر دوبارہ ظاہر کی جا سکیں گی۔

آریہ سماج کی دلیل

روح و مادّہ ازلی ہیں؛ خدا صرف ان کی حالت بدلتا ہے (ظاہر/مخفی)۔ قیامت کو وہ حالتِ تبدیلی سمجھتے ہیں جہاں کائنات لطیف حالت اختیار کر لیتی ہے۔

(حوالہ: سوامی دیانند سرسوتی، ستیارتھ پرکاش، باب 8 (سمٹلاس) باب کا عنوان: سرِشٹی کی اتپتی، استھتی اور پرلے (सृष्टि کی پیدائش، بقا اور فنا)

تجزیہ اور تردید

۱۔ پیدا و فنا کا فلسفہ: جدید طبیعیات نے مادّے کے پیدا اور فنا کے امکان کو ظاہر کیا لہٰذا ازلیت کا قطعی دعویٰ سائنسی شواہد سے یکسر موافق نہیں رہا۔

۲۔ عدل و مالکیت کا سوال: اگر خدا نے کائنات ایجاد نہیں کی تو اُس کا انصاف اور مالکیت کہاں سے آتی ہے؟ یہ مسئلہ (قبضہ و غصب) پھر دوبارہ اٹھتا ہے؛ آریہ موقف اس کا تسلی بخش جواب نہیں دیتا۔

۳۔ دلائلِ اخلاقی برائے مغفرت: اللہ کے معاف کر دینے (معافیت) کے فلسفے کو آریہ سماج نے مسترد کیا؛ مگر عملی اخلاقی پہلو سے مغفرت کے مؤثر کردار (تبدیلی انگیزی) کو نظر انداز کرنا بھی مشکل ہے انسان کو سدھارنے کے لئے امید و رحمت ضروری ہے۔

۴۔ قیامت اور لطیف حالت: آریہ سماج کی جانب سے پرلے کے وقت کائنات کے لطیف یا غیر ظاہر حالت میں چلے جانے کا تصور ایک فلسفیانہ تعبیر ہے، لیکن محض یہ کہہ دینا کافی نہیں کہ مادّہ اپنی ظاہری صورت چھوڑ کر مخفی یا لطیف حالت اختیار کر لیتا ہے۔ اس نظریے کے حق میں واضح عقلی دلائل، تفصیلی توضیح اور مستند وحیانی شواہد درکار ہیں۔

خصوصاً یہ سوال باقی رہتا ہے کہ یہ لطیف حالت کیا ہے، اس کی حقیقت اور نوعیت

کیا ہے، مادّہ کس اصول کے تحت اس حالت میں منتقل ہوتا ہے، اور دوبارہ ظہور کا سبب کیا بنتا ہے؟

اسلامی نقطۂ نظر سے قیامت محض کائنات کی ایک مادی یا لطیف حالت میں تبدیلی کا نام نہیں، بلکہ یہ دنیا کے موجودہ نظام کے خاتمے، تمام انسانوں کے دوبارہ زندہ کیے جانے، حساب و کتاب، جزا و سزا اور ابدی زندگی کے آغاز کا نام ہے۔

قرآن مجید قیامت، بعث بعد الموت، حشر اور آخرت کو واضح اور قطعی انداز میں بیان کرتا ہے۔ لہٰذا آریہ سماج کا پرلے کو صرف کائنات کی حالت کی تبدیلی قرار دینا قیامت کے مکمل مفہوم، انسانی جواب دہی اور آخرت کے وحیانی تصور کی وضاحت نہیں کرتا۔

پانچواں عقیدہ آواگون (پُنر جنم) اور جنت و دوزخ

آریہ سماج پُنر جنم (تناسخ) کے نظریے کو تسلیم کرتا ہے۔ وہ جنت و دوزخ (سراسر دائمی ثواب یا عذاب) کو بطور ماورائی مقام نہیں مانتے۔ اس کے مطابق روح اپنے اعمال کے مطابق بار بار مختلف جسموں میں جنم لیتی ہے۔

وہ جنت اور دوزخ کو اسلام کی طرح دائمی ماورائی مقامات نہیں مانتے، بلکہ اعمال کے نتائج کو روح کے ساتھ وابستہ سمجھتے ہیں، جن کی بنیاد پر روح کو مختلف پیدائشوں میں خوشی، دکھ، ترقی یا تنزلی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

آریہ سماج کی دلیل

آریہ سماج کے مطابق انسان کے اعمال کا اثر روح کے ساتھ باقی رہتا ہے، اور انہی اعمال (کرم) کی بنیاد پر روح بار بار مختلف جسموں میں جنم لیتی ہے (پُنر جنم/سنسار)۔ اس نظریے میں اعمال کے نتائج کا ظہور پُنر جنم کے مسلسل عمل کے ذریعے ہوتا ہے، اس لیے اسلام کی طرح دائمی جنت اور دوزخ کو مستقل ماورائی مقامات کے طور پر تسلیم نہیں کیا جاتا، بلکہ کرم کے مطابق ملنے والے نتائج اور مختلف پیدائشوں کو جزا و سزا کا بنیادی ذریعہ قرار دیا جاتا ہے۔

تجزیہ اور تردید

۱۔ اخروی انعام و جزا کا سوال: اگر کائناتی انصاف صرف کرم کی گردش میں ہے تو ظلم و ستم کا مادّی مساواتی ازالہ کب اور کیسے ہوگا؟ جنت/ دوزخ کے تصور میں عقوبت یا ثواب کا اُخروی عدل واضح ہوتا ہے۔

۲۔ اخلاقی حوصلہ افزائی: مستقل امید (معافی/ثواب) یا خوف (جزا) دونوں ہی اخلاقی اصلاح میں کردار ادا کرتے ہیں؛ صرف کرم پر منحصر نظام عملی نفسیات اور توبہ کی ترغیب میں کمزور پڑ سکتا ہے۔

۳۔ اسلامی زاویہ: اسلام میں آخرت، جنت و دوزخ اور روزِ جزاء واضح ہیں یہ عقیدہ عدلِ الٰہی اور ازل تا ابد کی سزاؤں/ انعامات کو بعینہٖ یقینی بناتا ہے۔

چھٹا عقیدہ (خدا کبھی معاف نہیں کرتا)

آریہ سماج کہتے ہیں کہ اگر خدا معاف کرے تو وہ ''ظالم'' کہلائے گا؛ لہٰذا خدا معاف نہیں کرتا؛ معافی مشروط یا عملی تلافی پر مشروط ہونی چاہیے۔

آریہ سماج کی دلیل

تاریخی طور پر کچھ مذہبی رہنماؤں/ پنڈتوں کے ظلم نے لوگوں کو یہ سوچنے پر مجبور کیا کہ معافی سے ظلم کا انجام بلا جواز ہو جائے گا۔ اس وجہ سے معافی کو مشروط رکھنا منطقی اور عدالتی قرار دیا گیا۔

تجزیہ اور تردید

۱۔ معافی کا اخلاقی کردار: معافی کا تصور سماجی و اخلاقی اصلاح میں مضبوط کردار ادا کرتا ہے معافی دینے والا عظیم ہے، اور معافی کی خواہش رکھنے والا اصلاح کی راہ اختیار کرتا ہے۔ اگر معافی ناممکن ہو تو توبہ، اصلاح اور نیکی کی ترغیب کمزور پڑ سکتی ہے۔

۲۔مشروط معافی کا فلسفہ: آریہ سماج نے بعض معاملات میں معافی کی شرائط رکھی ہیں (مثلاً مظلوم کی رضامندی، تلافی) یہ عدالتی انصاف کے نزدیک مناسب ہے؛ مگر الٰہی معافی اللہ کی رحمت وحکمت کا معاملہ ہے اور اسلامی تعلیمات میں معافی اعمال اور نیت کے ساتھ مشروط ہے (توبہ، اصلاح، دل ازردہ ہونا، حقوق الناس کی ادائیگی وغیرہ)۔

۳۔اسلامی توازن: اسلام میں اللہ کی معافی وسیع ہے مگر بعض حقوقِ انسان (حقِ مخلوق) کی ادائیگی ضروری رکھی جاتی ہے یعنی الٰہی معافی کے ساتھ سماجی تلافی کا اصول بھی موجود ہے؛ اس میں آریہ سماج کا مؤقف جزوی طور پر ملتا ہے مگر اللہ کی رحمت کو قطعی طور پر رد نہیں کرتا۔

۴۔عملی تنبیہ: کامل حکمت یہ ہے کہ معافی بھی ہو اور انصاف کا تقاضا بھی دونوں ایک دوسرے کے مخالف نہیں بلکہ متوازن اصول ہیں۔

برہم سماج کا تعارف

برہم سماج (ब्रह्म समाज) برصغیر کی ایک اہم مذہبی وسماجی اصلاحی تحریک ہے جس کی بنیاد 1828ء میں کلکتہ (موجودہ کولکاتا) میں راجا رام موہن رائے نے رکھی۔ یہ تحریک اس دور میں ابھری جب ہندو معاشرہ توہمات، ذات پات، ستی، مورتی پوجا اور سماجی جمود کا شکار تھا۔ برہم سماج کا مقصد ہندو مذہب کو عقل، اخلاق اور توحید پر مبنی خالص مذہبی فکر کی طرف واپس لانا تھا۔

برہم سماج کے عقائد کی بنیاد ایک خدا (برہم) کے تصور پر ہے، جو واحد، نراکار (بے صورت)، ازلی اور ابدی ہے۔ یہ تحریک مورتی پوجا، اوتار واد اور رسم و رواج پر مبنی عبادات کی سخت مخالفت کرتی ہے۔ برہم سماج کے مطابق خدا کی عبادت دل کی پاکیزگی، اخلاقی زندگی اور سچائی کے ذریعے ہوتی ہے، نہ کہ ظاہری رسومات سے۔

راجا رام موہن رائے نے ویدوں اور اُپنشدوں خصوصاً اُپنشدک توحید کو برہم سماج کی فکری بنیاد بنایا، مگر ساتھ ہی وہ عقل، جدید تعلیم اور مغربی افکار سے بھی متاثر تھے۔ ان کا خیال تھا کہ مذہب کو عقل اور انسانی فلاح کے تابع ہونا چاہیے۔ اسی بنا پر برہم سماج

میں مذہبی رواداری اور بین المذاہب احترام پر زور دیا گیا۔

برہم سماج نے صرف مذہبی نہیں بلکہ سماجی اصلاحات میں بھی نمایاں کردار ادا کیا۔ اس تحریک نے ستی کی رسم کے خاتمے، بیواؤں کی شادی، عورتوں کی تعلیم، کم عمری کی شادی کی مخالفت اور ذات پات کے امتیاز کے خلاف آواز بلند کی۔ ہندوستانی سماج میں خواتین کے حقوق کے فروغ میں برہم سماج کا کردار تاریخی اہمیت رکھتا ہے۔

راجا رام موہن رائے کے بعد دیوندر ناتھ ٹیگور اور کیشب چندر سین جیسے مفکرین نے برہم سماج کو مزید منظم کیا۔ بعد ازاں برہم سماج مختلف شاخوں میں تقسیم ہوا، لیکن اس کے بنیادی اصول توحید، اخلاق، عقل اور سماجی اصلاح برقرار رہے۔ برہم سماج نے جدید ہندوستان کی فکری بیداری اور نشاۃ ثانیہ میں نمایاں کردار ادا کیا۔

اگرچہ آج برہم سماج ایک محدود تنظیم کی حیثیت رکھتا ہے، لیکن اس کے افکار نے ہندو سماج، تعلیم، قانون اور مذہبی فکر پر گہرے اثرات چھوڑے، اور بعد کی اصلاحی تحریکوں جیسے آریہ سماج پر بھی اس کا بالواسطہ اثر نظر آتا ہے۔

(Raja Rammohan Roy, The Precepts of Jesus & Theological Works)
(S. Radhakrishnan, Indian Philosopy, Vol. II)
(The Brahmo Samaj and the Shaping of the Modern Indian Mind, Princeton University Press)

برہم سماج کے بنیادی عقائد و نظریات

● **ایک خدا کا تصور:**

برہم سماج ایک ہی خدا (برہم) پر ایمان رکھتا ہے جو واحد، ازلی، ابدی، قادرِ مطلق اور نراکار (بے صورت) ہے۔ خدا کسی جسم، مورتی یا اوتار میں ظاہر نہیں ہوتا۔

(Raja Rammohan Roy, Theological Works)
(S. Radhakrishnan, Indian Philosophy, Vol. II)

● **مورتی پوجا اور اوتار واد کی نفی:**

برہم سماج مورتی پوجا، بت پرستی، اوتار واد اور رسم پرستانہ عبادات کو رد کرتا ہے۔

عبادت کا اصل طریقہ خدا کی یاد، دعا اور اخلاقی زندگی ہے۔

(David Kopf, The Brahmo Samaj and the Shaping of the Modern Indian Mind)

● عقل اور وحی کی ہم آہنگی:

برہم سماج مذہب میں عقل، فہم اور ضمیر کو بنیادی حیثیت دیتا ہے۔ جو بات عقل اور اخلاق کے خلاف ہو، اسے مذہب کا حصہ نہیں مانا جاتا۔

(Sen, Amiya P. Hindu Revivalism in Bengal: 18721905.New Delhi: Oxford University Press, 1993)

● اُپنشدوں میں بیان کردہ توحید کی بنیاد:

برہم سماج اپنی فکری اساس اُپنشدوں میں بیان کردہ توحیدی تعلیمات پر رکھتا ہے، مگر ویدوں کو حرف بہ حرف الہامی نہیں مانتا جیسا کہ آریہ سماج مانتا ہے۔

(S. Radhakrishnan, Indian Philosophy, Vol. II)

● اخلاقی مذہب (Ethical Religion):

برہم سماج کے نزدیک مذہب کا جوہر اخلاق ہے۔ سچائی، عدل، محبت، انسان دوستی اور خدمتِ خلق مذہبی زندگی کا اصل مقصد ہیں۔ *(David Kopf, The Brahmo Samaj)*

● ذات پات اور چھوا چھوت کی مخالفت:

برہم سماج پیدائشی ذات پات، چھوا چھوت اور سماجی امتیاز کی مخالفت کرتا ہے۔ تمام انسان خدا کی نظر میں برابر ہیں۔

(Kenneth W. Jones, Socio-Religious Reform Movements in British India)

● خواتین کے حقوق اور سماجی اصلاح:

برہم سماج خواتین کی تعلیم، بیواؤں کی شادی، کم عمری کی شادی کی مخالفت اور ستی کے خاتمے کا علمبردار رہا ہے۔

(Sen, Amiya P. Hindu Revivalism in Bengal: 18721905 .New Delhi: Oxford University Press, 1993)

● نجات (موکش) کا اخلاقی تصور:

برہم سماج کے نزدیک نجات کسی رسم یا قربانی سے نہیں بلکہ اخلاقی زندگی، خدا کی

معرفت اور انسانیت کی خدمت سے حاصل ہوتی ہے۔

(Raja Rammohan Roy, Theological Works)

برہم سماج میں عبادت کا طریقہ

۱۔سادہ اور بے رسم عبادت:

برہم سماج میں عبادت نہایت سادہ، باطنی اور غیر رسمی ہوتی ہے۔اس میں کسی قسم کی مورتی، بت، تصویر، قربانی، ہَون یا مخصوص پجاری کا تصور نہیں۔عبادت کا مرکز دل کی پاکیزگی اور خدا کی یاد ہے، نہ کہ ظاہری رسومات۔

(David Kopf, The Brahmo Samaj and the Shaping of the Modern Indian Mind)

۲۔نراکار یعنی ایک بے صورت خدا کی دعا:

عبادت صرف ایک خدا (برہم) کے لیے ہوتی ہے جو واحد، بے صورت اور ہمہ گیر ہے۔اجتماعی یا انفرادی دعا میں خدا سے ہدایت، اخلاقی قوت اور انسانیت کی خدمت کی توفیق مانگی جاتی ہے۔*(Raja Rammohan Roy, Theological Works)*

۳۔اجتماعی عبادت (ब्रह्म सभा):

برہم سماج میں ہفتہ وار اجتماعی عبادت ہوتی ہے جسے برہم سبھا (ब्रह्म सभा) کہا جاتا ہے۔اس میں: اُپنشدوں کے توحیدی اقتباسات، اخلاقی تعلیمات، خاموش دعا اور مراقبہ شامل ہوتے ہیں۔*(S. Radhakrishnan, Indian Philosophy, Vol. II)*

۴۔بھجن اور اخلاقی گیت:

عبادت کے دوران بھجن پڑھے جاتے ہیں، مگر یہ کسی دیوی یا دیوتا کی نہیں بلکہ ایک خدا کی حمد پر مشتمل ہوتے ہیں۔کیشب چندر سین کے دور میں اخلاقی اور اصلاحی گیتوں کو فروغ ملا۔*(Amiya P. Sen, Hindu Revivalism in Bengal)*

۵۔خاموش مراقبہ اور خود احتسابی:

برہم سماج میں خاموش مراقبہ (Silent Prayer) کو اہم سمجھا جاتا ہے، جس میں

انسان اپنے اعمال کا جائزہ لیتا ہے اور اخلاقی اصلاح کی نیت کرتا ہے۔

(Kenneth W. Jones, Socio-Religious Reform Movements in British India)

۶۔عبادت کا اخلاقی مقصد

برہم سماج کے نزدیک عبادت کا اصل مقصد: سچائی، عدل، محبت اور خدمتِ خلق ہے۔ اگر عبادت اخلاق میں تبدیلی نہ لائے تو وہ بے معنیٰ سمجھی جاتی ہے۔

(Raja Rammohan Roy, Theological Works)

برہم سماج میں عبادت کا طریقہ نہایت سادہ، باوقار اور رسموں سے پاک ہوتا ہے۔ عبادت عموماً برہم سماج کے عبادت خانہ (Brahmo Samaj / Brahmo Mandir Hall) میں کی جاتی ہے، تاہم ہر فرد کو یہ آزادی حاصل ہے کہ وہ گھر میں اکیلے بھی عبادت کر سکتا ہے۔ اس عبادت میں کسی مندر، مورتی، بت، ہَون یا پجاری کی ضرورت نہیں ہوتی، کیونکہ برہم سماج ایک بے صورت، واحد خدا کی عبادت کا قائل ہے۔ عبادت کا مقصد دل کی پاکیزگی، خدا کی یاد اور اخلاقی اصلاح ہوتا ہے۔

(Raja Rammohan Roy, Theological Works ; David Kopf, The Brahmo Samaj)

برہم سماج کی اجتماعی عبادت عموماً ہفتہ وار ہوتی ہے، جس میں مرد و عورت سب شریک ہوتے ہیں۔ اس عبادت کی قیادت کوئی موروثی پجاری نہیں کرتا بلکہ سماج کا کوئی تعلیم یافتہ رکن یا مقرر ناظمِ عبادت کے طور پر خدمات انجام دیتا ہے۔ عبادت کے دوران اُپنشدوں سے توحیدی اقتباسات پڑھے جاتے ہیں، ایک خدا کی حمد میں بھجن گائے جاتے ہیں اور کچھ وقت خاموش دعا اور مراقبہ کے لیے رکھا جاتا ہے، تاکہ ہر فرد اپنے اعمال پر غور کرے اور اخلاقی بہتری کا عزم کرے۔

(S. Radhakrishnan, Indian Philosophy, Vol. II; Amiya P. Sen, Hindu Revivalism in Bengal)

برہم سماج کی عبادت میں کسی خاص لباس، سمت یا جسمانی رسم کی پابندی نہیں۔ نہ دھوپ، دیپ، پھول، نذرانہ یا قربانی پیش کی جاتی ہے اور نہ ہی کسی خاص دن یا تاریخ

کو لازم سمجھا جاتا ہے۔ عبادت کے اختتام پر اکثر ایک مختصر اخلاقی نصیحت یا وعظ ہوتا ہے، جس میں سچائی، عدل، محبت، انسان دوستی اور خدمتِ خلق پر زور دیا جاتا ہے۔

اس طرح برہم سماج کی عبادت ایک ایسی عبادت ہے جو انسان کے کردار کو بہتر بنانے اور خدا سے باطنی تعلق قائم کرنے پر مرکوز رہتی ہے۔

(Kenneth W. Jones, Socio-Religious Reform Movements in British India)

برہم سماج کے اہم مراکز

برہم سماج کا سب سے اہم اور تاریخی مرکز کلکتہ (کولکاتا) ہے، جہاں 1828ء میں راجا رام موہن رائے نے اس تحریک کی بنیاد رکھی۔ بعد میں یہ تحریک بنگال کے مختلف شہروں، خصوصاً کلکتہ، شانتنی کیتن، کرشن نگر اور ڈھاکہ تک پھیلی۔

انیسویں صدی میں برہم سماج کے مراکز نے تعلیمی، سماجی اور فکری اصلاح میں نمایاں کردار ادا کیا۔ دیوندر ناتھ ٹیگور اور کیشب چندر سین کے ادوار میں یہ مراکز جدید تعلیم، خواتین کی اصلاح اور سماجی بیداری کے گڑھ بن گئے۔

(David Kopf, The Brahmo Samaj and the Shaping of the Modern Indian Mind)

برہم سماج کے مندر (عبادت خانے)

برہم سماج کے عبادت خانے کو عموماً برہمو مندر یا برہمو سماج ہال کہا جاتا ہے۔ ان میں سب سے مشہور آدی برہمو سماج مندر (Adi Brahmo Samaj)، کولکاتا میں واقع ہے، جو برہم سماج کا پہلا عبادت خانہ ہے۔

اسی طرح برہمو مندر، شانتنی کیتن (جو ٹیگور خاندان سے وابستہ ہے) اور ڈھاکہ و دیگر شہروں کے برہمو مندر بھی اہم سمجھے جاتے ہیں۔ ان عبادت خانوں میں کوئی مورتی یا مذہبی علامت نہیں ہوتی؛ صرف سادہ ہال، نشستیں اور کبھی توحیدی اقوال درج ہوتے ہیں۔

(S. Radhakrishnan, Indian Philosophy, Vol. II; Amiya P. Sen, Hindu Revivalism in Bengal)

برہم سماج کے تہوار

برہم سماج میں تہواروں کی حیثیت رسمی مذہبی رسم کے بجائے یادگاری اور اصلاحی ہوتی ہے۔ سب سے اہم تہوار برہم سماج استھاپنا دیوس ہے، جو ہر سال 20 اگست 1828ء کی یاد میں منایا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ راجا رام موہن رائے جینتی اور دیوندر ناتھ ٹیگور جینتی بھی منائی جاتی ہیں۔ بعض مقامات پر مگھ اُتسو اور پوش اُتسو جیسے اجتماعات ہوتے ہیں، جن میں دعا، اخلاقی خطبات اور فکری مجالس منعقد کی جاتی ہیں۔ ان تہواروں میں مورتی پوجا یا رسمیں شامل نہیں ہوتیں بلکہ تعلیم، اخلاق اور سماجی اصلاح پر زور دیا جاتا ہے۔

(Kenneth W. Jones, Socio-Religious Reform Movements in British India; David Kopf, The Brahmo Samaj)

برہم سماج کے عقائد کی تردید

۱۔ صرف عقل کو معیارِ دین قرار دینا

اسلام میں عقل کو بڑی اہمیت حاصل ہے، لیکن اسے وحی کے تابع رکھا گیا ہے۔ اگر عقل کو وحی پر حاکم بنا دیا جائے تو ہر شخص اپنی رائے کے مطابق دین کی نئی تعبیر کرنے لگے گا، جس سے دین کی اصل صورت باقی نہیں رہتی۔ (حوالہ: القرآن، سورۃ النساء:65؛ سورۃ الحشر:7)

۲۔ وحی کی قطعی حیثیت سے انکار

برہم سماج ویدوں کو لفظ بہ لفظ الہامی نہیں مانتا، جبکہ اسلام کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف ادوار میں اپنے انبیاء پر وحی نازل فرمائی اور آخری کامل وحی قرآن مجید ہے۔ (حوالہ: القرآن، سورۃ المائدہ:48؛ سورۃ الشوریٰ:51)

۳۔ نبوت اور اوتار کے مسئلے میں اختلاف

اگرچہ برہم سماج اوتار واد کی نفی کرتا ہے، لیکن وہ نبوت کے اسلامی تصور کو بھی قبول

نہیں کرتا۔ اسلام کے مطابق انسانوں کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا، اور حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔

(حوالہ: القرآن، سورۃ الأحزاب:40)

۴۔ نجات کا صرف اخلاق پر موقوف ہونا

اسلام میں نجات صرف اچھے اخلاق سے نہیں بلکہ صحیح عقیدہ، ایمان، عبادت اور اعمالِ صالحہ کے مجموعے سے حاصل ہوتی ہے۔ اخلاق ایمان کا حصہ ہے، مگر ایمان کا متبادل نہیں۔ (حوالہ: القرآن، سورۃ العصر؛ سورۃ البقرہ:25)

۵۔ عبادات کی حیثیت

برہم سماج عبادت کو زیادہ تر دعا اور اخلاق تک محدود کرتا ہے، جبکہ اسلام میں نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج اللہ تعالیٰ کی فرض عبادات ہیں، جنہیں ترک نہیں کیا جا سکتا۔

(حوالہ: القرآن، سورۃ البقرہ:43؛ سورۃ آل عمران:97)

۶۔ اسلام سے موافقت کے پہلو

یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ برہمو سماج کے بعض نظریات، جیسے ایک خدا پر ایمان، مورتی پوجا کی مخالفت، ذات پات کی نفی، اور سماجی اصلاح پر زور، اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ دکھائی دیتے ہیں۔

تاہم اسلام کے نزدیک صرف ان امور کی موافقت کافی نہیں، بلکہ مکمل ہدایت کے لیے اللہ کی وحی اور انبیاء علیہم السلام کی پیروی بھی ضروری ہے۔

اسلامی نقطۂ نظر سے برہمو سماج کی توحید، مورتی پوجا کی مخالفت اور سماجی اصلاح کے بعض پہلو قابلِ قدر ہیں، لیکن نبوت، وحی، عبادات اور نجات کے بارے میں اس کے نظریات اسلام کی بنیادی تعلیمات سے مختلف ہیں، اس لیے اسلام انہیں مکمل اور آخری ہدایت قرار نہیں دیتا۔

نرنکاری مشن کا تعارف

نرنکاری مشن (निरंकारी मिशन) سکھ مذہب کے اندر سے ابھرنے والی ایک اصلاحی وروحانی تحریک ہے، جس کا مرکزی نظریہ نرنکار (بے صورت خدا) کے تصور پر قائم ہے۔ اس تحریک کا مقصد سکھ مت کی اصل روحانی تعلیمات کو اجاگر کرنا اور رسم پرستی، ظاہری عبادات اور فرقہ وارانہ جمود سے دین کو پاک کرنا تھا۔ نرنکاری مشن اس بات پر زور دیتا ہے کہ خدا کو کسی شکل، مورتی یا محدود تصور میں مقید نہیں کیا جا سکتا۔

نرنکاری مشن کی ابتدا انیسویں صدی کے وسط میں پنجاب کے سماجی و مذہبی حالات کے تناظر میں ہوئی، جب سکھ معاشرہ مختلف رسوم، ذات پات اور ظاہری مذہبیت کی گرفت میں تھا۔ اس تحریک نے گرو گرنتھ صاحب کی تعلیمات کی روشنی میں توحید، اخلاقی زندگی اور روحانی بیداری پر زور دیا۔ نرنکاری مشن خود کو سکھ مت سے الگ مذہب نہیں بلکہ اس کی اصلاحی تحریک سمجھتا ہے۔

نرنکاری مشن کے مطابق حقیقی مذہب محض ظاہری کرم کانڈ، کیرتن یا رسوم کا نام نہیں بلکہ اندرونی پاکیزگی، خدا کی پہچان (گُرمُکھی میں: گیان) اور انسانی خدمت ہے۔ اس تحریک میں زور دیا جاتا ہے کہ جب تک انسان کو نرنکار کا گیان حاصل نہ ہو، عبادت محض رسم بن کر رہ جاتی ہے۔

نرنکاری مشن نے سکھ مذہب کے اس بنیادی اصول کو نمایاں کیا کہ خدا ایک ہے، بے صورت ہے اور ہر جگہ موجود ہے۔

اسی وجہ سے نرنکاری مشن نے مورتی پوجا، قبر پرستی اور انسانوں کو الوہی درجہ دینے کی مخالفت کی۔ بعد کے ادوار میں اس تحریک نے سماجی اصلاح، اخلاقی تربیت اور سادگی پر بھی زور دیا۔

بابا بوٹا سنگھ جی

نرنکاری مشن کے بانی بابا بوٹا سنگھ جی تھے، جنہوں نے اس تحریک کی بنیاد 1840ء کے لگ بھگ پنجاب کے علاقے میں رکھی۔ وہ ایک روحانی مزاج رکھنے والے سکھ تھے، جنہوں نے سکھ مت کی اصل تعلیمات خصوصاً ایک بے صورت خدا کے تصور بی کو عوام میں عام کرنے کی کوشش کی۔ بابا بوٹا سنگھ جی نے اپنے پیروکاروں کو رسموں اور ظاہری مذہبیت کے بجائے خدا کی پہچان اور اخلاقی زندگی کی دعوت دی۔

بابا بوٹا سنگھ جی کی تعلیمات کا محور یہ تھا کہ خدا کو پہچانے بغیر انسان کا مذہب ادھورا ہے۔ وہ گرو گرنتھ صاحب کو سکھوں کی واحد مستند مذہبی کتاب مانتے تھے اور گرومت کو توحید، عاجزی اور خدمتِ خلق کا دین قرار دیتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد نرنکاری مشن ان کے جانشینوں کے ذریعے آگے بڑھا اور بعد میں بابا گُربچن سنگھ اور بابا ہردیو سنگھ کے دور میں یہ تحریک زیادہ منظم صورت میں سامنے آئی۔

(The Construction of Religious Boundaries: Culture, Indentity, and Diversity in the Sikh Tradition, Oxford University press)
(Encylopaedia of Sikhism, Punjab University, Paitala)

نرنکاری مشن کے بنیادی مقاصد

۱۔ نرنکار (بے صورت خدا) کا شعور پیدا کرنا:

نرنکاری مشن کا بنیادی مقصد انسان کو ایک بے صورت، واحد خدا (نرنکار) کی پہچان کروانا ہے، جیسا کہ سکھ گرنتھ میں توحید کا تصور ملتا ہے۔

(Sri Guru Granth Sahib, Ang 1)

۲۔ رسم پرستی اور ظاہری مذہبیت کی اصلاح:

مشن کا مقصد مذہب کو محض رسومات، ظاہری عبادات اور توہمات سے پاک کر کے باطنی ایمان اور شعور کی طرف لانا ہے۔

(Harjot Oberoi, The Construction of Religious Boundaries)

۳۔گیان (خدا کی پہچان) کی تلقین:

نرنکاری مشن کے مطابق حقیقی عبادت گیان سے شروع ہوتی ہے؛ یعنی خدا کی معرفت کے بغیر عبادت ادھوری رہتی ہے۔

(Encyclopaedia of Sikhism, Punjabi University, Patiala)

۴۔اخلاقی زندگی اور کردار سازی:

سچائی، عاجزی، خدمتِ خلق، ضبطِ نفس اور بھائی چارہ بی یہ سب نرنکاری تعلیمات کے عملی مقاصد ہیں۔(J.S. Grewal, The Sikhs of the Punjab)

۵۔انسانی مساوات اور بھائی چارہ:

ذات پات، نسل، رنگ اور طبقاتی امتیاز کے خاتمے اور تمام انسانوں کی برابری کو فروغ دینا نرنکاری مشن کے اہم مقاصد میں شامل ہے۔

(Louis E. FenechW. H. McLeod, Historical Dictionary of Sikhism)

۶۔امن، رواداری اور عدمِ تشدد:

معاشرے میں امن، رواداری اور باہمی احترام کو فروغ دینا، اور تشدد و نفرت سے اجتناب کرنا مشن کا اہم ہدف ہے۔

(W. H. McLeod, Sikhism, London: Penguin Books, 1997)

۷۔انسانی خدمت کو عبادت بنانا

نرنکاری مشن کے نزدیک خدمتِ انسانیت (سیوا) خدا کی عبادت کا عملی اظہار ہے، جس کے ذریعے معاشرے میں خیر اور بھلائی پھیلتی ہے۔

(Harbans Singh, Encyclopaedia of Sikhism, Punjabi University, Patiala)

نرنکاری مشن میں عبادت کا طریقہ

نرنکاری مشن میں عبادت کا بنیادی تصور خدا کی پہچان (گیانِ نرنکار) پر قائم ہے۔ عبادت عموماً ستسنگ کی صورت میں کی جاتی ہے، جہاں نرنکار (بے صورت خدا) کا ذکر، گرو گرنتھ صاحب کے اشلوکات کی تلاوت، اخلاقی خطبات اور اجتماعی دعا شامل ہوتی ہے۔

اس عبادت میں کسی مورتی، تصویر یا ظاہری رسم کا وجود نہیں ہوتا۔ نرنکاری مشن کے مطابق حقیقی عبادت وہ ہے جو انسان کے باطن میں عاجزی، سچائی اور خدمتِ خلق پیدا کرے۔

(Encyclopaedia of Sikhism, Punjabi University, Patiala)

نرنکاری مشن کی اہم کتب

نرنکاری مشن کی بنیادی مذہبی کتاب سری گرو گرنتھ صاحب ہے، جسے وہ سکھ مت کی واحد مستند الہامی کتاب مانتے ہیں۔ اس کے علاوہ نرنکاری مشن کے بانی اور بعد کے روحانی رہنماؤں کے خطبات، اقوال اور پیغامات بھی تعلیمی اہمیت رکھتے ہیں، مگر انہیں گرو گرنتھ صاحب کے برابر درجہ حاصل نہیں۔ مشن کی تعلیمات پر مبنی تحریریں اور مجموعات بعد کے ادوار میں شائع کیے گئے، جن کا مقصد توحید، اخلاق اور انسانی خدمت کے پیغام کو عام کرنا ہے۔

(Sri Guru Granth Sahib. Amritsar: Shiromani Gurdwara Parbandhak Committee (SGPC) various editions)

(The Sikhs of the Punjab. Grewal, J. S. The Sikhs of the Punjab. New Delhi: Cambridge University Press, 1998)

نرنکاری مشن کا اہم مرکز

نرنکاری مشن کا مرکزی صدر مقام دہلی میں واقع ہے، جہاں سے اس کی تنظیمی، تعلیمی اور سماجی سرگرمیوں کی رہنمائی کی جاتی ہے۔ تاریخی اعتبار سے اس تحریک کا آغاز پنجاب میں ہوا، مگر وقت کے ساتھ اس کا مرکز دہلی منتقل ہو گیا۔ آج نرنکاری مشن کے مراکز ہندوستان کے مختلف شہروں کے علاوہ بیرونِ ملک بھی قائم ہیں، جہاں ست سنگ، سماجی خدمت اور اخلاقی تربیت کے پروگرام منعقد ہوتے ہیں۔

(Historical Dictionary of Sikhism,3rd ed. Maryland: Rowman Littlefield, 2014)

(Encyclopaedia of Sikhism. 4 Vols. Patiala: Punjabi University, 1992-1998)

نرنکاری مشن کے تہوار

نرنکاری مشن میں تہواروں کی نوعیت رسمی مذہبی رسومات کے بجائے یادگاری اور

روحانی اجتماعات پر مشتمل ہوتی ہے۔ سب سے اہم موقع نرنکاری مشن کا سالانہ ست سنگ سمّیلن ہے، جس میں ہزاروں عقیدت مند شرکت کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ مشن کے بانی اور روحانی رہنماؤں کی یاد میں تقاریب منعقد کی جاتی ہیں۔ عام سکھ تہوار جیسے گرو نانک جینتی بھی نرنکاری مشن میں روحانی پیغام اور اخلاقی تعلیمات کے ساتھ منائے جاتے ہیں، بغیر کسی رسم پرستی کے۔

(Sikhism. McLeod, W. H. Sikhism. London: Penguin Books, 1997)
(The Construction of Religious Boundaries: Culture, Identity, and Diversity in the Sikh Tradition. New Delhi: Oxford University Press, 1994)

نرنکاری مشن کے عقائد کی تردید

۱۔ تصورِ توحید میں بنیادی فرق

اگرچہ نرنکاری مشن ایک بے صورت خدا (نرنکار) پر ایمان رکھتا ہے، لیکن اس کا تصورِ خدا اسلامی عقیدۂ توحید سے مختلف ہے۔ اسلام میں توحید کی بنیاد صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت، اس کی صفات اور اس کے احکام کو ماننے پر ہے، جبکہ نرنکاری مشن کا تصور سکھ مذہب کی تعلیمات پر مبنی ہے۔ (حوالہ: القرآن، سورۃ الاِخلاص: 1-4)

۲۔ نبوت کا انکار

اسلام کے مطابق اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے انبیائے کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔ نرنکاری مشن اسلامی تصورِ نبوت کو قبول نہیں کرتا، اس لیے اس کا نظریۂ ہدایت اسلام سے مختلف ہے۔

(حوالہ: القرآن، سورۃ الأحزاب: 40)

۳۔ وحی اور آسمانی کتاب

اسلام میں قرآن مجید آخری اور محفوظ الہامی کتاب ہے، جبکہ نرنکاری مشن اپنی مذہبی بنیاد سری گرو گرنتھ صاحب پر رکھتا ہے۔ اسلام کے نزدیک قرآن کے بعد کوئی نئی

الہامی کتاب نازل نہیں ہوئی۔ (حوالہ: القرآن، سورۃ المائدہ:3، 48)

۴۔ نجات کا تصور

نرنکاری مشن نجات کو خدا کی پہچان، اخلاق اور خدمتِ خلق سے وابستہ کرتا ہے، جبکہ اسلام کے مطابق نجات ایمان، توحید، اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اعمالِ صالحہ کے مجموعے سے حاصل ہوتی ہے۔ (حوالہ: القرآن، سورۃ العصر؛ سورۃ البقرہ:25)

۵۔ عبادات میں اختلاف

نرنکاری مشن کی عبادت کا مرکز ست سنگ، روحانی خطبات اور اجتماعی دعا ہے، جبکہ اسلام نے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج جیسی عبادات کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض قرار دیا ہے، جن کا کوئی متبادل نہیں۔ (حوالہ: القرآن، سورۃ البقرہ:43؛ سورۃ آل عمران:97)

اسلامی نقطۂ نظر سے نرنکاری مشن کی بعض تعلیمات، جیسے ایک خدا پر زور، اخلاق، خدمتِ خلق، مساوات اور رسم پرستی کی مخالفت، قابلِ قدر ہیں؛ تاہم نبوت، وحی، عبادات اور نجات کے بارے میں اس کے نظریات اسلام کی بنیادی تعلیمات سے مختلف ہیں۔ اس لیے اسلام کے مطابق مکمل ہدایت صرف اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ وحی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پیروی میں ہے۔

رام کرشن مشن کا تعارف

شری رام کرشن پرمہنس (1836ء-1886ء) انیسویں صدی کے عظیم ہندو صوفی، روحانی استاد اور صوفیانہ مزاج کے حامل سنت تھے۔ ان کی پیدائش کمارپکُر (بنگال) میں ایک غریب مگر مذہبی گھرانے میں ہوئی۔ انہوں نے اپنی روحانی زندگی زیادہ تر داکشنیشور کالی مندر میں گزاری، جہاں وہ پجاری بھی رہے۔ رام کرشن پرمہنس کی سب سے نمایاں تعلیم یہ تھی کہ تمام مذاہب سچائی تک پہنچنے کے راستے ہیں۔ انہوں نے ہندومت کے مختلف

مکاتبِ فکر کے ساتھ ساتھ اسلام اور عیسائیت پر بھی عملی روحانی تجربات کیے اور اس نتیجے پر پہنچے کہ ہر مذہب انسان کو ایک ہی حقیقت کی طرف لے جاتا ہے۔

ان کی یہ تعلیم ہندوستان میں مذہبی ہم آہنگی کا سنگِ میل سمجھی جاتی ہے۔ رام کرشن پرمہنس نے رسمی فلسفہ کم اور ذاتی روحانی تجربے پر زیادہ زور دیا۔ ان کی تعلیمات بعد میں ان کے شاگرد سوامی وویکانند نے منظم انداز میں دنیا کے سامنے پیش کیں، جس کے نتیجے میں رام کرشن مشن وجود میں آیا۔ رام کرشن پرمہنس خود کسی تنظیم کے بانی نہیں تھے، مگر ان کی فکر اس مشن کی روح ہے۔

رام کرشن مشن (रामकृष्ण मिशन) ہندوستان کی ایک معروف روحانی، مذہبی اور سماجی خدمت کی تنظیم ہے جس کی بنیاد 1897ء میں سوامی وویکانند نے رکھی۔ یہ مشن بنیادی طور پر اپنے روحانی مرشد سری رام کرشن پرمہنس کی تعلیمات کا عملی اظہار ہے۔ رام کرشن مشن کا مقصد مذہبی ہم آہنگی، روحانی بیداری اور انسانیت کی خدمت کو یکجا کرنا ہے، جس کا مشہور اصول ہے:

शिव ज्ञाने जीव सेवा

ترجمہ: خدا کو تمام جانداروں میں دیکھ کر انسانیت کی خدمت کرنا۔

(Vivekananda, Swami. The Complete Works of Swami Vivekananda. Vol. 7. Kolkata: Advaita Ashrama, various editions page 265-272)

(Isherwood, Christopher. Ramakrishna and His Disciples, New York: Simon and Schuster, 1965 page 312-318)

رام کرشن مشن کسی ایک فرقے یا مذہبی رسم کا پابند نہیں بلکہ یہ ویدانت (Vedanta) کی تعلیمات، خصوصاً ادویت ویدانت پر قائم ہے۔ اس کے مطابق حقیقتِ مطلق ایک ہی ہے، مگر اس تک پہنچنے کے راستے مختلف ہو سکتے ہیں۔ اسی بنا پر رام کرشن مشن تمام مذاہب کے احترام اور مذہبی رواداری پر زور دیتا ہے۔

رام کرشن مشن کا ایک نمایاں پہلو اس کی سماجی و تعلیمی خدمات ہیں۔ یہ مشن

ہندوستان اور بیرونِ ملک اسکول، کالج، اسپتال، ڈسپنسریاں، یتیم خانے اور قدرتی آفات میں امدادی سرگرمیاں انجام دیتا ہے۔ تعلیم، صحت اور خدمتِ خلق کو روحانیت کا لازمی حصہ سمجھا جاتا ہے۔

مشن کی تنظیمی ساخت رام کرشن آرڈر (Ramakrishna Order) کے ذریعے چلتی ہے، جو ایک سنیاسی برادری ہے۔ یہ سنیاسی ذاتی زندگی ترک کر کے خدمتِ انسانیت اور روحانی تربیت کے لیے خود کو وقف کرتے ہیں۔ مشن کا مرکزی صدر مقام بیلور مٹھ (Belur Math)، مغربی بنگال میں واقع ہے۔

(Swami Vivekananda, The Complete Works of Swami Vivekananda, Page 210-218)

(Nikhilananda, Swami. The Life of Ramakrishna. Kolkata: Advaita Ashrama, various editions Page 285-292)

رام کرشن مشن ایک ممتاز روحانی، مذہبی اور سماجی خدمت کی تنظیم ہے جس کی بنیاد 1897ء میں سوامی وویکانند نے رکھی۔ یہ مشن دراصل اپنے روحانی مرشد سری رام کرشن پرمہنس کی تعلیمات کا عملی اور منظم اظہار ہے۔ رام کرشن مشن کا بنیادی مقصد انسان کی روحانی بیداری کے ساتھ ساتھ معاشرتی خدمت ہے، جسے مشن کے معروف اصول (ہر جاندار میں خدا کو دیکھ کر اس کی خدمت کرنا) سے واضح کیا جاتا ہے۔

رام کرشن مشن کی فکری بنیاد ویدانت فلسفہ خصوصاً ادویت ویدانت پر قائم ہے، مگر یہ کسی ایک مذہبی فرقے تک محدود نہیں۔ اس مشن کے مطابق حقیقتِ مطلق ایک ہے، مگر اس تک پہنچنے کے راستے مختلف ہو سکتے ہیں، اسی لیے رام کرشن مشن تمام مذاہب کے احترام اور ہم آہنگی پر زور دیتا ہے۔ مذہبی رواداری اور روحانی تجربے کو اس مشن میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

رام کرشن مشن کا نمایاں پہلو اس کی سماجی، تعلیمی اور فلاحی خدمات ہیں۔ یہ مشن ہندوستان اور دنیا کے کئی ممالک میں اسکول، کالج، اسپتال، ڈسپنسریاں، یتیم خانے اور

قدرتی آفات میں امدادی مراکز چلاتا ہے۔ مشن کے نزدیک خدمتِ خلق محض سماجی کام نہیں بلکہ ایک روحانی عبادت ہے۔

سوامی وویکانند (1863ء-1902ء) انیسویں صدی کے عظیم ہندوستانی مفکر، مصلح اور رام کرشن مشن کے بانی تھے۔ ان کا اصل نام نریندر ناتھ دت تھا۔ وہ سری رام کرشن پرمہنس کے خاص شاگرد تھے، جنہوں نے مرشد کی تعلیمات کو عالمی سطح پر متعارف کرایا۔ 1893ء میں شکاگو کے عالمی مذاہب کے اجلاس میں ان کی تاریخی تقریر نے مشرقی روحانیت کو مغرب میں ایک نئی پہچان دی۔

سوامی وویکانند کا پیغام محض روحانی نہیں بلکہ عملی اور انقلابی تھا۔ وہ قوم کی تعمیر کو روحانی بیداری سے جوڑتے تھے اور نوجوانوں کو قوتِ کردار، خود اعتمادی اور خدمتِ انسانیت کا درس دیتے تھے۔ ان کے نزدیک مذہب وہ ہے جو انسان کو مضبوط، بااخلاق اور خدمت گزار بنائے۔

انہی افکار کی بنیاد پر انہوں نے رام کرشن مشن کو ایک منظم ادارے کی شکل دی۔ سوامی وویکانند کی مختصر مگر مؤثر زندگی نے ہندوستان کی فکری نشاۃِ ثانیہ اور جدید مذہبی شعور پر گہرے اثرات چھوڑے۔

(The Complete Works of Swami Vivekananda, Swami Vivekananda, Vols. I, Page 3-25, Vol. V page 95-110)
(Swami Nikhilananda, Sri Ramakrishna: A Biography, Page 240-260)

رام کرشن مشن کے عقائد و تعلیمات

رام کرشن مشن کے عقائد کی بنیاد ویدانت فلسفہ خصوصاً ادویت ویدانت پر قائم ہے، جس کے مطابق حقیقتِ مطلق (برہمن) ایک ہی ہے، مگر اس تک پہنچنے کے راستے مختلف ہو سکتے ہیں۔ اسی تصور کی بنیاد پر رام کرشن مشن یہ تعلیم دیتا ہے کہ تمام مذاہب سچائی تک پہنچنے کے جائز راستے ہیں۔

یہ نظریہ مشن کے روحانی پیشوا سری رام کرشن پرمہنس کے ذاتی روحانی تجربات پر مبنی ہے، جنہوں نے ہندومت کے مختلف مکاتبِ فکر کے ساتھ ساتھ اسلام اور عیسائیت میں بھی روحانی سچائی کو یکساں طور پر پایا۔

(Nikhilananda, Swami. Sri Ramakrishna: A Biography. Kolkata: Advaita Ashrama, various editions, pp. 156-170)
(Rolland, Romain. The Life of Ramakrishna, page 180-196)

رام کرشن مشن کی ایک بنیادی تعلیم یہ ہے کہ خدمتِ انسانیت ہی عبادت ہے۔ مشن کا مشہور اصول: 'شیو گیان سے جیو اسیوا' ''शिव ज्ञाने जीव सेवा''۔

اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ خدا کو انسانوں میں دیکھ کر ان کی خدمت کرنا ہی حقیقی مذہب ہے۔ اس لیے رام کرشن مشن میں روحانیت اور سماجی خدمت کو ایک دوسرے سے جدا نہیں سمجھا جاتا۔

(Vivekananda, Swami. The Complete Works of Swami Vivekananda. Vol. V Kolkata: Advaita Ashrama, various editions page 105-108)

رام کرشن مشن میں عبادت کا طریقہ

رام کرشن مشن میں عبادت کا طریقہ سادہ، باطنی اور غیر رسم پرستانہ ہے۔ عبادت عموماً مشن کے مراکز میں اجتماعی دعا، ویدانتک خطبات، بھجن اور خاموش مراقبہ کی صورت میں ہوتی ہے۔ کسی خاص مورتی پوجا یا لازمی رسم کا پابند نہیں کیا جاتا، اگرچہ رام کرشن مشن کے مندروں میں سری رام کرشن، ماں شاردہ اور سوامی وویکانند کی تصویریں موجود ہوتی ہیں، جنہیں علامتی اور ترغیبی حیثیت حاصل ہے، نہ کہ بطور معبود۔

(Vivekananda, Swami. The Complete Works of Swami Vivekananda. Vol. I. Kolkata: Advaita Ashrama, various editions page 124-138)
(Radhakrishnan, S. Indian Philosophy. Vol. II. London: George Allen Unwin Ltd., 1927 page 312-320)

عبادت میں زور اس بات پر دیا جاتا ہے کہ انسان اپنی فطرت کو پاک کرے، خود احتسابی کرے اور اخلاقی قوت پیدا کرے۔ سنیاسیوں کے لیے مراقبہ، جپ اور مطالعۂ

ویدانت لازم ہے، جب کہ عام افراد کے لیے سادہ دعا اور نیک اعمال کو کافی سمجھا جاتا ہے۔

(Sri Ramakrishna: A Biography, Kolkata: Advaita Ashrama, various editions, page 214-220)

رام کرشن مشن کے تہوار

رام کرشن مشن میں تہوار رسمی مذہبی جشن سے زیادہ روحانی یادگاری مواقع ہوتے ہیں۔ سب سے اہم تہوار سری رام کرشن جینتی، سوامی وویکانند جینتی (نیشنل یوتھ ڈے) اور ماں شاردہ دیوی جینتی ہیں۔

ان مواقع پر خصوصی دعائیں، روحانی خطبات، بھجن اور خدمتِ خلق کے پروگرام منعقد کیے جاتے ہیں۔

(Swami Vivekananda: The Complete Works of Swami Vivekananda, Vol. IV. Kolkata: Advaita Ashrama, various editions, page 135-142)
(Rolland, Romain, The Life of Ramakrishna, Translated by E. F. Malcolm-Smith. Kolkata: Advaita Ashrama, 1929, page 287-295)

رام کرشن مشن کے اہم مراکز

رام کرشن مشن کا مرکزی صدر مقام بیلور مٹھ (Belur Math)، مغربی بنگال میں دریائے ہگلی کے کنارے واقع ہے، جو اس مشن کا انتظامی اور روحانی مرکز ہے۔ اس کے علاوہ داکشنیشور کالی مندر (جہاں سری رام کرشن پرمہنس نے طویل عرصہ گزارا) بھی روحانی لحاظ سے نہایت اہم مقام رکھتا ہے۔

(Sri Ramakrishna: A Biography. Kolkata: Advaita Ashrama, various editions, pp. 45-60, 250-258)

ہندوستان اور بیرونِ ملک رام کرشن مشن کے سینکڑوں مراکز قائم ہیں، جن میں چنئی، دہلی، ممبئی، وارانسی، شکاگو، لندن اور دیگر شہروں کے مراکز شامل ہیں۔ یہ مراکز تعلیم، صحت، آفات میں امداد اور روحانی تربیت کے میدان میں سرگرم ہیں۔

(The Complete Works of Swami Vivekananda. Vol. VI, page 145-158)
(S. Radhakrishnan, Indian Philosophy, Vol. II, page 325-330)

رام کرشن مشن کی اہم کتب

۱۔شری رام کرشن کی انجیل (The Gospel of Sri Ramakrishna)

یہ کتاب مہندر ناتھ گپتا (جو ایم کے نام سے معروف) نے مرتب کی، جس میں سری رام کرشن پرمہنس کے اقوال، مکالمات اور روحانی تعلیمات محفوظ ہیں۔ اسے رام کرشن کی تعلیمات کا مستند اور بنیادی ماخذ سمجھا جاتا ہے۔

۲۔سوامی وویکانند کے مکمل خطبات وتحریریں (The Complete Works of Swami Vivekananda)

آٹھ جلدوں پر مشتمل یہ مجموعہ وویکانند کے خطبات، مضامین، خطوط اور افکار پر مشتمل ہے۔ رام کرشن مشن کے فلسفہ، خدمتِ انسانیت اور ویدانت کی عملی تعبیر اسی میں واضح ہوتی ہے۔

۳۔شری رام کرشن: ایک سوانح (Sri Ramakrishna: A Biography)

سوامی نکھلا نند کی یہ تصنیف شری رام کرشن کی زندگی، روحانی تجربات اور تعلیمات کو مستند تاریخی انداز میں پیش کرتی ہے۔

۴۔دی لائف آف رام کرشن (The Life of Ramakrishna)

رومن رولان کی یہ کتاب مغربی علمی روایت میں رام کرشن کی شخصیت اور آفاقی روحانیت کا تعارف کراتی ہے۔

۵۔وویکانند: اے بایوگرافی (Vivekananda: A Biography)

سوامی نکھلا نند کی یہ کتاب سوامی وویکانند کی زندگی، افکار اور عالمی اثرات کا جامع جائزہ پیش کرتی ہے۔

۶۔ویدانت فلسفہ اور جدید دنیا (Vedanta and the Modern World)

یہ مجموعہ رام کرشن مشن کے ویدانتک نقطۂ نظر اور جدید سماجی مسائل کے باہمی تعلق

کو واضح کرتا ہے۔

رام کرشن مشن کے نظریات کی تردید

رام کرشن مشن کے نظریات کی تردید درج ذیل ہے:

۱۔تمام مذاہب کو حق ماننے کا نظریہ

رام کرشن مشن کہتا ہے کہ تمام مذاہب حق تک پہنچنے کے راستے ہیں، جبکہ اسلام کے مطابق اللہ کے نزدیک مقبول دین اسلام ہے۔(حوالہ: آل عمران:19،85)

۲۔ادویت ویدانت کا تصور

رام کرشن مشن کے نزدیک برہمن اور کائنات کی حقیقت ایک ہے، جبکہ اسلام خالق اور مخلوق کے درمیان واضح فرق قائم کرتا ہے۔(حوالہ:الشوریٰ:11،الإخلاص:1-4)

۳۔نبوت کا انکار

اسلام کے مطابق ہدایت کا راستہ انبیاء علیہم السلام کے ذریعے آتا ہے، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں، جبکہ رام کرشن مشن اسلامی نبوت کو لازم نہیں مانتا۔
(حوالہ:الأحزاب:40)

۴۔وحی اور قرآن کی حیثیت

رام کرشن مشن ویدانت اور مختلف مذہبی تجربات کو رہنمائی کا ذریعہ مانتا ہے، جبکہ اسلام کے نزدیک قرآن آخری، محفوظ اور مکمل وحی ہے۔(حوالہ:المائدہ:3،الحجر:9)

۵۔نجات کا تصور

رام کرشن مشن نجات کو روحانی تجربہ، مراقبہ اور خدمتِ خلق سے جوڑتا ہے، جبکہ اسلام میں نجات ایمان، توحید، اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اعمالِ صالحہ سے حاصل ہوتی ہے۔(حوالہ:العصر:1-3،البقرہ:25)

۶۔عبادت کا فرق

رام کرشن مشن میں بھجن، مراقبہ اور ویدانتک خطبات کو عبادت سمجھا جاتا ہے، جبکہ اسلام میں نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج فرض عبادات ہیں۔(حوالہ:البقرہ:43،آل عمران:97)

رام کرشن مشن کی بعض باتیں، جیسے خدمتِ خلق، اخلاق اور مذہبی رواداری قابلِ قدر ہیں، مگر توحید، نبوت، وحی، عبادت اور نجات کے بارے میں اس کے نظریات اسلام کی بنیادی تعلیمات سے مختلف ہیں۔

پرجاپتا برہما کماری مت کا تعارف

پرجا پتا برہما کماری مت (प्रजापिता ब्रह्माकुमारी मत) کے بانی لکھراج کرپالانی (1876ء-1969ء) تھے، جو بعد میں اپنے پیروکاروں میں برہما بابا کے نام سے معروف ہوئے۔ان کی پیدائش حیدرآباد سندھ (برطانوی ہندوستان؛ موجودہ پاکستان) میں ایک متوسط مگر خوشحال تجارتی خاندان میں ہوئی۔ابتدائی زندگی میں وہ ہیروں کے تاجر تھے اور کاروباری اعتبار سے ایک کامیاب شخصیت سمجھے جاتے تھے، مگر روحانی رجحان بچپن ہی سے ان کے مزاج میں موجود تھا۔

1930ء کی دہائی میں لکھراج کرپالانی کو سلسلہ وار روحانی تجربات اور مکاشفات ہوئے، جنہیں انہوں نے دنیا کی اخلاقی زبوں حالی، روحانی زوال اور ایک نئے روحانی دور کی آمد سے تعبیر کیا۔

انہی تجربات کے نتیجے میں انہوں نے 1937ء میں ایک روحانی جماعت کی بنیاد رکھی، جو ابتدا میں اوم منڈلی کہلائی اور بعد میں پرجاپتا برہما کماری ایشوریہ وشوودیالیہ کے نام سے معروف ہوئی۔

لکھراج کرپالانی نے خود کو خدا نہیں کہا، بلکہ یہ تعلیم دی کہ خدا (شیو) ایک الگ،

بے صورت نورانی ہستی ہے جو روحانی علم کے ذریعے انسانیت کی رہنمائی کرتا ہے۔ ان کے نزدیک وہ خود ایک آلہ یا ذریعہ تھے جس کے ذریعے الٰہی علم منتقل ہوا۔ اسی تصور کی بنا پر انہیں پرجاپتا برہما (روحانی باپ) کہا گیا۔

ان کے نظریات میں روح اور جسم کی جدائی، راج یوگ دھیان، اخلاقی پاکیزگی، برہمچریہ، عدم تشدد اور خواتین کی قیادت مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔ خاص طور پر خواتین کو روحانی و تنظیمی قیادت دینا اس دور میں ایک انقلابی قدم تھا، جس نے برہما کماری تحریک کو ایک منفرد شناخت دی۔

لکھراج کرپالانی نے اپنی زندگی کا آخری حصہ ماؤنٹ ابو (راجستھان) میں گزارا، جو بعد میں برہما کماری مت کا عالمی مرکز بنا۔ ان کا انتقال 1969ء میں ہوا، مگر ان کی قائم کردہ تحریک آج ایک عالمی تنظیم کی حیثیت سے سرگرم ہے، جو روحانی تربیت، عالمی امن اور اخلاقی اصلاح کے میدان میں کام کر رہی ہے۔

(The World Renewal Movement: The History and Philosophy of the Brahma Kumaris, Delhi, Motilal Banarsidass Publishers, 2002, p.15-48)

(Encyclopaedia of Indian Religions, New Religious Movements, Dordrecht, Springer, 2017, p. 95-108)

(The Brahma Kumaris as a Global New Religious Movement, New Delhi, Oxford University Press, 2014, p. 22-41)

پرجاپتا برہما کماری مت ہندوستان کی ایک معروف روحانی و اصلاحی تحریک ہے جس کی بنیاد 1937ء میں حیدرآباد سندھ (موجودہ پاکستان) میں رکھی گئی۔ اس تحریک کو عام طور پر برہما کماری کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس کا مقصد انسان کو روحانی خود شناسی، اخلاقی پاکیزگی اور عالمی امن کی طرف رہنمائی فراہم کرنا ہے۔ برہما کماری مت خود کو روایتی مذہب کے بجائے ایک روحانی راج یوگ تحریک قرار دیتا ہے۔

فکری بنیاد

اس تحریک کی فکری بنیاد روح (آتما) اور خدا (پرماتما) کے واضح امتیاز پر قائم

ہے۔ برہما کماری مت کے مطابق روح ایک نورانی ہستی ہے جو جسم سے الگ ہے، جب کہ خدا ایک بے صورت نور ہے جسے شیو بابا کہا جاتا ہے۔ خدا کسی اوتار یا جسم میں حلول نہیں کرتا بلکہ مخصوص روحانی دور میں علم کے ذریعے انسانوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ اس تصور میں مورتی پوجا اور رسم پرستی کی نفی کی جاتی ہے۔

برہما کماری مت میں راج یوگ دھیان کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، جس کے ذریعے روحانی طاقت، ذہنی سکون اور اخلاقی ضبط پیدا کیا جاتا ہے۔ اس یوگ میں جسمانی آسنوں کے بجائے ذہنی یکسوئی، پاکیزہ فکر اور خدا کی یاد پر زور دیا جاتا ہے۔ اس کے مطابق حقیقی عبادت اندرونی اصلاح اور کردار سازی سے وابستہ ہے۔

سماجی اصلاح

اس تحریک کا ایک نمایاں پہلو اخلاقی و سماجی اصلاح ہے۔ برہما کماری مت پاکیزگی (برہمچریہ)، سادگی، عدمِ تشدد، نشہ سے پرہیز اور خواتین کی قیادت پر زور دیتا ہے۔ دنیا بھر میں اس تحریک کے مراکز زیادہ تر خواتین کے زیرِ انتظام ہیں، جو جدید مذہبی تحریکوں میں ایک منفرد خصوصیت ہے۔

آج برہما کماری مت ایک عالمی تحریک بن چکا ہے، جس کے مراکز ہندوستان سمیت دنیا کے تقریباً 120 سے زائد ممالک میں قائم ہیں۔

اس کا مرکزی عالمی ہیڈ کوارٹر ماؤنٹ ابو (راجستھان) میں واقع ہے، جہاں روحانی تربیت، عالمی امن کانفرنسیں اور مراقبہ پروگرام منعقد کیے جاتے ہیں۔ اقوامِ متحدہ کے ساتھ بھی یہ ادارہ عالمی امن اور اخلاقی اقدار کے فروغ کے لیے وابستہ رہا ہے۔

(The World Renewal Movement: The History and Philosophy of the Brahma Kumaris. Delhi, Motilal Banarsidass Publishers, 2002, p.12-55)

(Encyclopaedia of Indian Religions : New Religious Movements, Dordrecht, Springer, 2017, p. 95-112)

(The Brahma Kumaris as a Global New Religious Movement. New Delhi, Oxford

University Press, 2014, p. 20-48)
(Official Publications of the Brahma Kumaris World Spiritual University, Mount Abu, Rajasthan, various editions, especially "Rajyoga Meditation Course" and "Who Am I" booklets, page 5-30)

پرجاپتا برہما کماری مت کے مقاصد

پرجاپتا برہما کماری مت کے بنیادی مقاصد میں انسان کو روحانی خود شناسی کی طرف متوجہ کرنا سرفہرست ہے۔ اس تحریک کے مطابق دنیا کے مسائل کی اصل جڑ انسان کی روحانی غفلت ہے، اس لیے مقصد یہ ہے کہ انسان خود کو جسم نہیں بلکہ روح (آتما) سمجھے۔ اس روحانی بیداری کے ذریعے فرد میں امن، صبر اور اخلاقی طاقت پیدا کی جائے، جو بالآخر خاندان، معاشرے اور عالمی سطح پر امن کا سبب بنے۔

(The World Renewal Movement : The History and Philosophy of the Brahma Kumaris, Delhi, Motilal Banarsidass Publishers, 2002, Page 35-48)

ایک اہم مقصد اخلاقی و سماجی اصلاح ہے۔ برہما کماری مت دنیا میں بڑھتے ہوئے تشدد، بدعنوانی، نفسانی خواہشات اور اخلاقی زوال کو انسان کے اندرونی بگاڑ کا نتیجہ سمجھتا ہے۔ اس لئے یہ تحریک پاکیزگی، عدمِ تشدد، سچائی اور سادگی کو فروغ دے کر ایک ایسے معاشرے کی تشکیل چاہتی ہے جو روحانی اقدار پر قائم ہو۔

(The Brahma Kumaris as a Global New Religious Movement, New Delhi, Oxford University Press, 2014, p. 52-60)

اس تحریک کا ایک نمایاں مقصد عالمی امن اور عالمی روحانی بیداری ہے۔ برہما کماری مت کے مطابق حقیقی امن سیاسی یا عسکری طاقت سے نہیں بلکہ انسانوں کے باطن کی تبدیلی سے آتا ہے۔

اسی لیے یہ تحریک عالمی سطح پر مراقبہ، امن کانفرنسوں اور اخلاقی تربیت کے پروگراموں کے ذریعے دنیا میں مثبت شعور پھیلانے کو اپنا مقصد قرار دیتی ہے۔

(Encyclopaedia of Indian Religions: New Religious Movements, Dordrecht, Springer, 2017, p. 102-108)

پرجاپتا برہما کماری مت کی تعلیمات

برہما کماری مت کی تعلیمات کی بنیاد روح اور خدا کے امتیاز پر قائم ہے۔ اس کے مطابق ہر انسان ایک ازلی روح ہے جو جسم سے الگ ہے، جبکہ خدا ایک بے صورت، نورانی ہستی ہے جسے شیو کہا جاتا ہے۔ خدا کسی اوتار کی شکل میں نہیں آتا بلکہ روحانی علم کے ذریعے انسانیت کی رہنمائی کرتا ہے۔

(Official Publications, Brahma Kumaris World Spiritual University, especially 'Who Am I' and 'Rajyoga Meditation Course'; page 8-25)

اس تحریک میں راج یوگ دھیان کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، جس کے ذریعے روح خود کو خدا سے جوڑتی ہے۔ یہ یوگ جسمانی آسنوں پر نہیں بلکہ ذہنی یکسوئی، خدا کی یاد اور پاکیزہ فکر پر مبنی ہے۔ راج یوگ کے ذریعے ذہنی سکون، کردار کی مضبوطی اور روحانی طاقت حاصل کرنے کی تعلیم دی جاتی ہے۔

(The World Renewal Movement : The History and Philosophy of the Brahma Kumaris, Delhi, Motilal Banarsidass Publishers, 2002, Page 60-78)

برہما کماری مت کی تعلیمات میں پاکیزگی (برہمچر یہ)، نشہ سے پرہیز، سادہ طرزِ زندگی اور خواتین کی روحانی قیادت کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ تحریک اس بات پر زور دیتی ہے کہ حقیقی مذہب رسموں میں نہیں بلکہ انسان کے کردار اور عمل میں ظاہر ہونا چاہیے۔

(Modern Religious Movements in South Asia, London: Routledge, 2013, p.132-145)

برہما کماری مت میں عبادت کا طریقہ

برہما کماری مت میں عبادت کا بنیادی طریقہ راج یوگ دھیان ہے۔ اس عبادت میں کسی مورتی، تصویر، ہَون یا جسمانی رسم کا استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ انسان خاموشی کے ساتھ خود کو روح (آتما) سمجھ کر بے صورت خدا (شیو) کو یاد کرتا ہے۔ یہ عبادت زیادہ تر صبح کے وقت امرت ویلا میں کی جاتی ہے، جسے روحانی یکسوئی کے لیے سب سے موزوں وقت مانا جاتا ہے۔ راج یوگ کا مقصد ذہنی سکون، اخلاقی ضبط اور روحانی طاقت حاصل کرنا

ہے، اور اسی کو حقیقی عبادت قرار دیا جاتا ہے۔

(The World Renewal Movement : The History and Philosophy of the Brahma Kumaris, Delhi, Motilal Banarsidass Publishers, 2002, Page 72-85)
(Official Publications, Brahma Kumaris World Spiritual University, especially 'Who Am I' and 'Rajyoga Meditation Course', page 10-28)

پرجاپتا برہما کماری مت کی اہم کتب

برہما کماری مت کی بنیادی تعلیمات بانی لکھراج کرپالانی (برہما بابا) کے اقوال اور روحانی خطبات پر مشتمل ہیں، جو بعد میں تحریری صورت میں مرتب کیے گئے۔ ان میں سب سے اہم مجموعہ مورلی کہلاتا ہے، جس میں خدا کی طرف منسوب روحانی تعلیمات شامل ہیں۔ اس کے علاوہ راج یوگ، روحانی خود شناسی اور عالمی امن پر مشتمل کتب و کتابچے شائع کیے جاتے ہیں، جن کا مقصد عملی روحانیت کو عام کرنا ہے۔

(The World Renewal Movement : The History and Philosophy of the Brahma Kumaris, Delhi, Motilal Banarsidass Publishers, 2002, Page 88-102)
(Official Publications, Brahma Kumaris World Spiritual University, especially 'Who Am I' and 'Rajyoga Meditation Course', page 5-35)

پرجاپتا برہما کماری مت کے تہوار

برہما کماری مت میں تہوار رسمی مذہبی جشن کے بجائے روحانی یادگاری مواقع ہوتے ہیں۔ اہم تہواروں میں شیو جینتی (خدا کی یاد کا دن)، برہما بابا اسمرتی دیوس اور ورلڈ میڈیٹیشن ڈے شامل ہیں۔

ان مواقع پر خصوصی راج یوگ دھیان، خاموش مراقبہ، روحانی خطبات اور عالمی امن کے لیے دعائیں کی جاتی ہیں۔ ہندو روایتی تہوار جیسے دیوالی کو بھی اخلاقی اور روحانی پیغام کے ساتھ منایا جاتا ہے، نہ کہ رسم پرستی کے طور پر۔

(Modern Religious Movements in South Asia, London: Routledge, 2013, page 146-152)
(Official Publications, Brahma Kumaris World Spiritual University, especially 'Who Am I' and 'Rajyoga Meditation Course', page 18-34)

پرجاپتا برہما کماری مت کا عالمی مرکز

پرجا پتا برہما کماری مت کا سب سے اہم اور عالمی مرکزی مرکز ماؤنٹ ابو (Mount Abu)، راجستھان میں واقع ہے، جسے برہما کماری مت میں ''مدھوبن'' کہا جاتا ہے۔ یہی مقام اس تحریک کا عالمی ہیڈکوارٹر ہے اور یہاں سے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے برہما کماری مراکز کی روحانی، تعلیمی اور تنظیمی رہنمائی کی جاتی ہے۔ ماؤنٹ ابو کو برہما کماری مت میں ایک مقدس روحانی مقام سمجھا جاتا ہے، جہاں خاموشی، مراقبہ اور روحانی تربیت کا خاص ماحول پایا جاتا ہے۔

مدھوبن دراصل کئی ذیلی مراکز پر مشتمل ہے، جن میں پانڈوبھون، گیان سروور، شانتی ون اور شانتی سروور نمایاں ہیں۔ ان مراکز میں راج یوگ دھیان کی تربیت، روحانی کلاسیں، عالمی امن سیمینارز اور بین الاقوامی کانفرنسیں منعقد کی جاتی ہیں۔ دنیا کے مختلف ممالک سے آنے والے افراد یہاں چند دنوں یا ہفتوں کے لیے قیام کر کے روحانی تربیت حاصل کرتے ہیں، جس سے ماؤنٹ ابو کو ایک عالمی روحانی مرکز کی حیثیت حاصل ہوگئی ہے۔

تاریخی اعتبار سے ماؤنٹ ابو کی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ بانی لکھراج کرپالانی (برہما بابا) نے اپنی زندگی کا آخری دور یہیں گزارا اور 1969ء میں یہیں ان کا انتقال ہوا۔ ان کی وفات کے بعد ماؤنٹ ابو ہی کو تحریک کا مستقل عالمی مرکز قرار دیا گیا۔ برہما کماری مت کی تنظیمی ساخت، نصابِ تعلیم، راج یوگ کورسز اور عالمی سرگرمیوں کی منصوبہ بندی اسی مرکز سے ہوتی ہے۔

روحانی مرکز

مدھوبن صرف ایک روحانی مرکز ہی نہیں بلکہ عالمی امن اور اخلاقی تربیت کا ادارہ بھی ہے۔ برہما کماری مت نے یہاں سے اقوامِ متحدہ، عالمی تعلیمی اداروں اور سماجی تنظیموں

کے ساتھ رابطے قائم کیے ہیں۔ ماحولیات، امن، خواتین کی قیادت اور اخلاقی اقدار پر مبنی بین الاقوامی پروگرام بھی اسی مرکز کی نگرانی میں منعقد ہوتے ہیں۔

اس طرح ماؤنٹ ابو (مدھوبن) پر جاپتا برہما کماری مت کا محض انتظامی مرکز نہیں بلکہ اس تحریک کی روحانی شناخت، فکری سمت اور عالمی پیغام کا مرکز ہے، جہاں سے روحانی خودشناسی، راج یوگ اور عالمی امن کی تعلیمات پوری دنیا تک پہنچائی جاتی ہیں۔

پرجاپتا برہما کماری مت کے نظریات کی تردید

۱۔ وحی اور نبوت کا انکار

برہما کماری مت میں الٰہی ہدایت کا سرچشمہ روحانی تجربات اور "مورلی" کو قرار دیا جاتا ہے، جبکہ اسلام کے مطابق ہدایت کا واحد مستند ذریعہ اللہ تعالیٰ کی وحی اور انبیائے کرام علیہم السلام ہیں، اور حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔

(حوالہ: القرآن، سورۃ الأحزاب: 40؛ سورۃ المائدہ: 3)

۲۔ خدا کے تصور میں اختلاف

اگرچہ برہما کماری مت خدا کو بے صورت مانتا ہے، لیکن وہ خدا کو "شیو بابا" کے نام سے ایک مخصوص روحانی تصور کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ اسلام میں اللہ تعالیٰ اپنی ذات، صفات اور الوہیت میں یکتا ہے، اور اس کی معرفت صرف وحی کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔ (حوالہ: القرآن، سورۃ الاخلاص: 1-4)

۳۔ راج یوگ کو نجات کا ذریعہ قرار دینا

برہما کماری مت کے مطابق راج یوگ اور مراقبہ روحانی نجات کا بنیادی راستہ ہیں، جبکہ اسلام میں نجات ایمان، توحید، اتباعِ رسول ﷺ اور اعمالِ صالحہ سے حاصل ہوتی ہے، نہ کہ مراقبہ یا ذہنی ریاضت سے۔ (حوالہ: القرآن، سورۃ العصر؛ سورۃ البقرہ: 25)

۴۔تناسخِ ارواح کا عقیدہ

برہما کماری مت روح کے بار بار جنم لینے (Rebirth) کے نظریے کو قبول کرتا ہے، جبکہ اسلام کے مطابق انسان کو دنیا میں ایک ہی زندگی ملتی ہے، پھر موت، برزخ، قیامت اور دائمی جزا یا سزا کا مرحلہ آتا ہے۔ (حوالہ: القرآن، سورۃ المؤمنون: 99-100؛ سورۃ البقرہ: 28)

۵۔عبادات کا تصور

اسلام میں نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج فرض عبادات ہیں، جبکہ برہما کماری مت میں راج یوگ مراقبہ کو عبادت کی اصل صورت قرار دیا جاتا ہے۔ یہ تصور اسلامی عبادات سے مختلف ہے۔ (حوالہ: القرآن، سورۃ البقرہ: 43؛ سورۃ آل عمران: 97)

۶۔نجات کا تصور

برہما کماری مت کے مطابق نجات روحانی شعور، پاکیزگی اور راج یوگ سے حاصل ہوتی ہے، جبکہ اسلام کے مطابق نجات کا دارومدار صحیح عقیدہ، ایمان، اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور نیک اعمال پر ہے۔ (حوالہ: القرآن، سورۃ النساء: 123-124)

اسلامی نقطۂ نظر سے برہما کماری مت کی بعض تعلیمات، مثلاً اخلاقی پاکیزگی، سادگی، نشہ سے اجتناب، عدمِ تشدد اور خدمتِ انسانیت قابلِ قدر ہیں، لیکن توحید، وحی، نبوت، تناسخِ ارواح، عبادات اور نجات کے بارے میں اس کے عقائد اسلام کی بنیادی تعلیمات سے مختلف ہیں، اس لیے اسلام انہیں صحیح عقیدۂ ہدایت قرار نہیں دیتا۔

گایتری سماج کا تعارف

پنڈت شری رام شرما آچاریہ (1911ء-1990ء) جدید ہندوستان کے ممتاز روحانی مفکر، ویدک عالم اور سماجی مصلح تھے۔ آپ کی پیدائش آگرہ (اتر پردیش) میں ایک مذہبی برہمن خاندان میں ہوئی۔ بچپن ہی سے آپ میں مذہبی رجحان، ضبطِ نفس اور مطالعہ کا

شوق نمایاں تھا۔ کم عمری میں ہی آپ نے گایتری منتر کو اپنی زندگی کا محور بنا لیا اور اسی کو روحانی ارتقا اور انسانی اصلاح کا بنیادی ذریعہ سمجھا۔

نوجوانی کے دور میں پنڈت شری رام شرما آچاریہ نے سخت سادھنا، جپ اور تپسیا کے مراحل طے کیے۔ روایت کے مطابق انہوں نے گایتری منتر کا 24 لاکھ سے زائد مرتبہ جپ کیا اور اپنی پوری زندگی کو روحانی تربیت اور اخلاقی کردار سازی کے لیے وقف کر دیا۔ ان کا یقین تھا کہ گایتری منتر محض ایک مذہبی منتر نہیں بلکہ انسانی شعور کی تطہیر اور فکری انقلاب کا ذریعہ ہے۔

انہوں نے روحانیت کو خانقاہی گوشہ نشینی تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے سماجی اصلاح اور قومی تعمیر سے جوڑا۔ اسی مقصد کے تحت انہوں نے گایتری سماج/گایتری پریوار کی بنیاد رکھی اور یُگ نرمان یوجنا (اخلاقی وفکری تعمیر کا منصوبہ) پیش کیا، جس کا مقصد ایک باکردار، باشعور اور ذمہ دار معاشرہ تشکیل دینا تھا۔ ان کی تحریک میں یگیہ، جپ، سادہ زندگی اور خدمتِ خلق کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

پنڈت شری رام شرما آچاریہ ایک عظیم مصنف بھی تھے۔ انہوں نے گایتری منتر، ویدک فلسفہ، اخلاقیات اور سماجی اصلاح پر ہزاروں کتب ومضامین تحریر کیے، جو آج وَانگمَے (Vāṅgmaya / वाङ्मय) کے نام سے شائع ہیں۔ زندگی کے آخری دور میں انہوں نے ہریدوار (شانتی کنج - शांतिकुंज) کو گایتری تحریک کا عالمی مرکز بنایا۔ ان کا انتقال 1990ء میں ہوا، مگر ان کی قائم کردہ تحریک آج بھی دنیا کے کئی ممالک میں روحانی، اخلاقی اور سماجی خدمات انجام دے رہی ہے۔

گایتری سماج یا گایتری پریوار

گایتری سماج (गायत्री समाज) جسے عام طور پر گایتری پریوار کہا جاتا ہے، ہندوستان کی ایک اہم روحانی، اخلاقی اور سماجی اصلاحی تحریک ہے۔ اس تحریک کی بنیاد

بیسویں صدی میں رکھی گئی اور اس کا مقصد گایتری منتر کی روحانی و اخلاقی تعلیمات کو فرد اور سماج کی اصلاح کے لیے عام کرنا ہے۔ گایتری سماج مذہبی فرقہ بننے کے بجائے خود کو ایک کردار ساز اور سماج ساز تحریک قرار دیتا ہے۔

گایتری سماج کی فکر کی بنیاد اس عقیدے پر ہے کہ گایتری منتر محض ایک مذہبی منتر نہیں بلکہ انسانی شعور کی تطہیر اور فکری بیداری کا ذریعہ ہے۔ اس تحریک کے مطابق انسان کی اصل ترقی جسمانی یا مادی نہیں بلکہ ذہنی، اخلاقی اور روحانی ارتقا سے وابستہ ہے، اور گایتری منتر اسی ارتقا کی کلید ہے۔

یہ تحریک ویدک روایت سے جڑی ہوئی ہے، مگر اس کا اسلوب جدید، سادہ اور اصلاحی ہے۔ گایتری سماج نے توہم پرستی، اندھی تقلید اور رسم پرستی کی مخالفت کی اور سائنسی، اخلاقی اور عملی روحانیت پر زور دیا۔ اس کے نزدیک عبادت کا مقصد کردار سازی اور خدمتِ خلق ہے، نہ کہ محض ظاہری رسوم۔

سماجی اصلاح

گایتری سماج نے روحانیت کے ساتھ ساتھ سماجی اصلاح کو بھی اپنا ہدف بنایا۔ نشہ بندی، اخلاقی تربیت، خواتین کی بیداری، قومی کردار سازی اور نوجوانوں کی تربیت اس تحریک کے اہم میدان ہیں۔ اسی مقصد کے تحت ملک بھر میں اشرام، شانتیکنج، تربیتی مراکز اور مطالعہ گاہیں قائم کی گئیں۔

آج گایتری سماج ہندوستان کے علاوہ دنیا کے متعدد ممالک میں سرگرم ہے۔ اس تحریک کے لاکھوں پیروکار ہیں جو خود کو کسی نئے مذہب کا ماننے والا نہیں بلکہ ویدک اخلاقیات پر عمل کرنے والا انسان سمجھتے ہیں۔ گایتری سماج نے جدید ہندوستان میں مذہب کو سماجی اصلاح اور اخلاقی ذمہ داری سے جوڑنے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

(Acharya, Pandit Shriram Sharma. Gayatri Mahavigyan. Vol. I Haridwar: Yug

Nirman Yojna Press, Shantikunj, various editions, p. 25-58)
(Pandit Shriram Sharma, Yug Nirman Yojna Darshan, Haridwar, Yug Nirman Yojna Press, Shantikunj, various editions, p. 40-72)
(Encyclopaedia of Indian Religions, Modern Religious Movements, Page 155-168)

گایتری سماج کے عقائد ونظریات

۱۔ایک اعلیٰ الٰہی شعور پر ایمان:

گایتری سماج کے مطابق کائنات کی اصل حقیقت ایک اعلیٰ، ہمہ گیر اور باشعور طاقت ہے جسے گایتری منتر میں سَوِتا (Savita) یا الٰہی نور کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ یہ تصور توحیدی ہے اور خدا کو اخلاقی وفکری رہنمائی کا سرچشمہ مانتا ہے۔

۲۔گایتری منتر کو مرکزیت:

گایتری سماج کا بنیادی عقیدہ ہے کہ گایتری منتر انسانی عقل، کردار اور روح کی تطہیر کا مؤثر ذریعہ ہے۔ یہ منتر صرف زبانی ورد نہیں بلکہ فکری و اخلاقی تربیت کا منتر سمجھا جاتا ہے۔

۳۔روحانی ارتقا کے ساتھ اخلاقی کردار:

اس تحریک کے نزدیک حقیقی روحانیت وہ ہے جو انسان کے کردار میں سچائی، دیانت، ضبطِ نفس اور خدمتِ خلق پیدا کرے۔ محض رسومات یا ظاہری عبادت کو کافی نہیں سمجھا جاتا۔

۴۔کرم کا اصول:

گایتری سماج کرم کے نظریے پر یقین رکھتا ہے۔ انسان اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے، اور اچھے یا برے اعمال کے مطابق ہی فرد اور سماج کی تقدیر بنتی ہے۔

۵۔ویدک روایت سے وابستگی:

گایتری سماج اپنی فکری بنیاد ویدک ادب پر رکھتا ہے، مگر اندھی تقلید کے بجائے عقلی، سائنسی اور اصلاحی تشریح پر زور دیتا ہے۔ توہمات اور غیر عقلی رسوم کی مخالفت کی جاتی ہے۔

۶۔ یگیہ اور منتر کا علامتی مفہوم:

یگیہ کو محض آگ میں آہوتی ڈالنے کی رسم نہیں بلکہ خود کو پاکیزہ بنانے، خیر وفلاح کے لیے عزم کرنے کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ منتر کا مقصد ذہنی واخلاقی تطہیر ہے۔

۷۔ سماجی واخلاقی انقلاب (یُگ نرمان):

گایتری سماج کا نظریہ ہے کہ سماج کی اصلاح فرد کی اصلاح سے شروع ہوتی ہے۔ اسی لیے اخلاقی انقلاب، نشہ بندی، خواتین کی بیداری اور نوجوانوں کی کردار سازی کو مرکزی نظریہ بنایا گیا ہے۔

۸۔ مذہبی رواداری اور ہم آہنگی:

یہ تحریک خود کو نیا مذہب نہیں بلکہ ایک روحانی واخلاقی تحریک سمجھتی ہے اور تمام مذاہب کے ساتھ احترام اور ہم آہنگی کا نظریہ رکھتی ہے۔

(Acharya Pandi Shriram Sharma, 'Gayatri Mahavigyan', Vol. I, Yug Nirman Yojna Press, Shantikunj, Page 25-58)
(Acharya Pandi Shriram Sharma, 'Yug Nirman Yojna Darshan' Page 40-72)

گایتری منتر (गायत्री मंत्र)

ॐ भूर्भुवः स्वः ।
तत्सवितुर्वरेण्यं
भर्गो देवस्य धीमहि ।
धियो यो नः प्रचोदयात् ॥

(رگ وید، منڈل 3، سوکت 62، منتر 10)

ترجمہ: ''ہم اس قابلِ عبادت الٰہی نور (سَوِتا) پر غور وفکر کرتے ہیں جو زمین، فضا اور آسمان کا پروردگار ہے؛ اے پروردگار! تو ہماری عقلوں کو نیک اور درست راستے کی طرف رہنمائی فرما''۔

(Acharya Pandi Shriram Sharma, 'Gayatri Mahavigyan', Vol. I, Yug Nirman Yojna Press, Shantikunj, Haridwar, Page 15-25)

گایتری پریوار کی بنیادی تعلیمات

۱۔ایک اعلیٰ الٰہی شعور پر ایمان:

کائنات کی اصل حقیقت ایک اعلیٰ، ہمہ گیر اور باشعور طاقت ہے جسے گایتری منتر میں الٰہی نور کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔

۲۔گایتری منتر کی مرکزیت:

گایتری منتر کو انسانی عقل، اخلاق اور شعور کی تطہیر کا مؤثر ذریعہ مانا جاتا ہے، محض ورد نہیں بلکہ فکری تربیت۔

۳۔اخلاقی کردار سازی:

سچائی، دیانت، ضبطِ نفس، خدمتِ خلق اور ذمہ دار شہری بننا روحانیت کا لازمی نتیجہ ہے۔

۴۔کرم کا اصول:

انسان اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے؛ اچھے اعمال ترقی اور برے اعمال زوال کا سبب بنتے ہیں۔

۵۔یگیہ کا اصلاحی مفہوم:

یگیہ خودسپردگی، ایثار اور سماجی فلاح کی علامت ہے، صرف رسم نہیں بلکہ عملی اخلاق۔

۶۔یُگ نرمان (اخلاقی وسماجی انقلاب):

فرد کی اصلاح سے سماج کی تعمیر، نشہ بندی، خواتین کی بیداری اور نوجوانوں کی کردار سازی۔

۷۔ویدک روایت+عقل:

ویدک تعلیمات سے وابستگی مگر اندھی تقلید کے بجائے عقلی، سائنسی اور اصلاحی تشریح۔

۸۔سادہ عبادت اور نظمِ حیات:

جپ، دھیان، سادگی، ضبط اور خدمت، روحانیت کو روزمرہ زندگی میں اتارنا۔

۹۔مذہبی رواداری:

کسی نئے مذہب کے بجائے آفاقی اخلاقیات؛ تمام مذاہب کے ساتھ احترام اور ہم آہنگی۔

۱۰۔انسانی خدمت بطور عبادت:

خدمتِ انسانیت کو اعلیٰ عبادت سمجھا جاتا ہے۔

گایتری پریوار کی تعلیمات کی تدوین و اشاعت پنڈت شری رام شرما آچاریہ نے کی، جنہوں نے گایتری منتر، یگیہ تحریک اور یُگ نرمان کے ذریعے اخلاقی و سماجی اصلاح کا جامع خاکہ پیش کیا۔

(Gayatri Mahavigyan, Vol. I, page 15-58; Vol. II, page 40-96)
(Yug Nirman Yojna Darshan, Page 25-72)
(Yagya: A Vedic Science, Shantikunj Publication Division, All World Gayatri Pariwar, various editions, p. 10-44)

گایتری پریوار میں عبادت کا طریقہ

گایتری پریوار میں عبادت کا بنیادی طریقہ گایتری منتر کا جپ، دھیان (مراقبہ) اور یگیہ ہے۔ یہ عبادت رسمی اور ظاہری رسوم کے بجائے ذہنی، اخلاقی اور روحانی تطہیر پر مرکوز ہوتی ہے۔عبادت کرنے والا خود کو خدا کے سامنے جھکانے کے بجائے اپنی عقل، کردار اور عمل کو پاکیزہ بنانے کی نیت سے عبادت کرتا ہے۔اس تحریک کے مطابق حقیقی عبادت وہ ہے جو انسان کی سوچ اور عمل میں مثبت تبدیلی پیدا کرے۔

عبادت کا آغاز عموماً گایتری منتر کے جپ سے ہوتا ہے۔جپ انفرادی طور پر بھی کیا جاتا ہے اور اجتماعی طور پر بھی۔ جپ کے دوران منتر کے مفہوم پر غور کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے، کیونکہ گایتری منتر کو صرف ورد نہیں بلکہ عقل کی بیداری کی دعا سمجھا جاتا ہے۔روزانہ ایک مقررہ

تعداد میں جپ کرنے کی تلقین کی جاتی ہے، جس سے ذہنی یکسوئی اور اخلاقی ضبط پیدا ہو۔

گایتری پریوار میں دھیان (مراقبہ) کو عبادت کا اہم حصہ مانا جاتا ہے۔ اس میں عبادت کرنے والا خاموشی سے بیٹھ کر گایتری منتر کے نورانی مفہوم پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔ دھیان کا مقصد ذہنی بے چینی کو ختم کرنا، منفی خیالات سے نجات پانا اور اندرونی سکون حاصل کرنا ہے۔ یہ دھیان کسی جسمانی یوگ آسن پر نہیں بلکہ فکری یکسوئی پر مبنی ہوتا ہے۔

یگیہ گایتری پریوار کی اجتماعی عبادت کا نمایاں طریقہ ہے۔ یگیہ میں آگ کو گواہ بنا کر گایتری منتر اور ویدک منتر پڑھے جاتے ہیں، مگر اسے محض رسم نہیں بلکہ خود کو ایثار، پاکیزگی اور سماجی فلاح کے لیے وقف کرنے کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ یگیہ کا مقصد ماحول کی تطہیر، اجتماعی خیر اور اخلاقی عزم کی تجدید ہوتا ہے۔

گایتری پریوار میں عبادت کا ایک اہم پہلو عملی زندگی میں عبادت کا نفاذ ہے۔ عبادت کو صرف مندر یا یگیہ شالہ تک محدود نہیں رکھا جاتا بلکہ سچائی، خدمتِ خلق، نشہ بندی، سادگی اور ذمہ دار طرزِ زندگی کو بھی عبادت کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی لیے گایتری پریوار میں عبادت اور کردار سازی کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جاتا۔

(Acharya, Pandit Shriram Sharma, 'Gayatri Mahavigyan', Vol. I, p. 60-110; Vol. II, p. 35-88)

(Yug Nirman Yojna Darshan (Philosophy of Yug Nirman Yojna), Page 45-95)

گایتری پریوار کی اہم کتب

گایتری پریوار کی فکری و عملی بنیاد اس کے بانی پنڈت شری رام شرما آچاریہ کی تصانیف پر قائم ہے۔ ان کی سب سے اہم کتاب گایتری مہاوگیان ہے، جس میں گایتری منتر کا فلسفہ، اس کی روحانی و اخلاقی معنویت اور عملی اثرات تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ اسی طرح یُگ نرمان یوجنا ایک بنیادی کتاب ہے جس میں فرد اور سماج کی اخلاقی تعمیر کا پروگرام پیش کیا گیا ہے۔

یگیہ: ایک ویدک سائنس میں یگیہ کے علامتی، سائنسی اور اصلاحی پہلو واضح کیے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ پنڈت شری رام شرما آچاریہ کی ہزاروں تحریروں پر مشتمل مجموعہ وانگمے (Vangmaya) گایتری پریوار کا فکری انسائیکلوپیڈیا سمجھا جاتا ہے، جو روحانیت، اخلاقیات اور سماجی اصلاح کے موضوعات کا احاطہ کرتا ہے۔

(Gayatri Mahavigyan, Vol. I, p. 15-58; Vol. II, p. 40-96)
(Yug Nirman Yojna Darshan, Yug Nirman Yojna Press, Shantikunj ,p. 25-72)
(Yagya: A Vedic Science, All World Gayatri Pariwar, various editions, p. 10-44)

گایتری پریوار کے اہم مراکز

گایتری پریوار کا عالمی اور مرکزی مرکز شانتیکنج، ہریدوار ہے، جو اتراکھنڈ (ہندوستان) میں واقع ہے۔ شانتی کنج نہ صرف تنظیم کا انتظامی ہیڈکوارٹر ہے بلکہ روحانی تربیت، گایتری جپ، یگیہ، مطالعاتی کورسز اور سماجی خدمت کی سرگرمیوں کا مرکزی مقام بھی ہے۔

اسی سے متصل برہما ورت آشرم اور دیوی سنسکرتی وشو ودیالیہ (تعلیمی ادارہ) گایتری پریوار کے فکری و تعلیمی مقاصد کی تکمیل کرتے ہیں۔ شانتیکنج کے علاوہ ہندوستان کے تقریباً تمام صوبوں اور دنیا کے کئی ممالک میں گایتری پریوار کے مراکز، یگیہ شالائیں اور مطالعہ مراکز قائم ہیں، جہاں اخلاقی تربیت اور سماجی اصلاح کے پروگرام جاری رہتے ہیں۔

(Official Publications of All World Gayatri Pariwar, Shantikunj Publication Division, various editions, especially Introduction to Shantikunj and Yug Nirman Mission, Page 12-40)
(Encyclopaedia of Indian Religions: Modern Religious Movements, Dordrech: Springer, 2017, p. 160-168)

گایتری پریوار کا کام کرنے کا بنیادی اصول ''اپنی اصلاح، سماج کی اصلاح'' ہے۔ اس تحریک کے نزدیک سماجی تبدیلی کا آغاز فرد کے اندرونی اخلاقی و فکری ارتقا سے ہوتا ہے۔ اسی لیے گایتری پریوار سب سے پہلے فرد کی سوچ، عادات اور کردار کی تربیت پر کام کرتا ہے، تاکہ وہ خود ایک مثبت اور ذمہ دار سماجی اکائی بن سکے۔ اس مقصد کے لیے گایتری منتر کا جپ، دھیان اور خود احتسابی کو عملی تربیت کے طور پر اپنایا جاتا ہے۔

تنظیمی طور پر گایتری پریوار غیر مرکزی، رضا کارانہ اور خدمت پر مبنی نظام کے تحت کام کرتا ہے۔ اس میں کوئی موروثی پجاری یا سخت درجہ بندی نہیں، بلکہ ہر رکن کو سیوک (خادم) سمجھا جاتا ہے۔

مقامی سطح پر شاکھائیں، یگیہ شالائیں اور مطالعہ مراکز قائم کیے جاتے ہیں جہاں اخلاقی تربیت، مطالعہ نشستیں اور سماجی سرگرمیاں انجام دی جاتی ہیں۔ مرکزی رہنمائی شانتی کنج (ہریدوار) سے فکری و تعلیمی صورت میں فراہم کی جاتی ہے۔

گایتری پریوار کی عملی سرگرمیوں کی بنیاد یُگ نرمان یوجنا ہے، جس کے تحت اخلاقی انقلاب، نشہ بندی، خواتین کی بیداری، نوجوانوں کی کردار سازی اور خاندانی اقدار کے فروغ پر مسلسل کام کیا جاتا ہے۔ یہ کام تقاریر سے زیادہ عملی مہمات کے ذریعے کیا جاتا ہے، جیسے صفائی مہم، نشہ چھوڑو تحریک، تعلیمی کیمپ اور خدمتِ خلق کے پروگرام۔

اجتماعی سطح پر گایتری پریوار یگیہ اور ست سنگ کو محض مذہبی رسم نہیں بلکہ سماجی و اخلاقی تحریک کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ بڑے پیمانے پر منعقد ہونے والے گایتری مہا یگیہ میں جپ کے ساتھ ساتھ سماجی عہد، اخلاقی قراردادیں اور خدمت کے منصوبے طے کیے جاتے ہیں، تاکہ روحانیت کو عملی سماجی تبدیلی سے جوڑا جا سکے۔

تعلیم و تربیت کے میدان میں گایتری پریوار مطالعہ، کورسز اور تربیتی کیمپوں کے ذریعے کام کرتا ہے۔ اس میں بانی کی تحریروں کا منظم مطالعہ، راج یوگ/ دھیان کی عملی مشق اور سماجی قیادت کی تربیت شامل ہے۔ اسی سلسلے میں دیوی سنسکرتی وشوودیالیہ جیسے ادارے قائم کیے گئے، جہاں اقدار پر مبنی جدید تعلیم دی جاتی ہے۔

اس طرح گایتری پریوار کا کام کرنے کا طریقہ روحانیت + اخلاق + سماجی خدمت کے امتزاج پر مبنی ہے۔ یہ تحریک نعروں کے بجائے مسلسل کردار سازی، رضا کارانہ خدمت اور مقامی سطح پر عملی اقدامات کے ذریعے معاشرے میں تبدیلی لانے کی

کوشش کرتی ہے جیسا کہ اس کے بانی پنڈت شری رام شرما آچاریہ نے متعین کیا تھا۔

گایتری سماج کے نظریات کی تردید

۱۔ گایتری منتر کو نجات کا بنیادی ذریعہ قرار دینا

گایتری سماج کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ گایتری منتر کا جپ انسان کی روحانی ترقی، ذہنی پاکیزگی اور نجات (موکش) کا بنیادی ذریعہ ہے، جبکہ اسلام کے مطابق نجات کسی مخصوص منتر، وظیفے یا مراقبے سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ پر صحیح ایمان، اس کی توحید، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع اور اعمالِ صالحہ سے حاصل ہوتی ہے۔

قرآن مجید نے واضح کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول دین صرف اسلام ہے اور نجات ایمان و عملِ صالح سے وابستہ ہے، نہ کہ کسی مخصوص منتر کے ورد سے۔ (حوالہ: القرآن، سورۃ آل عمران:19، 85؛ سورۃ العصر:1-3)

۲۔ ویدک تعلیمات کو دینی بنیاد بنانا

گایتری سماج اپنی فکری بنیاد ویدوں اور گایتری منتر پر رکھتا ہے اور انہیں روحانی رہنمائی کا بنیادی سرچشمہ سمجھتا ہے، جبکہ اسلام کے مطابق اگرچہ اللہ تعالیٰ نے سابقہ امتوں کی ہدایت کے لیے مختلف آسمانی کتابیں نازل فرمائیں، لیکن ان کی اصل تعلیمات محفوظ نہیں رہیں۔

قرآن مجید آخری، کامل اور محفوظ الہامی کتاب ہے، جو قیامت تک پوری انسانیت کے لیے ہدایت کا واحد مستند معیار ہے۔ اس لیے مسلمان کے لیے قرآن و سنت کے علاوہ کسی اور مذہبی کتاب کو دینی حجت قرار دینا درست نہیں۔

(حوالہ: القرآن، سورۃ المائدہ:3، 48؛ سورۃ الحجر:9)

۳۔ کرم (اعمال) کے نظریے میں اختلاف

گایتری سماج کے مطابق انسان کی نجات کا دارومدار اس کے کرم (اعمال) پر

ہے اور یہی اس کی آئندہ حالت کا تعین کرتے ہیں، جبکہ اسلام میں اگرچہ اعمال کی بڑی اہمیت ہے، لیکن اعمال اس وقت قبول ہوتے ہیں جب وہ صحیح عقیدہ، ایمان اور اخلاص کے ساتھ انجام دیے جائیں۔ مزید برآں، نجات صرف اعمال سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے حاصل ہوتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص صرف اپنے اعمال کی وجہ سے جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ بھی نہیں؟ فرمایا: میں بھی نہیں، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مجھے ڈھانپ لے۔

(حوالہ: صحیح البخاری، حدیث: 5673؛ صحیح مسلم، حدیث: 2816)

۴۔ یگیہ اور منتر کو عبادت کا ذریعہ بنانا

گایتری سماج اگرچہ یگیہ کو اصلاحی اور علامتی عمل قرار دیتا ہے، تاہم اس کی عبادت میں گایتری منتر کا جپ، دھیان اور یگیہ بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔

اسلام میں عبادت توقیفی (اللہ اور رسول ﷺ کی مقرر کردہ) ہے، یعنی عبادت کا کوئی طریقہ انسان اپنی عقل یا تجربے سے مقرر نہیں کرسکتا۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، دعا، ذکر اور دیگر عبادات وہی معتبر ہیں جو قرآن وسنت سے ثابت ہوں۔

(حوالہ: القرآن، سورۃ البقرہ: 43؛ سورۃ آل عمران: 31)

۵۔ نبوت اور وحی کا تصور

گایتری سماج کسی نبی یا رسول کی اطاعت کو دین کی بنیاد نہیں بناتا بلکہ روحانی ارتقا اور اخلاقی اصلاح کو اصل ذریعہ قرار دیتا ہے، جبکہ اسلام کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ہر قوم میں انبیائے کرام علیہم السلام بھیجے اور ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔ حضرت محمد ﷺ تمام انبیاء کے خاتم ہیں، اور آپ کے بعد نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ کوئی نئی شریعت۔

(حوالہ: القرآن، سورۃ النساء: 64؛ سورۃ الأحزاب: 40)

۶۔ تناسخِ ارواح (پُنر جنم) کا نظریہ

گایتری سماج ویدک فکر کی پیروی کرتے ہوئے کرم اور پُنر جنم (تناسخِ ارواح) کے تصور کو قبول کرتا ہے، جبکہ اسلام اس نظریے کو تسلیم نہیں کرتا۔ قرآن مجید کے مطابق انسان کو دنیا میں صرف ایک زندگی دی گئی ہے، اس کے بعد موت، برزخ، پھر قیامت، حساب وکتاب اور دائمی جنت یا جہنم ہے۔ موت کے بعد دوبارہ دنیا میں واپسی یا نئے جسم میں جنم لینے کا کوئی تصور اسلام میں موجود نہیں۔ (حوالہ: القرآن، سورۃ المؤمنون: 99-100؛ سورۃ البقرہ: 28)

۷۔ تمام مذاہب کی ہم آہنگی کا نظریہ

گایتری سماج مذہبی رواداری اور تمام مذاہب کے احترام کا قائل ہے، جو سماجی اعتبار سے ایک مثبت رویہ ہے، لیکن اسلام کے مطابق احترام اور حسنِ سلوک اپنی جگہ، جبکہ حق و باطل کے درمیان امتیاز برقرار رہتا ہے۔

قرآن مجید نے واضح کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابلِ قبول دین اسلام ہے، اس لیے تمام مذاہب کو یکساں طور پر نجات کا ذریعہ قرار دینا اسلامی عقیدے کے مطابق درست نہیں۔ (حوالہ: القرآن، سورۃ آل عمران: 19، 85)

اسلامی نقطۂ نظر سے گایتری سماج کی بعض تعلیمات، جیسے اخلاقی کردار، خدمتِ خلق، سادگی، نشہ سے اجتناب، سماجی اصلاح، خواتین کی تعلیم اور کردار سازی، قابلِ تحسین ہیں۔ تاہم اس کی بنیادی مذہبی تعلیمات، مثلاً گایتری منتر کو نجات کا ذریعہ قرار دینا، ویدوں کو دینی بنیاد بنانا، کرم اور پُنر جنم کا نظریہ، یگیہ اور منتر کو عبادت کا حصہ بنانا، اور نبوت و وحی کے اسلامی تصور کو قبول نہ کرنا، اسلام کی بنیادی تعلیمات سے مطابقت نہیں رکھتیں۔

اسلام کے مطابق کامل اور آخری ہدایت صرف قرآنِ مجید اور سنتِ نبوی ﷺ میں محفوظ ہے، اور نجات کا راستہ توحید، ایمان، اتباعِ رسول ﷺ اور اعمالِ صالحہ سے وابستہ ہے۔

آر ایس ایس (RSS) کا تعارف

تاریخی پس منظر

آر ایس ایس (راشٹریہ سویم سیوک سنگھ) کا قیام 1925ء میں برطانوی ہندوستان کے سیاسی، سماجی اور فکری بحران کے پس منظر میں ہوا۔ پہلی جنگِ عظیم کے بعد ہندوستان میں قومی تحریک زور پکڑ چکی تھی، مگر اس کے ساتھ ہی ہندو۔مسلم کشیدگی، خلافت تحریک، عدم تعاون تحریک، اور 1920ء کی دہائی کے فرقہ وارانہ فسادات نے ہندو معاشرے میں عدمِ تحفظ کا احساس پیدا کیا۔ بہت سے ہندو رہنماؤں کے نزدیک کانگریس کی قیادت میں چلنے والی تحریک قومی اتحاد کے بجائے مخصوص سیاسی سمجھوتوں کی طرف جا رہی تھی، جس سے ہندو سماج کمزور ہو رہا تھا۔

اسی ماحول میں کیسو بلی رام ہیڈگیوار نے یہ تصور پیش کیا کہ ہندو سماج کی کمزوری کی اصل وجہ سیاسی نہیں بلکہ تنظیمی، اخلاقی اور عسکری کمزوری ہے۔ ان کے نزدیک محض سیاسی جدوجہد کافی نہیں تھی، بلکہ ایک ایسی ہمہ گیر سماجی تنظیم درکار تھی جو ہندو سماج میں نظم و ضبط، قربانی، جسمانی تربیت اور ثقافتی شعور پیدا کرے۔ چنانچہ 27 ستمبر 1925ء کو ناگپور میں آر ایس ایس کی بنیاد رکھی گئی۔

آر ایس ایس کے قیام پر بال گنگا دھر تلک کے قوم پرستانہ افکار، ونائک دامودر ساورکر کے ہندوتوا نظریے، اور یورپ میں ابھرتی قوم پرستانہ تنظیموں کے ماڈلز کے اثرات نمایاں تھے۔ ہیڈگیوار نے سیاست سے براہِ راست وابستگی کے بجائے ''شاکھا'' نظام متعارف کرایا، جہاں روزانہ یا ہفتہ وار بنیادوں پر نوجوانوں کو جسمانی مشق، نظم، قومی گیت اور نظریاتی تربیت دی جاتی تھی۔ اس کا مقصد ایک ایسا کیڈر تیار کرنا تھا جو مستقبل میں ہندو قوم کی قیادت کر سکے۔

برطانوی دور کے آخری برسوں میں اور خصوصاً تقسیمِ ہند (1947ء) کے تناظر میں آر ایس ایس نے خود کو ایک ایسی تنظیم کے طور پر پیش کیا جو ہندوؤں کے تحفظ، سماجی خدمت اور ثقافتی احیاء کو اپنا مشن قرار دیتی ہے۔ اگرچہ اس پر فرقہ واریت اور اقلیت مخالف رجحانات کے الزامات بھی لگتے رہے، لیکن تاریخی طور پر آر ایس ایس کا قیام اسی احساسِ زیاں، قوم پرستانہ ردِعمل اور ہندو سماج کی تنظیمِ نو کی خواہش کا نتیجہ تھا جو بیسویں صدی کے اوائل میں ہندوستانی معاشرے میں پائی جاتی تھی۔

آر ایس ایس کے قیام کا مقصد

آر ایس ایس کے قیام کا بنیادی مقصد ہندو سماج کی تنظیمِ نو، اخلاقی و جسمانی تربیت، اور ثقافتی احیاء تھا۔ بانی کیسَو بلی رام ہیڈگیوار کے نزدیک ہندوستانی ہندو معاشرہ باہمی انتشار، نظم و ضبط کی کمی اور دفاعی کمزوری کا شکار تھا؛ اس لیے ایک ایسی غیر سیاسی، طویل المدت تربیتی تنظیم درکار تھی جو افراد کی کردار سازی کرے اور قوم کو مضبوط بنائے۔ اہم مقاصد درج ذیل تھے:

۱۔ ہندو سماج کو منظم کرنا، آپس میں اتحاد پیدا کرنا، ذات پات، علاقائیت اور لسانی تقسیم کو کم کر کے مختلف طبقات کے درمیان اجتماعی ہم آہنگی اور یکجہتی پیدا کرنا اور ایک منظم اور متحد ہندو سماج تشکیل دینا۔

۲۔ شاکھا نظام کے ذریعے جسمانی، اخلاقی اور ذہنی تربیت، نظم و ضبط، ضبطِ نفس، جسمانی ورزش، اجتماعی ذمہ داری اور قومی شعور پیدا کرنا۔

۳۔ ثقافتی قوم پرستی (ہندوتوا) کے فروغ پر زور دینا یعنی ہندوستان کو بنیادی طور پر ہندو تہذیب و ثقافت پر مبنی قوم سمجھتے ہوئے اس کی مذہبی روایات، اقدار اور تاریخی ورثے اور قومی شناخت کا تحفظ کرنا۔

۴۔ نوآبادیاتی دور اور فرقہ وارانہ کشیدگی کے پس منظر میں ہندو سماج میں اعتماد، جرأت اور خود

حفاظتی جذبہ اور قومی بیداری پیدا کرنا۔

۵۔سیاست سے براہِ راست وابستگی کے بجائے کیڈر سازی کے ذریعے طویل المدت بنیادوں پر ایسے تربیت یافتہ افراد تیار کرنا تاکہ مستقبل میں سماجی، تعلیمی، رفاہی اور قومی اداروں میں مؤثر قیادت فراہم کرسکیں۔

خلاصہ یہ کہ آر ایس ایس کا مقصد فوری سیاسی اقتدار نہیں بلکہ انسان سازی کے ذریعے قوم سازی تھا یعنی مضبوط فرد، منظم سماج اور باوقار قومی شناخت۔آر ایس ایس کا قیام 1925ء میں اس تصور کے تحت ہوا کہ ہندو سماج اپنی داخلی کمزوری، باہمی انتشار اور نظم وضبط کی کمی کے باعث قومی سطح پر مؤثر کردار ادا نہیں کر پا رہا۔اس کے بانی کیسَو بلی رام ہیڈگیوار کے نزدیک اصل مسئلہ سیاسی اقتدار نہیں بلکہ فرد کی کردار سازی اور سماجی تنظیم تھا۔

اسی لیے آر ایس ایس کو ایک غیر سیاسی، تربیتی اور طویل المدت تنظیم کے طور پر قائم کیا گیا۔آر ایس ایس کا بنیادی مقصد ہندو سماج کو منظم، بااخلاق، جسمانی طور پر مضبوط اور ثقافتی طور پر بیدار کرنا تھا۔شاکھا نظام کے ذریعے نظم وضبط، اجتماعی تربیت، قربانی، اور قوم پرستی کا شعور پیدا کیا جاتا تھا تاکہ ایک ایسا کیڈر تیار ہو جو مستقبل میں ہندو قوم کی رہنمائی کر سکے۔

ہیڈگیوار کے مطابق جب تک سماج مضبوط نہیں ہوگا، سیاسی آزادی بھی پائیدار نہیں ہو سکتی۔ایک اور اہم مقصد ہندو ثقافت اور تہذیبی شناخت (ہندوتوا) کا تحفظ اور فروغ تھا۔آر ایس ایس کے نظریے کے مطابق ہندوستان بنیادی طور پر ہندو تہذیب کی سرزمین ہے، اور اس تہذیبی شعور کی بقا قومی وحدت کے لیے ضروری ہے۔اسی سوچ کے تحت آر ایس ایس نے سماجی خدمت، تعلیمی سرگرمیوں اور قومی نظم کی تربیت کو اپنا میدان بنایا، نہ کہ براہِ راست سیاست کو۔

(C. P. Bhishikar, Dr. Hedgewar: The Epoch Maker, Bharatiya Vichar Sadhana, Pune, 1999, p. 45-52)

(Christophe Jaffrelot, The Hindu Nationalist Movement and Indian Politics (1925-1990s) London, C. Hurst & Co. 1996, Page 16-25)

(The Brotherhood in Saffron, The Rashriya Swayamseval Sangh and Hindu Revivalism, New Delhi, Vistaar Publications, 1987, Page 31-40)

(Bunch of Thoughts, [M.S. Golwalkar], Sahitya Sindhu Prakashana, 1966, Page

1-10)
(Ramachandra- India After Gandhi: The History of the world's Largest Democracy. New Delhi: HarperCollins Publishers, 2007, Page 98-101)
(D.R. Goyal- Rashtriya Swayamsevak Sangh, Radhakrishna Prakashan, New Delhi, 1979, Page 22-29)

ڈاکٹر کیسَو بلی رام ہیڈ گیوار (بانی آر ایس ایس)

کیسَو بلی رام ہیڈ گیوار (Keshav Baliram Hedgewar) جو 1/اپریل 1889ء کو ناگپور (مہاراشٹر) میں ایک برہمن خاندان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی عمر میں ہی والدین کے انتقال کے بعد ان کی پرورش رشتہ داروں نے کی۔ تعلیم کے دوران وہ قوم پرستانہ سرگرمیوں کی طرف مائل ہوئے اور انقلابی تحریکوں سے وابستگی کے باعث انگریز حکومت کی نظر میں آئے۔ بعد میں انہوں نے کلکتہ میڈیکل کالج سے طب کی تعلیم حاصل کی اور ''ڈاکٹر'' کہلائے، مگر عملی طب کے بجائے قومی وسماجی خدمت کو اپنا میدان بنایا۔

ہیڈ گیوار ابتدا میں انڈین نیشنل کانگریس سے وابستہ رہے اور عدم تعاون تحریک میں حصہ لیا، لیکن جلد ہی انہیں یہ احساس ہوا کہ محض سیاسی جدوجہد ہندو سماج کی گہری کمزوریوں کا علاج نہیں۔ ان کے نزدیک اصل مسئلہ ہندو معاشرے کی تنظیمی کمزوری، باہمی انتشار اور نظم وضبط کی کمی تھا۔ اسی سوچ کے تحت انہوں نے 27/ستمبر 1925ء کو ناگپور میں راشٹریہ سویم سیوک سنگھ کی بنیاد رکھی۔ ان کا انتقال 21/جون 1940ء کو ہوا، مگر ان کی قائم کردہ تنظیم بعد میں ہندوستان کی سب سے منظم سماجی۔ثقافتی تحریک بن گئی۔

ہیڈ گیوار کے بنیادی نظریات

● **قوم سازی بذریعہ فرد سازی:**

ہیڈ گیوار کا مرکزی نظریہ یہ تھا کہ مضبوط قوم مضبوط افراد سے بنتی ہے۔ ان کے نزدیک سیاسی آزادی تبھی بامعنی ہوگی جب سماج اخلاقی، جسمانی اور ذہنی طور پر منظم ہو۔ اسی لیے انہوں نے سیاست کے بجائے کردار سازی کو ترجیح دی۔

● ہندو سماج کی تنظیم اور اتحاد:

وہ ہندو سماج کو ذات پات، علاقائیت اور فرقہ وارانہ انتشار کا شکار سمجھتے تھے۔ ان کا مقصد ان تقسیمات کو کم کر کے ایک منظم اور متحد ہندو سماج تشکیل دینا تھا جو قومی سطح پر مؤثر کردار ادا کر سکے۔

● شاکھا نظام اور نظم وضبط:

ہیڈگیوار نے آر ایس ایس میں شاکھا کا تصور متعارف کرایا جہاں روزانہ/ ہفتہ وار بنیادوں پر جسمانی مشق، قومی گیت، مباحثہ اور اجتماعی سرگرمیوں کے ذریعے نظم، ضبطِ نفس اور اجتماعی ذمہ داری پیدا کی جاتی تھی۔

● ثقافتی قوم پرستی (ہندوتوا):

اگرچہ ''ہندوتوا'' کی اصطلاح کو نظریاتی طور پر ونائک دامودر ساورکر نے منظم کیا، مگر ہیڈگیوار نے اسے عملی تنظیمی شکل دی۔ ان کے نزدیک ہندوستان بنیادی طور پر ہندو تہذیب کی سرزمین ہے اور اسی تہذیبی شعور کی بقا قومی وحدت کے لیے ضروری ہے۔

● غیر سیاسی مگر قومی تنظیم:

ہیڈگیوار نے آر ایس ایس کو براہِ راست سیاست سے دور رکھا۔ ان کے نزدیک تنظیم کا کام طویل المدت کیڈر سازی تھا تاکہ مستقبل میں سماج، تعلیم اور سیاست سمیت مختلف میدانوں میں با کردار قیادت سامنے آئے۔

(Bunch of Thoughts, [M.S. Golwalkar], Page 1-15)
(Dr. Hedgewar: The Epoch Maker, Bharatiya Vichar Sadhana, P. 1-60)
(Rashtriya Swayamsevak Sangh, [D. R. Goyal] Radhakrishna Prakashan, P. 22-35)
(The Brotherhood in Saffron: The Rashtriya Swayamsevak Sangh and Hindu Revivalism, Vistarr Publications P. 31-55)
(India After Gandhi: The History of the World's Largest Democracy, [Ramachandra], New Delhi, HarperCollins Publishers, P. 98-102)

آر ایس ایس کا ہندوتوا (Hindutva) کا نظریہ

راشٹریہ سویم سیوک سنگھ کے نزدیک ہندوتوا محض مذہب نہیں بلکہ قوم، تہذیب اور ثقافت کا ہمہ گیر تصور ہے۔ اس نظریے کے مطابق ہندوستان کی قومی شناخت اس کی قدیم ہندو تہذیب، مشترک تاریخی تجربات اور ثقافتی تسلسل سے بنتی ہے۔

آر ایس ایس ہندوتوا کو ایک ثقافتی قوم پرستی (Cultural Nationalism) کے طور پر پیش کرتا ہے، جس میں مذہبی رسومات سے زیادہ تہذیبی وحدت پر زور دیا جاتا ہے۔

نظریے کی فکری بنیاد

ہندوتوا کی اصطلاح اور اس کی نظریاتی تشکیل بنیادی طور پر ونائک دامودر ساورکر نے 1923ء میں اپنی کتاب Hindutva: Who is a Hindu میں کی۔ ساورکر کے مطابق ''ہندو'' وہ ہے جس کی ہندوستان پِتر بھومی (باپ کی سرزمین) اور پُنّی بھومی (مقدس سرزمین) دونوں ہو۔ آر ایس ایس نے اسی تصور کو تنظیمی اور سماجی سطح پر رائج کیا۔

بعد میں ایم ایس گولوالکر (دوسرے سرسنگھ چالک) نے ہندوتوا کو مزید وسعت دیتے ہوئے اسے قوم پرستی، نظم وضبط اور سماجی اتحاد سے جوڑا۔ ان کی تحریروں میں ہندو تہذیب کو ہندوستانی قوم کی روح قرار دیا گیا۔

ہندوتوا کے بنیادی اجزاء (آر ایس ایس کی تعبیر میں)

۱۔ ثقافتی قوم پرستی:

قوم کی تعریف مذہبی عقیدے کے بجائے مشترک تہذیب، تاریخ، رسوم اور اقدار سے کی جاتی ہے۔

۲۔ ہندو سماج کی تنظیم:

ذات پات، علاقائیت اور لسانی تقسیم کو کم کر کے منظم سماج کی تشکیل؛ شاکھا نظام

اس کا عملی ذریعہ ہے۔

۳۔قوم اور تہذیب کی وحدت:

ہندوستان کو ایک تہذیبی اکائی سمجھا جاتا ہے جس کی اساس ہندو روایات میں پیوست ہے۔

۴۔اقلیتوں کا مقام (RSS موقف):

اقلیتیں شہری حقوق کے ساتھ ہندوستانی تہذیبی فریم ورک میں رہیں؛ تاہم ناقدین کے مطابق یہ تصور عملاً اکثریتی غلبے کا تاثر دیتا ہے۔

۵۔سیاست سے فاصلہ، سماج پر توجہ:

آر ایس ایس خود کو غیر سیاسی کہتا ہے؛ اس کا دعویٰ ہے کہ وہ کیڈر سازی اور سماجی خدمت کے ذریعے قوم سازی کرتا ہے، جب کہ عملی سیاست سے وابستہ ادارے الگ ہیں۔

(Hindutva: Who Is a Hindu, [V.D. Savarkar] Veer Savarkar Prakashan, Bombay, 1923, Page 1-50)

(We, or Our Nationhood Defined, [M.S. Golwalkar] Bharat Prakashan Nagpur, 1939, Page 1-35)

(Bunch of Thoughts, [M.S. Golwalkar] Sahitya Sundhu Prakashana, Bangalore, 1966, Page 1-30)

آر ایس ایس کے مطابق ہندو

راشٹریہ سویم سیوک سنگھ کے نزدیک ''ہندو'' کی تعریف صرف مذہبی عقیدے تک محدود نہیں، بلکہ یہ ایک تہذیبی، تاریخی اور ثقافتی شناخت ہے۔ آر ایس ایس کی فکر میں ہندو ہونا دراصل ہندوستانی تہذیب سے قلبی وابستگی کا نام ہے، نہ کہ محض کسی مخصوص پوجا پاٹ یا عقیدے کا۔

نظریاتی بنیاد

آر ایس ایس اس تعریف کی بنیاد ونائک دامودر ساورکر کے پیش کردہ نظریۂ

ہندوتوا پر رکھتا ہے۔ساورکر کے مطابق:

A Hindu means a person who regards this land of Bharatvarsha, from the Indus to the Seas, as his Fatherland (Pitribhu) as well as his Holyland (Punyabhu).

ترجمہ: ہندو اس شخص کو کہتے ہیں جو اس سرزمینِ بھارت ورش کو سندھ سے لے کر سمندروں تک اپنی پِتر بھومی (باپ کی سرزمین) بھی سمجھے اور اپنی پُنّی بھومی (مقدس سرزمین) بھی۔

آر ایس ایس نے اسی تصور کو اپنا کر ''ہندو'' کو ایک قومیتی شناخت کے طور پر پیش کیا۔

(Hindutva: Who Is a Hindu, [V.D. Savarkar] Veer Savarkar Prakashan, Bombay, 1923, Page 113)

آر ایس ایس کی تعبیر میں ہندو کی بنیادی خصوصیات

۱۔پِتر بھومی (Fatherland)

ہندو وہ ہے جو ہندوستان کو اپنی تاریخی و نسلی سرزمین مانتا ہو، اور جس کی اجتماعی یادداشت، تاریخ اور ثقافت اسی زمین سے جڑی ہو۔

۲۔پُنّی بھومی (Holy Land)

جس کے مذہبی و تہذیبی مراکز، مقدس روایات اور روحانی سرچشمے ہندوستان میں ہوں۔اسی نکتے کی بنا پر ساورکر اور آر ایس ایس کی تعبیر میں اسلام اور عیسائیت کے پیروکار (جن کے مقدس مراکز ہندوستان سے باہر ہیں) ہندوتوا کی تعریف میں شامل نہیں سمجھے جاتے، اگرچہ وہ شہری طور پر ہندوستانی ہو سکتے ہیں۔

(We, or Our Nationhood Defined, [M.S. Golwalkar] Bharat Prakashan Nagpur, 1939, Page 120)

(Bunch of Thoughts, [M.S. Golwalkar] Sahitya Sundhu Prakashana, Bangalore, 1966, Page 125)

آر ایس ایس کا تنظیمی ڈھانچہ

آر ایس ایس کا تنظیمی ڈھانچہ مرکزی قیادت + نچلی سطح کی شاکھا پر مبنی ایک سخت نظم وضبط والا، غیر سیاسی اور کیڈر بیسڈ نظام ہے۔ اس ڈھانچے کا مقصد افراد کی تربیت، نظریاتی یکسانیت اور طویل المدت قوم سازی ہے، نہ کہ براہِ راست سیاسی اقتدار جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ سرسنگھ چالک (सरसंघचालक)

- یہ آر ایس ایس کا سب سے اعلیٰ منصب ہوتا ہے۔
- تنظیم کی نظریاتی سمت، نظم اور پالیسی کی نگرانی
- تاحیات یا طویل مدت کے لیے تقرری
- پورے ''سنگھ پریوار'' کی فکری قیادت

۲۔ سرکاریہ وہ (सरकार्यवाह)

- یہ تنظیم کا انتظامی سربراہ ہوتا ہے۔
- روزمرہ امور اور تنظیمی فیصلوں کی نگرانی
- مختلف شعبہ جات اور ریاستی اکائیوں کے درمیان رابطہ اور نگرانی
- عملی تنظیمی ڈھانچے کو متحرک رکھنا

۳۔ کاریہ کاری منڈل (कार्यकारी मंडल)

- یہ آر ایس ایس کی مرکزی ایگزیکٹو کونسل ہے۔
- پالیسی سازی اور تنظیمی منصوبہ بندی
- تنظیمی توسیع اور تربیتی پروگراموں کی نگرانی
- سرسنگھ چالک کو مشاورتی معاونت فراہم کرنا

۴۔ پرانت (प्रांत) ریاستی سطح یا صوبائی سطح کی تنظیمی اکائی

● ہندوستان کو مختلف ''پرانتوں'' میں تقسیم کیا گیا ہے جو عموماً ریاستی حدود کے مطابق ہوتے ہیں۔

● ہر پرانت کا سربراہ ''پرانت سنگھ چالک'' ہوتا ہے

● ریاستی سطح پر شاکھاؤں اور کارکنان کی نگرانی

۵۔وِبھاگ اور ضلع (ज़िला / विभाग)

● وِبھاگ: کئی اضلاع پر مشتمل علاقہ

● ضلع: مقامی انتظامی اکائی

● تربیت، رابطہ اور تنظیمی توسیع کی ذمہ داری

۶۔منڈل/نگر (नगर / मंडल)

● یہ قصبہ یا شہر کی سطح کی تنظیمی اکائی ہوتی ہے۔

● شاکھاؤں کے انعقاد کی نگرانی

● مقامی سرگرمیوں اور سماجی پروگراموں کا انتظام

۷۔شاکھا (शाखा/Shakha) تنظیم کی بنیاد

● ''شاکھا'' آر ایس ایس کے پورے نظام کی بنیادی اکائی سمجھی جاتی ہے۔

● روزانہ یا ہفتہ وار اجتماع

● جسمانی مشق، ڈرل، کھیل، گیت اور فکری نشستیں

● نظم وضبط، کردار سازی اور اجتماعی تربیت

۸۔سویم سیوک (स्वयंसेवक)

● یہ آر ایس ایس کا عام رضا کار رکن ہوتا ہے۔

● رضا کارانہ خدمات انجام دینا

● تنظیمی نظریات سے وابستگی

● بغیر تنخواہ اور عہدے کے خدمت کرنا

تنظیمی ڈھانچہ کی اہم خصوصیات

● غیر سیاسی دعویٰ: براہِ راست سیاست سے الگ رہنے کا موقف

● مرکزی نظم: مضبوط اور مربوط کمانڈ اسٹرکچر

● کیڈر سازی: طویل المدت تربیت یافتہ کارکنان کی تیاری

سنگھ پریوار: ہم خیال تنظیموں کا وسیع نیٹ ورک، جیسے Vishwa Hindu Parishad، Akhil Bharatiya Vidyarthi Parishad اور Bharatiya Janata Party وغیرہ، جو الگ قانونی حیثیت رکھتے ہیں۔

(Bunch of Thoughts, [M.S. Golwalkar] Sahitya Sundhu Prakashana, Bangalore, 1966, Page 120-135)

(Dr. Hedgewar: The Epoch Maker, Bharatiya Vichar Sadhana, P. 52-70)

(The Brotherhood in Saffron: The Rashtriya Swayamsevak Sangh and Hindu Revivalism, Vistarr Publications P. 45-70)

آر ایس ایس کا طریقۂ کار

آر ایس ایس کا بنیادی طریقۂ کار تنظیمی، تربیتی اور تہذیبی نوعیت کا ہے۔ یہ خود کو سیاسی جماعت کے بجائے ایک رضا کارانہ ونظریاتی تنظیم کے طور پر پیش کرتا ہے۔ اس کا مرکزی مقصد ایسے افراد (سویم سیوک) تیار کرنا ہے جو ہندو تہذیبی قوم پرستی (Hindutva) کے نظریے پر یقین رکھتے ہوں اور سماج کے مختلف شعبوں میں سرگرم کردار ادا کریں۔ تنظیم کا کام براہِ راست سیاسی اقتدار حاصل کرنا نہیں بلکہ سماج کی فکری و اخلاقی تشکیل ہے، جس کے نتیجے میں سیاسی، سماجی اور ثقافتی سطح پر مطلوبہ تبدیلی آئے۔

آر ایس ایس کے عملی نظام کی بنیاد روزانہ یا ہفتہ وار ''شاکھا'' (शाखा) پر ہے۔ شاکھا کھلے میدان میں منعقد ہوتی ہے جہاں سویم سیوک جسمانی ورزش، نظم وضبط، کھیل، اجتماعی دعائیں، ترانے، اور نظریاتی گفتگو میں حصہ لیتے ہیں۔ شاکھا کا مقصد صرف جسمانی

صحت نہیں بلکہ اجتماعیت، اطاعتِ نظم، قربانی اور قومی شعور پیدا کرنا ہے۔ یہی شاکھا نظام آر ایس ایس کی تنظیمی طاقت اور تسلسل کی بنیاد سمجھا جاتا ہے۔

تنظیم میں سخت تنظیمی ڈھانچہ موجود ہے۔ سب سے اعلیٰ عہدہ سرسنگھ چالک کا ہوتا ہے، جس کے تحت مختلف سطحوں پر سہ سرسنگھ چالک، پرچارک، وِبھاگ، ضلع اور منڈل کی سطح تک ذمہ داریاں تقسیم ہیں۔ پرچارک آر ایس ایس کے کل وقتی کارکن ہوتے ہیں جو ذاتی خاندانی زندگی ترک کر کے مکمل طور پر تنظیم کے لیے وقف رہتے ہیں۔ یہی پرچارک مختلف علاقوں، تعلیمی اداروں اور سماجی تنظیموں میں نظریاتی توسیع کا ذریعہ بنتے ہیں۔

آر ایس ایس براہِ راست سیاست میں حصہ لینے کے بجائے ذیلی اور ہم خیال تنظیموں (جنہیں مجموعی طور پر سنگھ پریوار کہا جاتا ہے) کے ذریعے سماج کے مختلف شعبوں میں کام کرتا ہے۔ مزدوروں کے لیے الگ تنظیم، طلبہ کے لیے الگ، خواتین، قبائلی علاقوں، تعلیمی میدان اور مذہبی سرگرمیوں کے لیے جدا ادارے قائم کیے گئے ہیں۔ اس طریقے سے آر ایس ایس ریاست اور سماج کے تقریباً ہر شعبے میں بالواسطہ اثر قائم کرتا ہے، جب کہ خود کو غیر سیاسی ظاہر کرتا ہے۔

تنظیم کا ایک اہم طریقہ کردار سازی (Character Building) ہے۔ آر ایس ایس کے نزدیک ایک مضبوط قوم کے لیے پہلے مضبوط اور منضبط افراد ضروری ہیں۔ اسی لیے ذاتی اخلاق، سادگی، قربانی، اطاعت اور قوم کے لیے ایثار کو مسلسل اجاگر کیا جاتا ہے۔ قدرتی آفات، سیلاب، زلزلے اور وباؤں کے دوران آر ایس ایس اور اس کی ذیلی تنظیمیں سماجی خدمت کے ذریعے عوامی قبولیت حاصل کرتی ہیں، جسے تنظیم اپنی عملی حکمتِ عملی کا اہم حصہ سمجھتی ہے۔

نظریاتی سطح پر آر ایس ایس مسلسل مطالعہ، خطبات، تربیتی کیمپوں (प्रशिक्षण वर्ग) اور لٹریچر کے ذریعے اپنے کارکنوں کی فکری تشکیل کرتا ہے۔ ایم۔ ایس۔ گولوالکر اور دیگر نظریہ سازوں کی تحریریں تنظیمی نصاب کا حصہ سمجھی جاتی ہیں۔ ان تربیتی مراحل میں سویم

سیوک کو یہ سکھایا جاتا ہے کہ وہ مختلف سماجی وسیاسی حالات میں تنظیم کے مفاد اور نظریے کے مطابق کردار ادا کریں۔

(The RSS: A View to the Inside, New Delhi: Penguin India, 1987, page 33-78)
(Bunch of Thoughts, [M.S. Golwalkar] Sahitya Sundhu Prakashana, Bangalore, 1966, Page 1-45)
(The Hindu Nationalist Movement and Indian Politics 1925-1990s, New Delhi, Penguin Books, 1996, Page 40-95)

راشٹریہ سویم سیوک سنگھ (RSS) کے اہم رہنما

۱۔ ڈاکٹر کیشو بلی رام ہیڈگوار (Dr. Keshav Baliram Hedgewar)

بانی و پہلے سرسنگھ چالک (1925-1940)

ڈاکٹر ہیڈگوار نے 1925ء میں ناگپور میں آر ایس ایس کی بنیاد رکھی۔ وہ انقلابی پس منظر اور کانگریسی سرگرمیوں سے وابستہ رہے، مگر جلد اس نتیجے پر پہنچے کہ ہندوستانی سماج کی کمزوری کی جڑ تنظیمی فقدان اور کردار سازی کی کمی ہے۔ انہوں نے شاکھا نظام متعارف کرایا جس کا مقصد جسمانی نظم، اخلاقی تربیت اور تہذیبی قوم پرستی پیدا کرنا تھا۔ ہیڈگوار نے آر ایس ایس کو سیاسی جماعت بنانے کے بجائے سماجی و تربیتی تنظیم کے طور پر قائم رکھا، جس کی بنیاد رضا کارانہ نظم وضبط پر تھی۔

۲۔ مادھوسداشیو گولوالکر۔ گروجی (Madhav Sadashiv Golwalkar)

دوسرے سرسنگھ چالک (1940-1973)

گولوالکر نے آر ایس ایس کے نظریے کو فکری و تحریری صورت دی۔ ان کی کتب We or Our Nationhood Defined اور Bunch of Thoughts میں ہندوتوا، ثقافتی قوم پرستی، اور مضبوط راشٹر کے تصورات واضح ملتے ہیں۔ ان کے دور میں شاکھاؤں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوا اور سنگھ پریوار کی متعدد ذیلی تنظیمیں مستحکم ہوئیں۔ ناقدین کے مطابق ان کی تحریروں نے آر ایس ایس کے نظریے کو زیادہ واضح مگر متنازع بھی بنایا۔

۳۔ بالا صاحب دیورس (Balasaheb Deoras)

تیسرے سرسنگھ چالک (1973-1994)

دیورس کے دور کو توسیع، سماجی رابطے اور عملی لچک کا زمانہ کہا جاتا ہے۔ انہوں نے ایمرجنسی (1975-1977) کے بعد آر ایس ایس کی سیاسی و سماجی قبولیت بڑھانے پر توجہ دی اور مختلف طبقوں سے مکالمہ فروغ دیا۔ ان کے عہد میں تنظیمی نظم مزید مضبوط ہوا، شہری سطح پر سرگرمیاں بڑھیں اور آر ایس ایس نے خود کو قومی دھارے میں زیادہ مؤثر انداز میں منوایا۔

۴۔ موہن بھاگوت (Mohan Bhagwat)

موجودہ سرسنگھ چالک (2009 تا حال)

موہن بھاگوت کے دور میں آر ایس ایس نے نرم بیانیہ، مکالمہ اور سماجی ہم آہنگی پر زور دیا۔ وہ آئینِ ہند، سماجی ہم آہنگی اور قومی اتحاد کے حوالے سے بیانات دیتے رہے ہیں اور تنظیم کی جدید کاری (میڈیا، نوجوانوں سے رابطہ، سماجی خدمت) کو فروغ دیا۔ ان کے عہد میں آر ایس ایس کی سرگرمیاں عالمی سطح پر بھی زیادہ نمایاں ہوئیں، اگرچہ نظریاتی بحثیں بدستور جاری ہیں۔

آر ایس ایس کا مذہبی نظریہ

۱۔ ہندوتوا کا تصور:

آر ایس ایس کسی مخصوص مذہبی عبادات کا نہیں بلکہ ہندوتوا (Hindutva) کو قومی و تہذیبی شناخت کے طور پر پیش کرتا ہے، جس میں ہندوستانی تہذیب، تاریخ اور روایات کو مرکزیت حاصل ہے۔

۲۔ دھرم بطور تہذیب:

آر ایس ایس کے نزدیک دھرم کا مطلب صرف مذہب نہیں بلکہ ایک جامع اخلاقی و سماجی نظام ہے، جو زندگی کے تمام پہلوؤں (سماج، سیاست، اخلاق) کو منظم کرتا ہے۔

۳۔ ویدک وقدیم ہندو روایت کی مرکزیت:

وید، اُپنشد، رامائن، مہابھارت اور گیتا کو ہندوستانی تہذیب کی روح مانا جاتا ہے، مگر آر ایس ایس خود کو کسی خاص شاستر یا فرقے تک محدود نہیں کرتا۔

۴۔ مذہبی رواداری کا دعویٰ:

آر ایس ایس کے مطابق ہندو تہذیب کی اساس رواداری (Tolerance) ہے اور ہندوستان میں مختلف مذاہب کو اسی تہذیبی فریم ورک میں جگہ ملنی چاہیے۔

۵۔ قوم اور دھرم کا ربط:

آر ایس ایس کے نظریے میں راشٹر (قوم) اور دھرم جدا نہیں؛ قومی اتحاد کو ہندو تہذیبی اقدار سے جوڑا جاتا ہے۔

۶۔ عبادت سے زیادہ کردار سازی:

آر ایس ایس رسمی پوجا پاٹھ کے بجائے کردار، نظم وضبط، قربانی، اور سماجی خدمت کو زیادہ اہم سمجھتا ہے۔

۷۔ غیر ہندو مذاہب کا تصور:

اسلام اور عیسائیت جیسے مذاہب کو ہندوستانی تہذیب سے باہر کا مانا جاتا ہے، تاہم ان کے پیروکاروں کو قومی دھارے میں رہنے کی شرط پر قبول کرنے کا نظریہ پیش کیا جاتا ہے۔

۸۔ روحانیت سے زیادہ قوم پرستی:

آر ایس ایس کا مذہبی نظریہ بنیادی طور پر روحانی نجات کے بجائے ثقافتی قوم پرستی پر مرکوز ہے۔

(We, or Our Nationhood Defined, [M.S. Golwalkar] Bharat Prakashan Nagpur, 1939, Page 1-52)

(Bunch of Thoughts, [M.S. Golwalkar] Sahitya Sundhu Prakashana, Bangalore, 1966, Page 35-95)

(The Hindu Nationalist Movement and Indian Politics 1925-1990s, New Delhi, Penguin Books, 1996, Page 55-110)

آر ایس ایس کا سیاسی نظریہ

۱۔ثقافتی قوم پرستی(Cultural Nationalism):

آر ایس ایس کے مطابق ہندوستان ایک تہذیبی قوم ہے؛ سیاست کی بنیاد ہندو تہذیب، تاریخ اور اقدار ہونی چاہئے۔

۲۔ہندوتوا بطور سیاسی فکر:

ہندوتوا کو مذہبی عبادت نہیں بلکہ قومی شناخت اور سیاسی وحدت کا نظریہ سمجھا جاتا ہے۔

۳۔راشٹر (قوم) کی مرکزیت:

فرد، سماج اور ریاست سب قوم کے تابع ہیں؛ قومی مفاد کو اوّلین حیثیت حاصل ہے۔

۴۔مضبوط مرکزی ریاست:

آر ایس ایس ایک قوی، بااختیار اور منظم ریاست کا حامی ہے جو داخلی سلامتی، سرحدی تحفظ اور قومی نظم برقرار رکھ سکے۔

۵۔سیکولرازم پر تنقید:

مغربی طرز کے سیکولرازم کو ہندوستانی سیاق سے غیر موزوں سمجھتا ہے اور بھارتی ماڈل کی بات کرتا ہے جس میں اکثریتی تہذیب غالب ہو۔

۶۔جمہوریت کی قبولیت (مشروط):

جمہوریت کو قبول کرتا ہے مگر اسے قومی اقدار اور نظم کے تابع دیکھنا چاہتا ہے، محض عددی اکثریت کو کافی نہیں سمجھتا۔

۷۔سیاسی جماعت سے بالواسطہ تعلق:

آر ایس ایس خود سیاسی پارٹی نہیں، مگر اس کے نظریات سے متاثر جماعتیں (خصوصاً ہندوتوا فکر) سیاست میں سرگرم رہتی ہیں۔

۸۔قوم پر مبنی شہریت کا تصور:

شہریت کے معاملے میں ثقافتی وابستگی کو اہم مانتا ہے، نہ کہ محض آئینی یا قانونی شناخت کو۔

۹۔غیر ملکی اثرات سے مزاحمت:

نظریاتی طور پر مغربی استعماریت، کمیونزم اور لبرل ازم کے اثرات کو ہندوستانی سیاست کے لیے نقصان دہ سمجھتا ہے۔

۱۰۔سماجی نظم وضبط اور نظمِ حیات:

سیاست میں اخلاق، ضبطِ نفس، خدمتِ خلق اور تنظیمی ڈسپلن کو مرکزی قدر مانا جاتا ہے۔

(We, or Our Nationhood Defined, [M.S. Golwalkar] Bharat Prakashan Nagpur, 1939, Page 1-52)
(Bunch of Thoughts, [M.S. Golwalkar] Sahitya Sundhu Prakashana, Bangalore, 1966, Page 45-120)
(The Saffron Wave: Democracy and Hindu Nationalism in Modern India, Princeton University Press, 1999, page 25-88)

آر ایس ایس کی اہم کتب

We, or Our Nationhood Defined

مصنف: M.S. Golwalkar

یہ کتاب آر ایس ایس کے قوم، قومیت اور ہندوتوا کے تصور کی ابتدائی اور متنازع مگر نہایت اہم وضاحت پیش کرتی ہے۔ اس میں ثقافتی قوم پرستی اور قومی وحدت کے نظریاتی خدوخال بیان کیے گئے ہیں۔

Bunch of Thoughts

مصنف:M.S. Golwalkar

یہ کتاب گولوالکر کے خطبات اور تحریروں کا مجموعہ ہے، جس میں دھرم، سماج، سیاست، ریاست اور تنظیم پر آر ایس ایس کا نقطۂ نظر تفصیل سے ملتا ہے۔ یہ آر ایس ایس کی فکری بنیادوں میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔

Hindutva: Who Is a Hindu?

مصنف: V.D. Savarkar

یہ ساورکر کی تصنیف ہے جو پہلی بار 1923ء میں شائع ہوئی اور ہندوتوا کے نظریے کی بنیادی دستاویز سمجھی جاتی ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے "قوم" اور "ہندو" کی تعریف مذہبی عقائد کے بجائے مشترکہ سرزمین، تاریخ، ثقافت اور تہذیبی شعور کی بنیاد پر کی ہے، اور پِتر بھومی و پُنیہ بھومی کے تصورات کے ذریعے ہندوستانی شناخت کو متعین کیا ہے۔ ساورکر کے مطابق ہندوتوا کوئی مذہب نہیں بلکہ ایک ثقافتی۔قومی نظریہ ہے، جس کا مقصد ہندوستانی قوم کی وحدت اور تہذیبی تسلسل کو اجاگر کرنا ہے؛ اسی تناظر میں کتاب نے بعد کی ہندوتوا سیاست اور تنظیمی فکر پر گہرا اثر ڈالا۔

Dr. Hedgewar: The Epoch Maker

مصنف: C.P. Bhishikar

یہ کتاب آر ایس ایس کے بانی ڈاکٹر ہیڈگوار کی سوانح عمری ہے، جس میں شاکھا نظام اور ابتدائی تنظیمی حکمتِ عملی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

آر ایس ایس کا مسلمانوں کے لیے نظریہ

آر ایس ایس اپنے آپ کو مذہبی تنظیم کے بجائے ثقافتی قوم پرست تنظیم قرار دیتی ہے۔ اس کے مطابق ہندوستان ایک ہندو راشٹر ہے، جہاں ہندو کا مطلب مذہبی شناخت سے زیادہ تہذیبی و ثقافتی شناخت ہے۔ اسی فریم میں آر ایس ایس مسلمانوں کو ہندوستانی سماج کا حصہ تو مانتی ہے، مگر مشروط طور پر، یعنی اس شرط کے ساتھ کہ وہ ہندوستانی تہذیبی بالادستی کو تسلیم کریں اور اپنی جداگانہ سیاسی و قومی شناخت پر اصرار نہ کریں۔

آر ایس ایس کے نظریے میں مسلمانوں (اور عیسائیوں) کو عموماً ''غیر ملکی مذاہب'' کا پیروکار کہا جاتا ہے، کیونکہ اسلام کی تاریخی جڑیں عرب دنیا سے جوڑی جاتی

ہیں۔اس بنا پر تنظیم کے کلاسیکی نظریہ سازوں کے نزدیک مسلمان تہذیبی طور پر مکمل طور پر ہندوستانی نہیں سمجھے جاتے، الا یہ کہ وہ ہندو تہذیب میں ضم (Assimilate) ہو جائیں۔ یہ تصور آر ایس ایس کے ابتدائی لٹریچر میں واضح طور پر ملتا ہے۔

گولوالکر کا نظریہ (کلاسیکی موقف)

آر ایس ایس کے دوسرے سرسنگھ چالک M.S. Golwalkar نے مسلمانوں کے بارے میں سخت اور واضح موقف اختیار کیا۔ان کی کتاب We, or Our Nationhood Defined میں وہ ہندوستانی قومیت کو جرمن ماڈل سے تشبیہ دیتے ہوئے اقلیتوں کے لیے ضم ہونے کی شرط عائد کرتے ہیں:

> The foreign races in Hindustan must either adopt the Hindu culture and language, must learn to respect and hold in reverence Hindu religion..... or may stay in the country wholly subordinated to the Hindu Nation, claiming nothing, deserving no privileges, far less any preferential treatment. (We, or Our Nationhood Defined, Page 55)

ترجمہ: ''ہندوستان میں رہنے والی غیر ملکی نسلوں کے لیے لازم ہے کہ وہ یا تو ہندو تہذیب اور زبان کو اختیار کریں، ہندو مذہب کا احترام کریں اور اسے قابلِ تعظیم سمجھیں یا پھر اس ملک میں مکمل طور پر ہندو قوم کے تابع بن کر رہیں؛ کسی حق کا دعویٰ نہ کریں، کسی مراعت کے مستحق نہ ہوں، اور ترجیحی سلوک تو بالکل ہی نہ چاہیں''۔

یہ اقتباس واضح کرتا ہے کہ گولوالکر کے نزدیک مسلمان برابر کی ثقافتی قومیت کے حق دار نہیں، جب تک وہ ہندو تہذیب میں مکمل انضمام قبول نہ کریں۔

اسی طرح Bunch of Thoughts میں وہ مسلمانوں کو قومی اتحاد کے لیے ایک چیلنج کے طور پر پیش کرتے ہیں:

> The Muslims' claim of being a separate nation has been

the greatest obstacle in the path of national integration.
(Bunch of Thoughts, Page 190,M. S. Golwalkar)

ترجمہ: ''مسلمانوں کا اپنے آپ کو ایک الگ قوم قرار دینے کا دعویٰ قومی یکجہتی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ رہا ہے''۔ یہ موقف آر ایس ایس کے کلاسیکی دور کا نمائندہ سمجھا جاتا ہے۔

آئینی مساوات بمقابلہ ثقافتی قومیت

آر ایس ایس کا مسلمانوں کے بارے میں نظریہ آئینِ ہند کے تصورِ مساوات سے مختلف ہے۔ آئین تمام شہریوں کو مذہب، ثقافت اور شناخت کی مکمل آزادی دیتا ہے، جب کہ آر ایس ایس کے نزدیک مسلمانوں کو اپنی مذہبی شناخت نجی دائرے تک محدود رکھنی چاہیے اور عوامی و سیاسی سطح پر ہندو ثقافت کی برتری قبول کرنی چاہیے۔

بھگوا جھنڈا (भगवा ध्वज)

بھگوا (زعفرانی) جھنڈا، آر ایس ایس کے نزدیک محض ایک پرچم نہیں بلکہ روحانی و تہذیبی علامت ہے۔ آر ایس ایس کی روایت کے مطابق بھگوا رنگ ترکِ دنیا، قربانی، ضبطِ نفس اور تپسیا کی نمائندگی کرتا ہے۔

تنظیم اسے قدیم ہندو سنتوں، سنیاسیوں اور جنگجو روایات سے جوڑتی ہے اور دعویٰ کرتی ہے کہ یہ رنگ قوم کی اخلاقی و روحانی بالادستی کی علامت ہے۔ اسی بنا پر آر ایس ایس میں کسی فرد کے بجائے جھنڈے کو گرو مانا جاتا ہے؛ شاکھا میں ترنگا نہیں بلکہ بھگوا جھنڈا مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔

آر ایس ایس کے نزدیک بھگوا (زعفرانی) جھنڈا محض قومی علامت نہیں بلکہ روحانی، تہذیبی اور اخلاقی اتھارٹی کی نمائندگی کرتا ہے۔ آر ایس ایس میں کسی شخص کو نہیں بلکہ جھنڈے کو ''گرو'' ماننے کی روایت اسی تصور سے جڑی ہے۔

M.S. Golwalkar لکھتے ہیں:

The Bhagwa Dhwaj is our Guru. It represents the spirit of renunciation, sacrifice and selfless service on which our nation is built. (Bunch of Thoughts Page 11)

ترجمہ: بھگوا جھنڈا ہمارے لیے گرو کی حیثیت رکھتا ہے؛ یہ ترکِ دنیا، قربانی اور بے لوث خدمت کے اس جذبے کی علامت ہے جس پر ہماری قوم کی بنیاد رکھی گئی ہے۔

جھنڈا بطور اتھارٹی، فرد نہیں آر ایس ایس میں سربراہ (سرسنگھ چالک) بھی نظریاتی طور پر جھنڈے کے تابع سمجھا جاتا ہے، تاکہ فرد پرستی کے بجائے نظریے کی بالادستی قائم رہے۔

In the RSS there is no hero-worship. The saffron flag alone is the supreme guide.

(Organiser Souvenir on RSS, Page18)

ساورکر کے مطابق مسلمان

ساورکر کے نزدیک قوم کی بنیاد مشترکہ سرزمین (पितृभूमि) اور مشترکہ مقدس سرزمین (पुण्यभूमि) ہے۔ چونکہ اسلام کی مقدس سرزمین (مکہ و مدینہ) ہندوستان سے باہر ہے، اس لیے ساورکر مسلمانوں کو ثقافتی طور پر بیرونی وابستگی رکھنے والا گروہ قرار دیتے ہیں۔

The Hindus are bound together not only by the love they bear to a common fatherland but also by the common blood that courses through their veins..... Muslims and Christians regard their holy land as outside India. (Hindutva: Who is a Hindu Page 84-86)

مفہوم: ساورکر کے مطابق ہندو قوم مشترکہ سرزمین (آبا و اجداد کی سرزمین یا قومی وطن) اور مقدس وطن سے بندھی ہے، جبکہ مسلمان و عیسائی اپنی مذہبی مرکزیت ہندوستان سے باہر رکھتے ہیں، اس لیے وہ اس تہذیبی وحدت میں شامل نہیں ہوتے۔

اسلام بطور ''سیاسی و عسکری نظام'' ساورکر اسلام کو محض مذہب نہیں بلکہ سیاسی و عسکری نظریہ قرار دیتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ تاریخ میں اس کے پھیلاؤ میں طاقت کا

کردار رہا ہے۔

Islam is not merely a religion but a political creed, a militant organisation. (Hindutva: Who is a Hindu Page 55)

ترجمہ: ''اسلام محض ایک مذہب نہیں بلکہ ایک سیاسی عقیدہ اور جنگجو تنظیم ہے''۔

مسلمان بطور 'اندرونی غیر (Internal Other) ساورکر کے مطابق ہندوستانی مسلمان تبھی قومی دھارے میں شامل ہو سکتے ہیں جب وہ ہندوتوا کی تہذیبی بالادستی کو تسلیم کریں اور سیاسی وفاداری کو اسی کے تابع رکھیں۔

So long as the Muslims own a foreign land as their holy land, they cannot be held as loyal citizens of a Hindu nation. (Hindutva: Who is a Hindu Page 113)

ترجمہ: جب تک مسلمان کسی غیر ملکی سرزمین کو اپنی مقدس سرزمین سمجھتے رہیں گے، انہیں ایک ہندو قوم کے وفادار شہری نہیں مانا جا سکتا۔

گولوارکر کے مطابق مسلمان

گولوالکر کا نظریہ مسلمان M.S. Golwalkar آر ایس ایس کے دوسرے سرسنگھ چالک اور اس کے سب سے نمایاں نظریہ ساز تھے۔ ان کی تحریروں میں قوم کی تعریف مشترکہ تہذیب کی بنیاد پر کی گئی ہے، اور اسی فریم میں مسلمانوں کے بارے میں ان کا موقف سامنے آتا ہے۔

مسلمان بطور الگ قوم قومی یکجہتی میں رکاوٹ

So long as the Muslims own a foreign land as their holy land, they cannot be held as loyal citizens of a Hindu nation. (Bunch of Thoughts, Page 190)

ترجمہ: مسلمانوں کا اپنے آپ کو ایک الگ قوم قرار دینے کا دعویٰ قومی یکجہتی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ رہا ہے۔

تشریح: گولوالکر کے نزدیک ہندوستان ایک تہذیبی قوم ہے؛ چنانچہ مسلمانوں کی جداگانہ قومی شناخت کے دعوے کو وہ قوم کی وحدت کے منافی سمجھتے ہیں۔

غیر ہندوؤں کی حیثیت تہذیبی تابع داری

The foreign races in Hindustan must either adopt the Hindu culture and language, must learn to respect and hold in reverence Hindu religion…or may stay in the country wholly subordinated to the Hindu Nation, claiming nothing, deserving no privileges, far less any preferential treatment. (We, or Our Nationhood Defined, Page 55)

ترجمہ: ہندوستان میں رہنے والی غیر ملکی نسلوں کو یا تو ہندو تہذیب اور زبان اختیار کرنا ہوگی، ہندو مذہب کا احترام اور اسے قابلِ تعظیم سمجھنا ہوگا..... یا پھر وہ اس ملک میں مکمل طور پر ہندو قوم کے تابع بن کر رہیں؛ کسی حق کا دعویٰ نہ کریں، کسی رعایت کے مستحق نہ ہوں، اور ترجیحی سلوک کی تو بالکل ہی بات نہ کریں۔

تشریح: یہ اقتباس گولوالکر کے اخراجی (Exclusionary) قومیتی تصور کو واضح کرتا ہے، جس میں غیر ہندوؤں بالخصوص مسلمانوں پر سے غالب ہندو تہذیب کی قبولیت کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

آر ایس ایس کا ہندو راشٹر نظریہ

RSS کے فکری نظام میں ہندو راشٹر ایک مذہبی ریاست نہیں بلکہ ایک تہذیبی قوم (Cultural Nation) کا تصور ہے، جس کی بنیاد ہندو تہذیب، اقدار اور تاریخی تسلسل پر رکھی جاتی ہے۔ آر ایس ایس کے مطابق ہندوستان بنیادی طور پر ایک ہندو تہذیبی خطہ ہے، اس لیے ریاست اور معاشرہ اسی تہذیبی شناخت کی عکاسی کریں۔

گولوالکر کا تصورِ قوم

M.S. Golwalkar کے نزدیک قوم صرف جغرافیہ نہیں بلکہ مشترکہ تہذیب اور

ثقافت ہے۔

Nation is not merely a piece of land. It is a living entity with a soul, born out of a common culture.

(We, or Our Nationhood Defined, Page 42)

ترجمہ: قوم محض زمین کا ایک ٹکڑا نہیں بلکہ ایک زندہ وجود ہے، جس کی روح مشترکہ تہذیب سے جنم لیتی ہے۔

ہندو راشٹر میں غیر ہندوؤں کی حیثیت

گولوالکر کے مطابق ہندو راشٹر میں غیر ہندو اسی صورت مکمل طور پر شامل ہو سکتے ہیں جب وہ غالب ہندو تہذیب کو تسلیم کریں۔

The foreign races in Hindustan must either adopt the Hindu culture and language..... or may stay in the country wholly subordinated to the Hindu Nation.

(We, or Our Nationhood Defined, Page 55)

ترجمہ: ہندوستان میں رہنے والی غیر ملکی نسلوں کو یا تو ہندو تہذیب اور زبان اختیار کرنا ہوگی..... یا پھر ہندو قوم کے مکمل تابع ہو کر رہنا ہوگا۔

ہندو راشٹر اور آئین

آر ایس ایس کے مطابق ہندو راشٹر کوئی اچانک آئینی تبدیلی نہیں بلکہ ایک سماجی حقیقت ہے جو صدیوں سے موجود ہے؛ آئین کو بالآخر اسی تہذیبی حقیقت کے مطابق ہونا چاہیے۔(Bunch of Thoughts, Page 47-49)

ساورکر کے مطابق ہندو لفظ کی تشریح

ہندو کوئی مذہبی اصطلاح نہیں بلکہ ایک قومی اور ثقافتی شناخت ہے۔ ہندو، بدھ، جین، اور سکھ سب ''ہندو'' ہیں کیونکہ ان کے مذہبی مراکز بھارت میں ہیں۔ مسلمان اور عیسائی اس تعریف میں شامل نہیں کیونکہ ان کے مقدس مقامات (مکہ، مدینہ، یروشلم)

بھارت سے باہر ہیں۔ لہٰذا، ان کے نزدیک ''ہندو قوم'' (Hindu Rashtra) صرف ان لوگوں پر مشتمل ہے جن کی پیدائش اور مذہبی عقیدت دونوں بھارت سے وابستہ ہیں۔ یہی نظریہ بعد میں ڈاکٹر کیشو بلی رام ہیڈگیوار نے آر ایس ایس کے قیام (۱۹۲۵ء) کی فکری بنیاد کے طور پر اپنایا۔

آر ایس ایس کے نزدیک: بھارت ایک ''ہندو راشٹر'' ہے جو بھارت کو اپنی ماتر بھومی (ماں کی دھرتی) اور پُنّیہ بھومی (مقدس زمین) مانتا ہے، وہی حقیقی ہندو اور سچا بھارتی ہے۔

ہندو ایک شناخت ہے

اس تصور کے مطابق ہندو ہونا صرف ایک مذہب کی پیروی نہیں بلکہ ایک تہذیبی اور قومی شناخت ہے۔ ہندو، بدھ، جین، اور سکھ سب اس تعریف کے مطابق ''ہندو'' شمار کیے جاتے ہیں کیونکہ ان کے مذہبی مراکز اور روحانی وابستگی بھارت کی سرزمین سے ہیں۔ لیکن مسلمان اور عیسائی چونکہ اپنے مقدس مقامات (مکہ، مدینہ، یروشلم وغیرہ) بھارت سے باہر مانتے ہیں، اس لیے ساورکر کے نظریے میں وہ مکمل طور پر ''ہندو قوم'' کا حصہ نہیں ہو سکتے۔ یعنی جس کا جنم (پیدائش) بھی بھارت میں ہو، اور جس کی مذہبی عقیدت اور روحانی وابستگی بھی اسی سرزمین سے ہو وہی ''ہندو'' کہلانے کا حق رکھتا ہے۔

ہندو قوم (Hindu Rashtra)

آر ایس ایس یہ مانتا ہے کہ بھارت کی اصل پہچان ہندو قوم ہے۔ یعنی یہ ملک ہندو تہذیب، ثقافت، اور دھارمک اقدار پر قائم ہے۔ مسلمانوں اور عیسائیوں کے بارے میں آر ایس ایس کا نظریہ یہ ہے کہ اگر وہ بھارت میں رہتے ہوئے اس سرزمین کو اپنی ماتر بھومی مانیں اور ہندو ثقافت و سنسکرتی کو قبول کریں، تو وہ بھی ''ہندو سماج'' کا حصہ بن سکتے ہیں۔ لیکن اگر وہ اپنی مذہبی اور تہذیبی وفاداری بھارت سے باہر (جیسے مکہ یا یروشلم) کے ساتھ جوڑتے ہیں تو آر ایس ایس انہیں ''ہندو قوم'' کا حصہ نہیں سمجھتا۔

بھارت ایک ہندو راشٹر (Hindu Nation)

آر ایس ایس کا عقیدہ ہے کہ بھارت کی اصل شناخت ہندو راشٹر ہے۔ ان کے نزدیک اس ملک کی سرزمین، تاریخ، تہذیب اور روح سب ہندو دھرم سے وابستہ ہیں۔ اس لیے بھارت کی قومی زندگی کو اسی دھرم اور کلچر کے مطابق ڈھلنا چاہیے۔ ان کے نزدیک ہندو دھرم صرف ایک مذہب نہیں بلکہ قومیت کی بنیاد ہے، اور بھارت کی یکجہتی اسی وقت ممکن ہے جب پورا سماج ہندو تہذیبی اصولوں کے مطابق چلے۔ (Bunch of Thoughts (مصنف: ایم ایس گولوالکر) باب نمبر 6 اور 7)

مذہبی وحدت کا تصور

آر ایس ایس کے مطابق ہندو، جین، بدھ اور سکھ سب ایک ہی روحانی جڑ سے نکلے ہیں اور سب کا مذہب دراصل سناتن دھرم کی مختلف شاخیں ہیں۔ اس لیے یہ سب ''ہندو'' کہلاتے ہیں۔ مگر اسلام اور عیسائیت چونکہ بھارت سے باہر کی زمینوں (مکہ اور یروشلم) سے وابستہ مذاہب ہیں، اس لیے آر ایس ایس انہیں ''غیر ملکی مذاہب'' مانتی ہے۔ تاہم وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر ان مذاہب کے ماننے والے بھارت کی ثقافت، روایات اور قومی اقدار کو قبول کر لیں، تو وہ بھی ''ہندو سماج'' کا حصہ بن سکتے ہیں۔

دھرتی ماتا (بھومی ماتا) کا تصور

آر ایس ایس کے نزدیک بھارت کی سرزمین ماتر بھومی (ماں کی دھرتی) اور پُنیہ بھومی (مقدس زمین) ہے۔ وہ اس زمین کو مذہبی تقدس حاصل مانتے ہیں اور اس کی حفاظت کو مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں۔

ان کے نظریے کے مطابق جو اس زمین کو ماں کی طرح مانتا اور اس سے روحانی وابستگی رکھتا ہے، وہی حقیقی ''ہندو'' اور ''بھارتی'' ہے۔

دیگر مذاہب کے ساتھ رویہ

آر ایس ایس دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کی موجودگی کو قبول کرتی ہے، مگر اس شرط پر کہ وہ ہندو تہذیب اور ثقافت کو تسلیم کریں۔ اسلام اور عیسائیت کو وہ اس لیے مکمل طور پر تسلیم نہیں کرتے کیونکہ ان کی مذہبی وابستگی بھارت کے بجائے بیرونی سرزمینوں سے ہے۔ ان کے نزدیک بھارت میں رہنے والے مسلمانوں اور عیسائیوں کو اپنی قومی وفاداری بھارت کی تہذیب سے جوڑنی چاہیے، نہ کہ غیر ملکی مذہبی مراکز سے۔

مذہبی عقائد

اگرچہ آر ایس ایس باضابطہ طور پر کوئی مذہبی رسومات انجام نہیں دیتی، لیکن اس کے نظریات ہندو دھرم کی مورتی پوجا، ویدوں اور اپنشدوں سے متاثر ہیں۔ اس کے اجتماعات میں ویدک نعروں، گیتوں، اور ہندو دیوی دیوتاؤں کی علامتی اہمیت دی جاتی ہے۔

آر ایس ایس ایک ہندو قوم پرست، ثقافتی اور نظریاتی تنظیم ہے جس کے عقائد مذہب، قومیت، اور تہذیب کے امتزاج پر مبنی ہیں۔

اس کے بانی ڈاکٹر کیشو بلی رام ہیڈگیوار اور نظریاتی رہنما ونایک دامودر ساورکر (V.D. Savarkar) تھے، جنہوں نے ''ہندوتوا'' (Hindutva) کے تصور کو اس تنظیم کی فکری بنیاد بنایا۔ ذیل میں آر ایس ایس کے بنیادی عقائد کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے:

۱۔ ایک ہندو راشٹر (Hindu Nation)

آر ایس ایس کا سب سے پہلا اور بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ بھارت ایک ہندو راشٹر ہے۔ ان کے نزدیک بھارت کی اصل شناخت، ثقافت، تہذیب اور روح سب ہندو دھرم سے وابستہ ہیں۔ اس لیے اس ملک کا قومی ڈھانچہ، سماج اور اخلاقی نظام ہندو اقدار کے مطابق ہونا چاہیے۔

۲۔ ہندوتوا ایک قومی و تہذیبی نظریہ

آر ایس ایس کے مطابق ''ہندوتوا'' محض ایک مذہب نہیں بلکہ ایک مکمل طرزِ زندگی اور قومی نظریہ ہے۔اس نظریے کے مطابق ہندو وہ شخص ہے جو بھارت کو اپنی ماتر بھومی (ماں کی دھرتی)، پتر بھومی (آبائی وطن)، اور پُنّیہ بھومی (مقدس زمین) مانتا ہو۔یعنی جس کی پیدائش اور مذہبی وابستگی دونوں بھارت سے ہوں، وہی حقیقی ''ہندو'' کہلاتا ہے۔

۳۔تمام ہندوستانی مذاہب ایک ہیں

آر ایس ایس یہ مانتی ہے کہ ہندو، بدھ، جین اور سکھ مذاہب سناتن دھرم کی مختلف شاخیں ہیں اور سب کی جڑ ایک ہے۔ان سب کو ''ہندو سماج'' کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ان کے نزدیک یہ سب مذاہب بھارت کی روحانی وراثت سے نکلے ہیں،اس لیے سب ''ہندوتوا'' کے دائرے میں آتے ہیں۔

۴۔غیر ملکی مذاہب کا تصور

آر ایس ایس کے نزدیک اسلام اور عیسائیت بھارت کی سرزمین سے باہر کے مذاہب ہیں۔ان مذاہب کے ماننے والے اگر بھارت میں رہتے ہیں تو انہیں اپنی قومی وفاداری اور ثقافتی وابستگی بھارت کی دھرتی سے جوڑنی چاہیے، نہ کہ بیرونی مذہبی مراکز (جیسے مکہ یا یروشلم) سے۔اگر وہ بھارت کی تہذیب، روایات اور قومی اقدار کو تسلیم کرتے ہیں تو انہیں ''ہندو سماج'' کا حصہ مانا جاسکتا ہے۔

دھرتی ماتا اور پوجا کا تصور: آر ایس ایس بھارت کو صرف ایک ملک نہیں بلکہ دھرتی ماتا (ماں کی دھرتی) اور پُنّیہ بھومی (مقدس زمین) مانتی ہے۔ان کے نزدیک بھارت کی مٹی، دریا، پہاڑ، اور ثقافت سب مقدس ہیں، اور ان کی خدمت اور حفاظت ایک مذہبی فریضہ ہے۔

۶۔قوم اور مذہب کا اتحاد

آر ایس ایس مذہب اور قومیت کو الگ نہیں مانتی۔ان کے نزدیک ہندو دھرم ہی

بھارتی قومیت کی بنیاد ہے۔اس لیے قومی خدمت، قربانی، اور سماجی اتحاد کو مذہبی عبادت کے برابر سمجھا جاتا ہے۔

۷۔مورتی پوجا اور مذہبی عقائد

اگرچہ آر ایس ایس براہِ راست کوئی مذہبی تنظیم نہیں، لیکن اس کے نظریات ہندو دھرم سے گہری وابستگی رکھتے ہیں۔یہ وید، اپنشد، گیتا، رامائن، اور مہابھارت کو روحانی رہنمائی کے اہم ذرائع مانتی ہے، اور مورتی پوجا، بھگتی، اور ویدک روایات کو ہندو تہذیب کی بنیاد سمجھتی ہے۔

۸۔سماجی خدمت اور نظم وضبط

آر ایس ایس سماجی خدمت، خود انحصاری، جسمانی مضبوطی، اور قومی نظم وضبط کو مذہبی فریضہ سمجھتی ہے۔ان کے کارکن (سویم سیوک) روزانہ ''شاکھا'' میں جسمانی مشقیں، بھجن، اور قومی نعرے دہراتے ہیں تاکہ قوم پرستی اور ہندو شعور بیدار رہے۔

آر ایس ایس کا تعلیمی نیٹ ورک

RSS کا تعلیمی نیٹ ورک بنیادی طور پر Vidya Bharati کے تحت کام کرتا ہے، جو سنگھ پریوار کی سب سے بڑی تعلیمی تنظیم سمجھی جاتی ہے۔اس کی ابتدا 1952ء میں ''سرسوتی شِشو مندر'' (सरस्वती शिशु मंदिर) تحریک سے ہوئی، جس کا مقصد جدید تعلیم کے ساتھ ہندو تہذیبی اقدار، قومی شعور، اخلاقی تربیت اور ثقافتی شناخت کو فروغ دینا تھا۔

ودیا بھارتی کے تحت ہندوستان بھر میں ہزاروں اسکول، شِشو مندر، انٹر کالج اور تعلیمی ادارے قائم ہیں، جہاں رسمی نصاب کے ساتھ کردار سازی، نظم وضبط، قوم پرستی اور ثقافتی تعلیم پر بھی زور دیا جاتا ہے۔

مقاصد (Objectives)

ودیا بھارتی کے اپنے بیانات، نصابی مواد اور تنظیمی لٹریچر کے مطابق اس کے

بنیادی مقاصد درج ذیل ہیں:

۱۔طلبہ میں نظم وضبط، دیانت، قربانی، اخلاقی اقدار اور خدمتِ سماج کا جذبہ پیدا کرنا۔

۲۔ہندوستانی (ہندو) تہذیب، روایات، سنسکرت، یوگ اور قومی علامات سے وابستگی پیدا کرنا۔

۳۔طلبہ میں ''ثقافتی قوم پرستی'' (Cultural Nationalism) اور قومی یکجہتی کا شعور اجاگر کرنا۔

۴۔ہندو تہذیب، ثقافت اور قومی اقدار پر مبنی تعلیم کو فروغ دینا۔

۵۔طلبہ کو جسمانی، ذہنی اور اخلاقی طور پر مضبوط بنانا۔

۶۔ہندوستانی تاریخ، سنسکرتی اور روایات سے وابستگی پیدا کرنا۔

۷۔سنسکرت، یوگ، بھارتیہ سنسکرتی اور ویدک روایات کے مطالعے کی حوصلہ افزائی کرنا۔

۸۔ایسے طلبہ تیار کرنا جو مستقبل میں سماجی، تعلیمی اور قومی قیادت فراہم کر سکیں۔

۹۔جدید مضامین، جیسے سائنس، ریاضی اور ٹیکنالوجی کے ساتھ اخلاقی، روحانی اور ثقافتی تربیت فراہم کرنا۔

۱۰۔خدمتِ خلق، سماجی ذمہ داری اور قومی یکجہتی کا جذبہ پیدا کرنا۔

(Vidya Bharati: Vision and Mission Documents, New Delhi: Vidya Bharati Akhil Bharatiya Shiksha Sansthan, various editions, Page 10-28)

The Brotherhood in Saffron: The Rashtriya Swayamsevak Sangh and Hindu Revivalism. New Delhi: Vistaar Publications, 1987, p. 120-135)

(The Saffron Wave: Democracy and Hindu Nationalism in Modern India, Page 150-162)

(The RSS: A View to the Inside. New Delhi: Penguin India, 1987)

اسکولوں کی اقسام

ودیا بھارتی کے تحت مختلف درجوں اور ناموں سے ادارے چلتے ہیں:

- سرسوتی شِشو مندر (सरस्वती शिशु मंदिर)۔پرائمری سطح
- سرسوتی وِدیا مندر (सरस्वती विद्या मंदिर)۔مڈل وہائی اسکول
- ودیا نیکیتن / آدرش وِدیالیہ (आदर्श विद्यालय / विद्या निकेतन)۔سیکنڈری و

سینئر سیکنڈری سطح

● ٹیچر ٹریننگ انسٹی ٹیوٹس (शिक्षक प्रशिक्षण संस्थान)- اساتذہ کی نظریاتی اور تدریسی تربیت کے مراکز

(Vidya Bharati: Vision and Mission Documents. New Delhi: Vidya Bharati Akhil Bharatiya Shiksha Sansthan, various editions, p. 12-30)
(The RSS: A View to the Inside, New Delhi: Penguin India, 1987,p. 145-170)
(Vidya Bharati Publications, New Delhi: Vidya Bharati Akhil Bharatiya Shiksha Sansthan, various editions)
(The Hindu Nationalist Movement and Indian Politics, Page 120-165)

تعداد

تعداد کے بارے میں مختلف محققین، تنظیمی رپورٹس اور Vidya Bharati کے اپنے اعداد و شمار کے مطابق اس کے تعلیمی نیٹ ورک کی وسعت درج ذیل ہے:

اسکولوں اور تعلیمی مراکز کی تعداد تقریباً 25000 سے 30000 تک ہے جس میں طلبہ کی تعداد تقریباً 30 سے 35 لاکھ استفادہ کرتے ہیں اور اساتذہ تقریباً 1.5 لاکھ ہیں جو تعلیم دیتے ہیں۔

نوٹ: یہ اعداد و شمار مختلف سالانہ رپورٹس اور تحقیقی مطالعات کے مطابق بدلتے رہتے ہیں، اس لیے مختلف ذرائع میں معمولی فرق پایا جاتا ہے۔

(Vidya Bharati Annual Reports. New Delhi: Vidya Bharati Akhil Bharatiya Shiksha Sansthan, various editions (2023-2026)
(The Hindu Nationalist Movement and Indian Politics (1925-1990s) New Delhi: Penguin Books, 1996, p. 120-165)

نصاب اور سرگرمیاں

ودیا بھارتی کے اسکولوں میں:

سرکاری بورڈز (CBSE/State Boards) کے نصاب کے ساتھ ان اداروں میں یوگ، سوریا نمسکار، وندے ماترم، سنسکرت شلوک، قومی گیت، اور ہندوستانی تہذیب و

ثقافت سے متعلق پروگرام نصابی وہم نصابی سرگرمیوں کا حصہ ہوتے ہیں۔

اسی طرح قومی تہواروں، تاریخی شخصیات اور ثقافتی تقریبات کے ذریعے طلبہ میں قومی شعور اور تہذیبی وابستگی پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

ناقدین کے مطابق:

بعض محققین اور ناقدین کے مطابق ان اداروں میں تاریخ، سماجی علوم اور ثقافتی موضوعات کی تدریس میں ہندوتوا یا ثقافتی قوم پرستی کا زاویۂ نظر نمایاں نظر آتا ہے۔ ناقدین کا کہنا ہے کہ بعض نصابی وغیر نصابی مواد میں ہندو تہذیب اور قومی شناخت کو مرکزی حیثیت دی جاتی ہے، جس کے باعث علمی اور تعلیمی حلقوں میں اس موضوع پر بحث واختلاف پایا جاتا ہے۔ جبکہ تنظیم کے حامی اسے ہندوستانی ثقافت اور قومی اقدار کے فروغ کی کوشش قرار دیتے ہیں۔

(Communalism and the Writing of Indian History, [Romila Thapa], New Delhi: People's Publishing House, 1969, Page 1-57)

آر ایس ایس کا اہم مرکز (ہیڈ کوارٹر)

آر ایس ایس کا مرکزی ہیڈ کوارٹر ناگپور (مہاراشٹر) میں واقع ہے، جسے عام طور پر ہیڈگوار بھون (Hedgewar Bhawan) کہا جاتا ہے۔ یہیں سے تنظیم کی مرکزی منصوبہ بندی، رہنمائی اور ملک گیر سرگرمیوں کی سمت طے کی جاتی ہے۔ ناگپور کو آر ایس ایس کا مرکز اس لیے بنایا گیا کہ تنظیم کے بانی Keshav Baliram Hedgewar نے 1925ء میں اسی شہر سے آر ایس ایس کی بنیاد رکھی تھی۔

ریشم باغ اسمرتی مندر

ناگپور ہی میں ریشم باغ کے علاقے میں واقع اسمرتی مندر آر ایس ایس کا ایک نہایت اہم مقام ہے، جہاں ہیڈگوار اور گولوالکر کی سمادھیاں ہیں۔ یہ مقام تنظیم کے لیے

نظریاتی و علامتی مرکز کی حیثیت رکھتا ہے، اور یہاں اہم تقاریب، میٹنگ اور تربیتی سرگرمیاں ہوتی ہیں۔

اہمیت

RSS کی مرکزی قیادت (سرسنگھ چالک) عموماً یہیں مقیم رہتی ہے۔ سالانہ عاملہ اجلاس، پالیسی مشاورت اور اہم تنظیمی فیصلے بھی اسی مرکز میں انجام پاتے ہیں۔ یہیں سے سنگھ پریوار (Sangh Parivar) کی ذیلی تنظیموں کے ساتھ رابطہ و ہم آہنگی قائم رکھی جاتی ہے، جبکہ نظریاتی تربیت، تنظیمی حکمتِ عملی اور مستقبل کی سمت کا تعین بھی اسی مرکزی نظام کے تحت کیا جاتا ہے۔

آر ایس ایس کی ذیلی تنظیمیں

بھارتیہ جنتا پارٹی (BJP)

بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) بھارت کی ایک بڑی قومی سیاسی جماعت ہے، جس کی نظریاتی و تاریخی بنیاد بھارتیہ جن سنگھ (1951ء) سے جڑی ہوئی ہے، جبکہ موجودہ جماعت 6 اپریل 1980ء کو وجود میں آئی۔ اس کے ابتدائی رہنماؤں میں اٹل بہاری واجپئی اور لال کرشن آڈوانی نمایاں تھے۔

بی جے پی خود کو ایک جمہوری سیاسی جماعت قرار دیتی ہے اور اپنے منشور میں قومی اتحاد، مضبوط جمہوری اداروں، ترقی، گڈ گورننس، قومی سلامتی، اقتصادی استحکام اور ثقافتی اقدار کے تحفظ پر زور دیتی ہے۔

نظریاتی طور پر اسے ہندوتوا یا ثقافتی قوم پرستی سے متاثر سمجھا جاتا ہے، اور اس کی فکری و تاریخی قربت راشٹریہ سویم سیوک سنگھ (RSS) سے بیان کی جاتی ہے، اگرچہ بی جے پی یہ موقف اختیار کرتی ہے کہ وہ آئینی دائرے میں ایک خودمختار سیاسی جماعت ہے اور اس

کی پالیسی سازی اس کے اپنے منتخب ادارے کرتے ہیں۔ جماعت کا مرکزی دفتر نئی دہلی میں واقع ہے، جہاں سے قومی سطح کی تنظیمی، انتخابی اور پالیسی سرگرمیوں کی نگرانی کی جاتی ہے۔

ویشوا ہندو پریشد (VHP)

وشو ہندو پریشد (VHP) ہندو سماج کی ایک اہم مذہبی و سماجی تنظیم ہے، جس کا قیام 1964ء میں ممبئی میں عمل میں آیا۔ اس کا مقصد دنیا بھر کے ہندوؤں کو ایک مشترکہ پلیٹ فارم پر منظم کرنا، ہندو مذہب، تہذیب، ثقافت اور مذہبی روایات کا تحفظ و فروغ، ہندو سماج میں اتحاد پیدا کرنا اور مذہبی شعور کو بیدار کرنا ہے۔

یہ تنظیم ہندو مندروں، مذہبی مقامات، سنتوں اور آچاریوں کے تحفظ و رابطے پر بھی زور دیتی ہے، جبکہ رام جنم بھومی (ایودھیا) تحریک، گھر واپسی (دوبارہ ہندو بنانے کی مہم) اور ہندو شناخت کے تحفظ جیسے موضوعات میں بھی نمایاں کردار ادا کر چکی ہے۔

تحقیقی ادب میں اسے عموماً سنگھ پریوار کی مذہبی و ثقافتی شاخ اور راشٹریہ سویم سیوک سنگھ (RSS) سے فکری طور پر قریب سمجھا جاتا ہے، اگرچہ تنظیم خود کو ایک غیر سیاسی مذہبی و سماجی ادارہ قرار دیتی ہے۔ اس کا مرکزی دفتر نئی دہلی میں واقع ہے۔

بجرنگ دل (Bajrang Dal)

بجرنگ دل بھارت کی ایک ہندو نوجوان تنظیم ہے، جس کا قیام 1984ء میں ہوا اور اسے عموماً وشو ہندو پریشد (VHP) کی نوجوان شاخ اور سنگھ پریوار سے وابستہ تنظیم سمجھا جاتا ہے۔ اس کا نام ہندو روایت کی شخصیت ہنومان (بجرنگ بلی) سے لیا گیا ہے۔

تنظیم کا مقصد ہندو نوجوانوں کو منظم کرنا، انہیں مذہبی، جسمانی اور نظریاتی تربیت دینا، ہندو مذہبی و ثقافتی اقدار کا تحفظ، قومی شعور اور نظم و ضبط کو فروغ دینا ہے۔

بجرنگ دل مذہبی جلوسوں، مندروں کی حفاظت، ہندو تہواروں کے انعقاد، تربیتی کیمپوں، سماجی خدمات اور قدرتی آفات میں امدادی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیتا ہے۔

تاہم بعض سرگرمیوں کے باعث یہ تنظیم تنازعات اور تنقید کا بھی موضوع رہی ہے، جبکہ تنظیم کا مؤقف ہے کہ اس کی تمام سرگرمیاں ہندو سماج کے تحفظ اور قانونی دائرے کے اندر انجام دی جاتی ہیں۔

اکھل بھارتیہ ودیارتھی پریشد (ABVP)

یہ طلبہ کی تنظیم ہے جو کیمپس سیاست اور تعلیمی سرگرمیوں میں فعال رہتی ہے۔

بھارتیہ مزدور سنگھ (BMS)

مزدور یونین: یہ قوم پرستانہ مزدور نظریے کی وکالت کرتی ہے۔

ودیا بھارتی (Vidya Bharati)

تعلیمی نیٹ ورک: یہ ہزاروں اسکول، کردار سازی اور تہذیبی تعلیم پر زور دیتی ہے۔

سیوا بھارتی (Sewa Bharati)

فلاحی و امدادی سرگرمیاں: یعنی یہ آفات، صحت اور دیہی ترقی میں کام کرتی ہے۔

وانا واسی کلیان آشرم (Vanavasi Kalyan Ashram)

یہ قبائلی علاقوں میں سماجی و تعلیمی کام اور ثقافتی انضمام پر زور دیتی ہے۔

راشٹریہ سیوِکا سمتی (Rashtriya Sevika Samiti)

یہ خواتین کی تنظیم ہے جو سماجی خدمت اور تہذیبی تربیت پر زور دیتی ہے۔

خلاصہ: آر ایس ایس کے تحت یا اس سے وابستہ متعدد ذیلی تنظیمیں مختلف سماجی، تعلیمی، مذہبی، مزدور، طلبہ، خواتین اور سیاسی شعبوں میں کام کرتی ہیں۔ محققین اس پورے تنظیمی نیٹ ورک کو سنگھ پریوار (Sangh Parivar) کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان تنظیموں کا مشترکہ مقصد اپنے نظریات کو معاشرے کے مختلف طبقات تک پہنچانا اور مختلف شعبوں میں تنظیمی سرگرمیوں کو فروغ دینا ہے۔

آر ایس ایس کے نظریات کی تردید اسلامی نقطۂ نظر سے

آر ایس ایس کا نظریہ ہندوتوا قوم کو مذہب، نسل اور زمین کی بنیاد پر متعین کرتا ہے، جو اسلام کے اصولِ توحید اور اخوتِ انسانی سے متصادم ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ ساری انسانیت ایک رب کی مخلوق ہے اور سب برابر ہیں، کسی قوم یا ملک کی برتری نہیں سوائے تقویٰ کے۔

آر ایس ایس کا ''ہندو راشٹر'' کا تصور مذہبی اکثریت کو فوقیت دیتا ہے، جبکہ اسلام اقلیت و اکثریت کی بنیاد پر امتیاز کو رد کرتا ہے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں میثاقِ مدینہ کے ذریعے ایک ایسا معاشرہ قائم کیا جو مختلف مذاہب اور قوموں کے افراد کو برابری کے حقوق دیتا تھا۔ اس لیے اسلام کے نزدیک آر ایس ایس کا ہندو راشٹر کا نظریہ انسانی مساوات، مذہبی آزادی اور عدلِ اجتماعی کے خلاف ہے۔

اسلام کے مطابق انسان کی اصل شناخت اس کی قوم، نسل، زبان، رنگ یا وطن نہیں بلکہ اس کا ایمان، تقویٰ اور کردار ہے۔ قرآن مجید واضح طور پر اعلان کرتا ہے:

يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقٰكُمْ ۔

ترجمہ: لوگوں! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہیں قبیلوں اور خاندانوں میں تقسیم کیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہنچانو۔ درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ (سورہ الحجرات: ۱۳)

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام قوم، نسل، زبان یا جغرافیہ کو فضیلت کا معیار نہیں بناتا، بلکہ تقویٰ کو اصل معیار قرار دیتا ہے۔ اسی لیے اسلام میں کسی قوم، نسل یا ملک کو محض پیدائش کی بنیاد پر دوسروں پر برتری حاصل نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے تاریخی خطبے میں اس اصول کو مزید واضح فرمایا:

ترجمہ: ''کسی عربی کو عجمی پر، کسی عجمی کو عربی پر، کسی گورے کو کالے پر اور کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں، سوائے تقویٰ کے''۔

(اسنادہ صحیح؛ السلسلۃ الصحیحۃ لِلألباني:2700)

اس کے برعکس آر ایس ایس کے نظریۂ ہندوتوا میں قومی شناخت کو بڑی حد تک مذہب، تہذیب، تاریخ اور سرزمین کے ساتھ وابستہ کیا جاتا ہے، اور ''ہندو راشٹر'' کے تصور کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ ناقدین کے مطابق اس نظریے میں ہندو تہذیب کو قومی شناخت کی بنیاد بنایا جاتا ہے، جس کے نتیجے میں غیر ہندو برادریوں کی مساوی قومی حیثیت کے بارے میں سوالات پیدا ہوتے ہیں۔

اسلام اس تصور کو قبول نہیں کرتا، کیونکہ اسلام میں ریاست اور معاشرے کی بنیاد عدل، مساوات اور انسانی حقوق پر رکھی جاتی ہے، نہ کہ کسی خاص مذہبی یا نسلی اکثریت کی برتری پر۔

اسلام ہر انسان کو، خواہ وہ کسی بھی مذہب، قوم یا نسل سے تعلق رکھتا ہو، جان، مال، عزت اور مذہبی آزادی کا حق دیتا ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ (سورۃ البقرہ:۲۵۶)

ترجمہ: ''دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں ہدایت تو گمراہی سے صاف صاف کھل چکی ہے''۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میثاقِ مدینہ کے ذریعے مسلمانوں، یہودیوں اور دیگر قبائل پر مشتمل ایک ایسا معاشرہ قائم کیا جس میں تمام شہریوں کو ان کے مذہب، جان و

مال اور شہری حقوق کا تحفظ حاصل تھا۔ یہ معاہدہ اس بات کی عملی مثال ہے کہ اسلامی ریاست میں مذہبی تنوع کے باوجود عدل، مساوات اور باہمی احترام کو بنیادی اصول بنایا جاتا ہے۔

لہٰذا اسلامی نقطۂ نظر سے ایسا نظریہ جو قومی شناخت کو کسی ایک مذہب، نسل یا تہذیب کے ساتھ مخصوص کر دے یا اکثریتی مذہبی شناخت کو ریاستی امتیاز کا معیار بنائے، اسلام کے عالمگیر اصولِ توحید، اخوتِ انسانی، عدل، مساوات اور مذہبی آزادی سے ہم آہنگ نہیں۔ اسلام ایک ایسے معاشرے کا تصور پیش کرتا ہے جہاں تمام انسانوں کے بنیادی حقوق محفوظ ہوں اور فضیلت کا معیار صرف ایمان اور تقویٰ ہو، نہ کہ قوم، نسل، زبان یا مذہبی اکثریت۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ

ترجمہ: ''تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے''۔ (**سورۃ الحجرات: ۱۳**)

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ اسلام میں عزت، فضیلت اور برتری کا معیار نہ قوم، نسل، زبان، جغرافیہ یا مذہبی اکثریت ہے اور نہ ہی کسی مخصوص تہذیب یا قومی شناخت سے وابستگی، بلکہ صرف تقویٰ ہے۔

اس کے برعکس آر ایس ایس کے نظریۂ ہندوتوا میں قومی شناخت کو ہندو تہذیب، مذہب اور سرزمین کے ساتھ جوڑا جاتا ہے، جبکہ اسلام انسانوں کی قدر و منزلت کو ایمان اور تقویٰ سے وابستہ کرتا ہے۔

اس لیے اسلام کسی ایسے قومی تصور کو قبول نہیں کرتا جو کسی خاص مذہب، نسل یا ثقافت کو ریاست یا قوم کی بنیادی شناخت قرار دے یا اس کی بنیاد پر امتیاز پیدا کرے۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق تمام انسان اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور ان کے حقوق و عزت میں مساوات اصل اصول ہے، جبکہ فضیلت کا فیصلہ صرف اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقویٰ کی بنیاد پر ہوگا، نہ کہ قومی یا نسلی وابستگی کی بنا پر۔

آر ایس ایس کے مذہبی نظریات کی تردید

اسلام ایک مکمل الہامی دین ہے جس کی بنیاد توحید، رسالت، وحیِ الٰہی، آخرت اور عدل و مساوات پر قائم ہے۔ اس کے برعکس آر ایس ایس کا مذہبی تصور بنیادی طور پر ہندوتوا، ثقافتی قوم پرستی اور ہندو تہذیبی شناخت پر مبنی ہے۔ ذیل میں اسلامی نقطۂ نظر سے اس کے اہم نظریات کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

۱۔ ہندوتوا کو مذہبی و قومی شناخت قرار دینا

آر ایس ایس ہندوتوا کو محض ایک مذہب نہیں بلکہ قومی و تہذیبی شناخت کے طور پر پیش کرتا ہے، جبکہ اسلام کے نزدیک انسان کی اصل شناخت ایمان اور اسلام ہے، نہ کہ قوم، تہذیب یا سرزمین۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

ترجمہ: ''بے شک اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے''۔ (سورۃ آل عمران:19)

تشریح: یہ آیت واضح کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابلِ قبول دین صرف اسلام ہے، جس کی بنیاد وحیِ الٰہی پر ہے، نہ کہ قوم، نسل، تہذیب یا جغرافیہ پر۔ اسلام میں کسی قومی، نسلی یا ثقافتی شناخت کو دین کی اساس یا نجات کا معیار نہیں بنایا جا سکتا، بلکہ دین کا واحد سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ وحی، یعنی قرآن مجید اور سنتِ رسول ﷺ ہیں۔ اس لیے اسلام کسی تاریخی روایت یا قومی تہذیب کے بجائے اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی کو اصل معیارِ ہدایت اور کامیابی قرار دیتا ہے۔

۲۔ دھرم کو جامع اخلاقی و سماجی نظام قرار دینا

آر ایس ایس دھرم کو مذہب کے بجائے ایک تہذیبی اور سماجی نظام قرار دیتا ہے، جبکہ اسلام کے نزدیک مکمل نظامِ حیات صرف وہی معتبر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ

ترجمہ: ''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا''۔ (سورۃ المائدہ:3)

تشریح: یہ آیت اس بات کو واضح کرتی ہے کہ اسلام ایک مکمل اور جامع نظامِ حیات ہے، جس میں عقائد، عبادات، اخلاق، معاشرت، معیشت اور سیاست کے اصول اللہ تعالیٰ کی وحی سے متعین کیے گئے ہیں نہ کہ کسی قومی یا تہذیبی فلسفے کے۔۔اس لیے اسلام کسی قومی، تہذیبی یا انسانی فلسفے کو دین اور شریعت کا مستقل ماخذ تسلیم نہیں کرتا، بلکہ ہر معاملے میں قرآن وسنت کی ہدایت کو اصل معیار قرار دیتا ہے۔

۳۔ ویدک روایات کو تہذیب کی بنیاد بنانا

آر ایس ایس وید، اپنشد، رامائن، مہابھارت اور گیتا کو ہندوستانی تہذیب کی روح قرار دیتا ہے، جبکہ اسلام کے نزدیک آخری اور محفوظ الہامی کتاب صرف قرآن مجید ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

ترجمہ: ''اور ہم نے آپ پر یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی جو سابقہ کتابوں کی تصدیق کرنے والی اور ان پر نگہبان ہے''۔ (سورۃ المائدہ:48)

تشریح: اسلام کے نزدیک قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری، محفوظ اور کامل الہامی کتاب ہے، جو سابقہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کرنے کے ساتھ ان پر نگہبان بھی ہے۔ اس لیے مسلمان کے لیے ہدایت اور دینی احکام کا مستقل اور واجب الاتباع مأخذ صرف قرآن مجید اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، نہ کہ دیگر مذہبی کتابیں۔

۴۔ مذہبی رواداری کا تصور

آر ایس ایس مختلف مذاہب کو ہندو تہذیبی فریم ورک کے اندر قبول کرنے کی

بات کرتا ہے، جبکہ اسلام ہر مذہب کے ماننے والوں کو ان کے مذہبی حقوق دیتا ہے، لیکن انہیں کسی دوسری تہذیب یا مذہبی شناخت میں ضم کرنے کا قائل نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَآ إِكۡرَاهَ فِي ٱلدِّينِ

ترجمہ: ''دین میں کوئی جبر نہیں''۔ (سورۃ البقرۃ:256)

تشریح: اسلام ہر انسان کو اپنے مذہب پر قائم رہنے کی آزادی دیتا ہے اور کسی کو اسلام قبول کرنے یا اپنا مذہب چھوڑنے پر مجبور کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

اسی طرح اسلام یہ بھی نہیں چاہتا کہ کسی مذہب کے ماننے والوں کو کسی دوسری مذہبی یا تہذیبی شناخت میں ضم کیا جائے، بلکہ ہر فرد کے مذہبی تشخص اور بنیادی حقوق کے احترام کی تعلیم دیتا ہے۔

۵۔ قوم اور مذہب کو ایک قرار دینا

آر ایس ایس کے نزدیک قوم اور دھرم ایک دوسرے سے جدا نہیں، جبکہ اسلام کے نزدیک ایمان اور قومیت الگ تصورات ہیں۔ اسلام میں مختلف قوموں اور زبانوں کے لوگ ایک امت بن سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِنَّمَا ٱلۡمُؤۡمِنُونَ إِخۡوَةٌ

ترجمہ: ''بے شک تمام مومن آپس میں بھائی ہیں''۔ (سورۃ الحجرات:10)

تشریح: اسلام میں اخوت اور اتحاد کی بنیاد مشترک وطن، نسل یا زبان نہیں بلکہ ایمان ہے۔ اسی لیے دنیا کے مختلف ممالک، قوموں اور زبانوں سے تعلق رکھنے والے مسلمان ایک امت شمار ہوتے ہیں، جبکہ غیر مسلموں کے ساتھ بھی اسلام عدل، حسنِ سلوک اور انسانی حقوق کی تعلیم دیتا ہے۔

۶۔ کردار سازی کو عبادت پر ترجیح دینا

آر ایس ایس نظم و ضبط، خدمت اور کردار سازی کو بنیادی اہمیت دیتا ہے، جبکہ اسلام ان صفات کو عبادت سے جدا نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ

ترجمہ: ''میں نے جنات اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے''۔
(سورۃ الذاریات:56)

تشریح: اسلام میں حسنِ اخلاق، نظم وضبط اور سماجی خدمت یقیناً قابلِ قدر ہیں، لیکن ان کی حقیقی قدر اسی وقت ہے جب وہ صحیح عقیدہ، اخلاص اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ ہوں۔ محض اچھا کردار یا خدمتِ خلق، ایمان اور توحید کے بغیر، اسلامی تصورِ نجات کے لیے کافی نہیں۔

۷۔ اسلام اور عیسائیت کو بیرونی مذاہب قرار دینا

آر ایس ایس اسلام اور عیسائیت کو ہندوستان سے باہر کے مذاہب قرار دیتا ہے، جبکہ اسلام اپنے آپ کو کسی خاص قوم یا خطے کا مذہب نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے اللہ تعالیٰ کا آخری دین قرار دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا

ترجمہ: ''اور ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے''۔ (سورۃ سبا:28)

تشریح: اسلام ایک عالمگیر دین ہے جو کسی خاص قوم، نسل، زبان یا سرزمین کے لیے نہیں بلکہ پوری انسانیت کی ہدایت کے لیے نازل کیا گیا ہے۔

لہٰذا اسلام میں کسی مخصوص قوم یا جغرافیے کو دینی برتری حاصل نہیں، بلکہ تمام انسانوں کے لیے ہدایت کا معیار ایمان اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

۸۔ روحانیت کے مقابلے میں قوم پرستی کو ترجیح دینا

آر ایس ایس کے مذہبی نظریے میں ثقافتی قوم پرستی کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، جبکہ اسلام کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت، تزکیۂ نفس، آخرت کی کامیابی اور رضائے الٰہی

کا حصول ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

ترجمہ: ''کہہ دیجیے! بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے''۔ (سورۃ الانعام:162)

تشریح: اسلام میں وطن سے محبت ایک فطری امر ہے، لیکن قوم پرستی کو دین یا نجات کا معیار بنانا درست نہیں۔ مسلمان کی زندگی کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا، عبادت اور آخرت کی کامیابی ہے، نہ کہ کسی خاص تہذیبی یا قومی شناخت کو دینی حیثیت دینا۔

خلاصہ: اسلامی نقطۂ نظر سے آر ایس ایس کے مذہبی نظریات بنیادی طور پر ہندوتوا، ثقافتی قوم پرستی اور قومی شناخت پر مبنی ہیں، جبکہ اسلام کی بنیاد توحید، رسالت، وحیِ الٰہی، عدل، اخوتِ انسانی اور عالمگیریت پر قائم ہے۔

اسلام میں دین کا سرچشمہ صرف قرآن مجید اور سنتِ رسول ﷺ ہیں، نہ کہ کسی قوم، تہذیب یا تاریخی روایت۔ اسی طرح اسلام انسان کی اصل شناخت کو ایمان، تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت قرار دیتا ہے، نہ کہ نسل، زبان، سرزمین یا ثقافتی وابستگی کو۔

اسلام مذہبی آزادی، انسانی مساوات، عدل اور تمام انسانوں کے بنیادی حقوق کا علمبردار ہے، جبکہ اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت، تزکیۂ نفس اور آخرت کی کامیابی ہے، نہ کہ کسی مخصوص قومی یا تہذیبی شناخت کو دینی معیار بنانا۔ اس بنا پر اسلام ایسے تمام نظریات کو قبول نہیں کرتا جو دین کو قومیت یا ثقافتی قوم پرستی کے تابع کر دیں یا وحیِ الٰہی کے بجائے قومی و تہذیبی تصورات کو ہدایت کا بنیادی سرچشمہ قرار دیں۔

آر ایس ایس کے سیاسی نظریات کی تردید

اسلام کے نزدیک سیاست محض اقتدار، قوم یا تہذیب کے تحفظ کا نام نہیں، بلکہ عدل، امانت، شوریٰ، مساوات، انسانی حقوق اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے نفاذ کا ذریعہ

ہے۔قرآن وسنت کی روشنی میں ریاست کا مقصد تمام شہریوں کے جان، مال، عزت، مذہبی آزادی اور انصاف کا تحفظ ہے، خواہ ان کا مذہب، نسل یا قوم کچھ بھی ہو۔اس تناظر میں آر ایس ایس کے سیاسی نظریات کا اسلامی جائزہ درج ذیل ہے:

۱۔ثقافتی قوم پرستی کو سیاست کی بنیاد بنانا

آر ایس ایس سیاست کی بنیاد ہندو تہذیب اور ثقافتی قوم پرستی کو قرار دیتا ہے، جبکہ اسلام کے نزدیک ریاست اور سیاست کی بنیاد عدل، تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے، نہ کہ کسی خاص قوم یا تہذیب کی برتری۔اسلام میں حکمرانی کا معیار کسی مخصوص تہذیب کی بالادستی نہیں بلکہ عدل وانصاف کا قیام ہے۔

۲۔ہندوتوا کو سیاسی وحدت کی بنیاد قرار دینا

اسلام میں سیاسی وحدت کی بنیاد عدل، معاہدات اور شہری حقوق ہیں، نہ کہ کسی خاص مذہبی یا ثقافتی شناخت کو ریاستی معیار بنانا۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ... أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ

ترجمہ: ''اللہ تمہیں ان لوگوں کے ساتھ بھلائی اور انصاف کرنے سے نہیں روکتا جنہوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ نہیں کی''۔(سورۃ الممتحنۃ:8)

۳۔قوم کو فرد اور ریاست پر مقدم کرنا

اسلام میں سب سے بڑی وفاداری اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کے ساتھ ہے، نہ کہ کسی قوم یا نسل کے ساتھ۔اسلام قوم پرستی کے بجائے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور حق و انصاف کو اصل معیار قرار دیتا ہے۔

۴۔مضبوط ریاست کا تصور

آر ایس ایس ایک مضبوط اور بااختیار ریاست کا حامی ہے، تاہم اس کے نظریے

میں ریاست کو ہندو تہذیبی شناخت اور ثقافتی قوم پرستی سے وابستہ کیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس اسلام بھی مضبوط، منظم اور بااختیار ریاست کا قائل ہے، لیکن ایسی ریاست جو عدل، امانت، شوریٰ، قانون کی بالادستی اور تمام شہریوں کے مساوی حقوق کی محافظ ہو، نہ کہ کسی مخصوص مذہب، تہذیب یا ثقافتی اکثریت کی نمائندہ۔

اگر ریاست کو کسی مخصوص تہذیب یا مذہبی اکثریت کی نمائندہ بنا دیا جائے تو یہ اسلام کے اصولِ مساوات اور عدل کے منافی ہے، کیونکہ اسلامی ریاست میں مسلمان اور غیر مسلم تمام شہری قانون کے تحفظ اور بنیادی حقوق کے اعتبار سے انصاف کے مستحق ہیں۔

۵۔ سیکولرازم پر تنقید اور اکثریتی تہذیب کی بالادستی

اسلام کسی مذہبی اکثریت کو دوسروں کے حقوق سلب کرنے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ تمام شہریوں کے ساتھ انصاف کا حکم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا ۖ هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ

ترجمہ: ''کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو، یہی تقویٰ سے زیادہ قریب ہے''۔ (سورۃ المائدہ:8)

تشریح: اسلام میں عدل و انصاف ہر حال میں لازم ہے، خواہ معاملہ اپنے لوگوں کا ہو یا مخالفین کا۔ کسی مذہبی اکثریت، سیاسی طاقت یا ثقافتی برتری کی بنیاد پر دوسرے شہریوں کے حقوق محدود کرنا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ اسلام تمام شہریوں کے ساتھ بلاامتیاز انصاف، مساوات اور حقوق کی حفاظت کا حکم دیتا ہے۔

۷۔ ثقافتی وابستگی پر مبنی شہریت

آر ایس ایس کے بعض نظریات میں شہریت اور قومی شناخت کے تعین میں ثقافتی اور تہذیبی وابستگی کو خاص اہمیت دی جاتی ہے، جبکہ اسلام میں شہری حقوق کا تعلق انصاف اور معاہدے سے ہے۔ اسلام کے نزدیک ریاست کے تمام شہری، خواہ ان کا مذہب، نسل یا ثقافت

کچھ بھی ہو، جان، مال، عزت اور بنیادی شہری حقوق میں برابر ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میثاقِ مدینہ کے ذریعے مسلمانوں، یہودیوں اور دیگر قبائل کو ایک مشترکہ ریاست کے شہری تسلیم کیا اور سب کے جان و مال، مذہبی آزادی اور باہمی حقوق و فرائض کی ضمانت دی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں شہریت کی بنیاد کسی خاص تہذیب، نسل یا ثقافتی وابستگی نہیں بلکہ عدل، معاہدہ، وفاداری اور شہری ذمہ داری ہے۔ اسی لیے اسلامی ریاست میں غیر مسلم شہری بھی قانونی تحفظ اور بنیادی حقوق کے مستحق ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ انصاف اور حسنِ سلوک کو شرعی فریضہ قرار دیا گیا ہے۔

۸۔ غیر ملکی نظریات کی مخالفت

آر ایس ایس نظریاتی طور پر مغربی استعماریت، کمیونزم اور لبرل ازم جیسے بیرونی سیاسی و فکری نظریات کو ہندوستانی تہذیب اور قومی شناخت کے لیے غیر موزوں یا نقصان دہ قرار دیتا ہے اور ان کے مقابلے میں مقامی تہذیبی و ثقافتی اقدار پر مبنی نظام کی حمایت کرتا ہے۔ اس کے برعکس اسلام کسی نظریے کو اس کی جغرافیائی یا قومی اصل کی بنیاد پر قبول یا رد نہیں کرتا، بلکہ ہر فکر اور نظام کو حق و باطل، عدل و ظلم اور وحیِ الٰہی کے معیار پر پرکھتا ہے۔

خلاصہ: اسلامی نقطۂ نظر سے آر ایس ایس کے سیاسی نظریات بنیادی طور پر ثقافتی قوم پرستی، ہندوتوا، اکثریتی تہذیب اور قومی شناخت کو سیاست کی بنیاد بناتے ہیں، جبکہ اسلام ریاست و سیاست کی بنیاد توحید، عدل، شوریٰ، امانت، مساوات، انسانی حقوق اور وحیِ الٰہی کو قرار دیتا ہے۔

آر ایس ایس کے نظریات کی تردید آئین کے پس منظر میں

بھارت کا آئین ایک سیکولر، جمہوری اور کثرت پسند (pluralistic) نظام کی ضمانت دیتا ہے، جہاں ہر شہری کو مذہب، عقیدہ، زبان اور ثقافت کی آزادی حاصل ہے۔

● آئین کی دفعہ 25 تا 28 مذہبی آزادی، عبادت کے حق اور مساوات کو یقینی

بناتی ہیں۔

● اسی طرح آرٹیکل 14 اور 15 کے مطابق ریاست کسی بھی شہری کے ساتھ مذہب، ذات، نسل یا جنس کی بنیاد پر امتیاز نہیں کرسکتی۔

● آر ایس ایس کا نظریہ بھارت کو ''ہندو راشٹر'' بنانے کا ہے، جس میں غیر ہندو اقلیتوں (مسلمانوں، عیسائیوں، سکھوں) کے لیے مساوی مقام نہیں رہتا۔ یہ نظریہ بھارتی آئین کے سیکولر کردار کی صریح خلاف ورزی ہے، کیونکہ آئین بھارت کو کسی مذہب سے وابستہ نہیں کرتا بلکہ تمام مذاہب کو برابر قرار دیتا ہے۔

● بھارت کے آئین کے دیباچے (Preamble) میں واضح طور پر درج ہے کہ بھارت ایک Democratic Republic, Secular, Socialist,Sovereign (خودمختار، سوشلسٹ، سیکولر، جمہوریہ) ہے۔

● اس لحاظ سے آر ایس ایس کا نظریہ نہ صرف آئین کے بنیادی ڈھانچے سے متصادم ہے بلکہ جمہوری مساوات، مذہبی رواداری اور انسانی حقوق کے اصولوں کو بھی چیلنج کرتا ہے۔

خلاصہ

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں آر ایس ایس کا نظریہ قوم پرستی اور مذہبی بالادستی پر مبنی ہے، جو توحید اور انسانی مساوات کے خلاف ہے، جبکہ ہندوستان کے آئین کے مطابق ایسا کوئی نظریہ جو کسی ایک مذہب یا قوم کو برتر قرار دے، سیکولرزم اور آئینی برابری کے اصولوں کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ اس لیے ''ہندو راشٹر'' کا نظریہ نہ اسلامی اخلاقیات کے مطابق ہے، نہ ہی جمہوری و آئینی اصولوں کے۔

دعاؤں کا طالب
مفتی محمد سرور فاروقی ندوی
دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ
06-02-2012